

<https://ezreaderschoice.com/>



دل جانم مے رقص بسمای بھٹی

بسمہ بھٹی

دل جانے من رقصہ

دل جانے من رقصہ

بسمہ بھٹی

مکمل ناول

READERS CHOICE

آج بھی اتنے سال گزرنے کے بعد بھی وہ اسکی یاد سے فرار حاصل نا کر سکی کیسی چاہت تھی اسکی جو اسے آج بھی اپنے عشق کے محور میں سمائے ہوئے تھی۔ "آپی صنم مام بلار ہی ہیں" وہ مزید اسکی یاد میں رہتی اسکی چھوٹی بہن نے دروازہ ناک کیا۔ صنم نے چہرے پر دوپٹہ پھیرا اب وہ اپنی ماں کے سامنے ایسے نہیں جاسکتی تھی یا وہ سمجھتی تھی کہ کہیں اسکی ماں اسکے چہرے کے رنگ نا پڑھ لے۔ خود کو کمپوز کیا اور نیچے آئی۔ صنم کا کمر اتیسری منزل پر تھا اسے اچھی طرح یاد تھا کہ جب وہ اس گھر میں شفٹ ہوئے تھے تو اسنے سب سے اوپری منزل پر کمر اہونے پر بہت شور مچایا تھا مگر اب! اب وہ اس کمرے کو مزید اوپر کہیں کر دینا چاہتی تھی جہاں اسے کوئی دیکھ نا سکے بلانا سکے بس وہ ہو اور اسکی محبت کی تنہائی۔ "جی مام؟" وہ لاؤنج میں آئی اپنے والدین کو بیٹھے پایادونوں نے بیک وقت اپنی ناز و پلی بیٹی کو دیکھا جو شاید اب مسکراتی بھی مشکل سے تھی۔ "ادھر آؤ میرا بچہ" فراز جمالی نے باہیں پھیلائیں۔ زبردستی مسکرا کر انکے بازوؤں کے ہالے میں لے لیا۔ نا جنے کیوں لیکن صنم کے گلے میں آنسوؤں کا گولا ابھر کا معدوم ہوا۔ "تم ماشاء اللہ سے اب 23 کی ہو گی ہو ہمیں جلدی تو نہیں ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ تمہیں کسی اچھے لڑکے سے منسوب کر دیں بیٹا ہم اب تمہیں اب اتنا اداس نہیں دیکھ سکتے نجانے کیا ہوا ہے نا مجھے بتاتی ہونا اپنی مام کو کیوں تکلیف دے رہی ہو ہمیں بھی اور اپنے آپ کو بھی، رضا تمہیں ایسے اداس دیکھ ہی نہیں سکتا اور اب تو وہ بھی تمہاری اداس شکل سے بچنے کیلئے لنڈن چلا گیا ہے کیوں تڑپا رہی ہو ہمیں سن لو نا جو تمہاری مام چاہ رہی ہیں" وہ کتنے جذبات سے بول رہے تھے اور صنم سر جھکائے سن رہی تھی۔ زرا نظر اٹھا کر سامنے اپنی مام کو دیکھا جو آنسوؤں کو اندر کرنے کی ناکام کوشش کر رہی

تھیں۔ "بابا، مجھے۔۔۔ میرا دل نہیں مانتا شادی کیلئے آپ سمجھے نا" آواز بھر آئی تھی۔ "کیوں نہیں مانتا بتاؤ زرا ہمیں بھی ہم بھی کسی ٹھوس وجہ پر خاموش ہو جائیں" زرین جمالی تو دکھ سے پھٹ پڑیں صنم نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔ "بابا۔۔۔" ابھی صنم کے الفاظ منہ میں تھے کہ زرین جمالی اٹھ کر اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھیں "مام۔۔۔ اٹھیے کیوں ایسے آپ بیٹھ رہی ہیں" صنم تو بوکھلا گئی اپنی ماں کو سامنے جھک کر بیٹھتے ہوئے۔ "بس ہمارا صبر نا آزماؤ۔۔۔ مان جاؤ شادی کر لو صنی" زرین جمالی کی آنکھیں پانی سے لبریز تھیں۔ فراز جمالی سر جھکا چکے تھے۔ بھلا اپنی متاعِ جان کو ایسے دیکھنا ان کو کہاں گنوار تھا۔ "مام اٹھیں میں کر لوں گی شادی اٹھیں آپ" وہ کہ تو چکی تھی مگر حوصلہ جواب دے گیا وہ جتنی تیزی سے اٹھ سکتی تھی اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف بھاگی سکے علاو کسی اور کو اپنی ذات سے جوڑنا شاید صنم جمالی نہیں نہیں! صنم ابرار سے جوڑنا مشکل تھا۔ اور شاید یہ راز وہی جانتی تھی کہ صنم ابرار سے چھٹکارا پانا ناممکن ہے اور اسکے والدین اسے ابھی تک صنم جمالی ہی سمجھ رہے تھے۔۔۔ کیسا سنجوگ تھا صنم ابرار بنانے والا نجانے خود کہاں تھا اسے زمانے کے سوالوں پر چھوڑ کر۔۔۔۔۔



بہت بڑا کانفرنس ہال جہاں 10 ممالک کی سب سے ٹاپ کی کمپنیوں کے مالک اور انکے اسسٹنٹ موجود تھے۔ اور پاکستان کی ٹاپ کمپنی "دی شاہ اینڈ سنز" کا مالک اپنی پر آتش شخصیت کے ساتھ اوشن بلیو آنکھوں کے ساتھ سرد تاثرات لیے خاموشی سے بیٹھا تھا دھیان یہاں نہیں تھا نایہ خیال تھا کہ سامنے جو کمپنی اپنے خیالات کا اظہار کر رہی ہے وہ کیا ہے؟ "مسٹر شاہ؟ مسٹر شاہ آریو او کے؟" ایک ویسٹرن ایکسٹنٹ میں لڑکی نے اسے متوجہ کیا ایک سرد نگاہ

EBook

by Readers Choice

اسلام علیکم

آج کل ڈیجیٹل کا دور ہے جس سے ہر کوئی مستفید ہو بھی رہا ہے اور اپنی ضرورت کے مطابق زیر استعمال لا رہا ہے۔ اسی کے پیش نظر ریڈرز چوائس آپ کے لیے لائے ہیں ایک نیا پلیٹ فارم ای بک کی صورت میں۔

اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو ای بک کی صورت میں شائع کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کیجئے۔ ہم آپ کی تحریر کو ای بک کی صورت میں شائع کریں گے تاکہ آپ اپنی اس ڈیجیٹل کی دنیا میں اپنی ایک لائبریری بنا سکیں لہذا ہم سے ابھی رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو ایک ہفتے کے اندر اندر نوک پلک سنوار کر انتہائی مناسب قیمت میں ای بک بنا کر آپ کو مہیا کریں گے مزید یہ کہ آپ کی تحریر کی سنیک بنا کر بھی دیں گے (جو کہ بیچ کا حصہ ہو گا) اور اس کو فروغ (پروموٹ) کرنے میں آپ کی مدد بھی کریں گے۔ مزید تفصیلات کے لیے ہم سے رابطہ کریں



<https://ezreaderschoice.com/>

<https://www.facebook.com/mubarra1>

mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

اسنے اس سٹائلش لڑکی پر ڈالی جس نے گھبرا کر ہاتھ اپنا پیچھے کھینچ لیا جو وہ بہت انہماک سے اسکے کندھے پر رکھا ہوا تھا۔ وہ اپنی رعب دار انداز سے کھڑا ہوا بالوں کو جیل سے سیٹ کیا ہوا تھا تھری پیس سوٹ میں وہ کافی شاندار تھا مگر بازوؤں کے ڈولوں سے پتالگ رہا تھا کہ وہ کتنا زبردست مسکولر بوڈی کمالک تھا۔ وہ اٹھ کر روسٹرم پر آیا اپنے از کی سرد مگر رعب دور آواز میں وہ 26 سال کا جوان مرد سب عمر س بڑھے لوگوں پر فوقیت رکھتا تھا۔ میٹنگ کافی زبردست رہی کسی ایک کمپنی سے ڈیل فکس کرنی تھی اور وہ جس سے ہاتھ ملا چکا تھا وہ بھی اپنی مثال آپ تھی حال سے باہر آیا اور اسکی اسٹنٹ اسکے قدموں کا ساتھ دینے کی کوششوں میں ہی ہلکان ہو رہی تھی یہ کہنا مناسب ہو گا کہ وہ بھاگ رہی تھی۔ "سر۔۔۔ سر۔۔۔ سر۔۔۔ کل کی میٹنگ۔۔۔ کتنے بجے رکھوں؟" وہ تقریباً پھولی سانسوں سے بولی۔ وہ ایک دم رکا اور اسکی اسٹنٹ اسکے ساتھ ٹکراتے ٹکراتے بچی۔ "ڈونٹ کال می فرام دایک مائنڈاٹ!" وہ سرد آواز سے بولا یہ راز تو آج تک کوئی نہیں جان سکا کہ اس شخص کا لہجہ آخر اتنا سرد کیوں ہوتا ہے؟ اور اب بھی وہ اسے ساکت چھوڑ کر اپنے آفس میں چلا گیا۔ "اتنے روڈ ہودل کرتا ہے کہ سارے غصے کو ختم کر دوں لیکن نجانے کیوں تم پر ہی دل مرٹتا ہے" وہ اس روڈ شخص کو جانے بنا ہی دل دے بیٹھی تھی یہ تو اب وقت بتائے گا کہ کیا وہ اس محبت کو سہ پاتی ہے یا نہیں۔

وہ خاموشی سے اپنی چہر پر بیٹھ گیا یادوں کا دور اسے سلسلہ شروع ہو گیا۔ "تمہیں پتا ہے ناکہ بابا نے چاہ کر بھی تمہیں نہیں قبول کرنا" اسلے تو ہنس کر بات کی تھی مگر یہ حقیقت ہو گا دونوں کو معلوم نا تھا۔ "تم میرے ہو بتا دو سارے جہاں کو،۔۔۔ خبردار جو میرے علاو کسی اور کے ہوے۔۔۔۔ شاہوں کی جان ہوں میں تمہیں کہتے ہو کہ تم مجھے

کتنا چاہتے ہو اسکا انداز الگا نہیں سکتی میں اب مکرنا کبھی۔۔۔ مجھے چھوڑ کر نا جاننا۔۔۔ کیسے کہوں تمہیں کہ کتنا چاہتی ہوں تمہیں میں شاہ۔۔۔ دل ہو جان ہو سانس ہو سب تم ہو۔۔۔ "یادوں کے جمبھاکے ایک کے بعد ایک آ رہے تھے وہ خود کو اسکے حصار سے نکال ہی ناسکا کبھی۔ اتنے میں اسکا دوست جگری یار اندر داخل ہو اور اسکے مقابل بیٹھ گیا۔ "بھول کیوں نہیں جاتے جب اپنا نہیں سکتے اسے؟" صارم ملک نے سپاٹ انداز سے کہا۔ اسکے جواب میں وہ سر ٹیل سے ٹکا گیا۔ "کوئی خبر دوں؟" دوبار اپو چھا۔ "بس اسکے بارے میں ہو اور وہ کہے کہ بس آ جاؤ" دور کہیں سے آواز آئی۔ "اب ناممکن سا لگتا ہے۔۔۔ کہا تھا نا کہ وہ تجھے بھول جائے گی" صارم کی آواز سخت ہو گئی تھی اسنے سر اٹھا کر اسے دیکھا جیسے یقین نا ہوا سکی بات پر "وہ مجھے بھول سکتی ہی نہیں صارم" آنکھیں ضبط سے سرخ ہو گئیں۔ "وہ اپنی ماں کے آنسوؤں کے سامنے ہار گئی ہے۔۔۔ سنا تم نے۔۔۔ اسنے سونپ دیا ہے خود کو اپنے ماں باپ کے سامنے۔۔۔ وہ تمہاری نہیں رہی۔۔۔ بغاوت کرے گی وہ تم س ابرار شاہ۔۔۔ وہ تمہیں چھوڑ دے گی کیونکہ اب اس میں اتنی سکت نہیں کہ تمہارے انتظار میں بیٹھی رہے کہ تم آؤ اور اسکی غلط فہمی دور کرو" صارم چیخ اٹھا تھا اپنے دوست کو اس تکلیف میں دیکھ کر۔ ابرار شاہ کی آنکھیں گزرے پلوں کو یاد کر کے مزید سرخ ہو گئیں اسے یاد آ گیا اس وقت اسکا ابرار شاہ کی بجائے کسی اور کو فوقیت دینا اور ابرار پر یقین نا کرنا "میں اسے کبھی نہیں سچ بتاؤں گا کہ اس رات کیا ہوا جو مرضی ہو اور اسکی یہی سزا ہے کہ وہ میری آمد کیلئے تڑپے مگر اسکے پاس زمانے کو جواب دینے کیلئے کچھ نا ہو اور نا ہی میرا سہارا" وہ غصے وضبط سے بولا اور لیپٹا پ کھول کر کام کرنے لگا۔ اور صارم کو یقین ہو گیا کہ اب وہ اس پر بات نہیں کرے گا غصے اٹھ جر آفس سے باہر چلا گیا۔ اسکے جاتے ہی ابرار نے سر سیٹ سے ٹکا دیا۔ "میرے پاس آ

جاؤ نامیری جانم، میں تو تمہارے بنا کچھ نہیں کیوں تم یقین نہیں کر پائی میرا اس رات "اور دوبار سے یادوں کا سلسلہ

رواں ہوا۔۔۔۔۔



صنم اپنے کمرے میں آکر دروازہ بند کر چکی تھی لیکن دھڑکنوں کا کیا کرتی جو بغاوت پر اتر آئی تھیں دل لڑ رہا تھا اسکے فیصلے سے سانسیں الجھ رہی تھیں اسکے دعوے پر کیسے وہ اپنے والدین کے سامنے کسی اور کی ہونے کی ضمانت دے آئی تھی کیا اتنا آسان تھا کیا اسے 4 سال گزرنے کے بعد بھی اتنی محبت تھی جتنی پہلی دفع محسوس کی تھی۔ وہ خود سے ہی جنگ کر رہی تھی پھر یاد کا ایک پہر گزرا اور اس ہولناک رات نے اپنے قدم جمائے اور دل جو بغاوت کر رہا تھا دماغ کے فیصلے کے سامنے خاموش ہو گیا۔ "تم بس ایک بار مل جاؤ ابراہن شاہ تم سے دور ہونا چاہتی ہوں تمہیں بتانا چاہتی ہوں کہ تمہارے جانے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑا مگر جو نکاح کا دھبہ دے گئے ہو مجھے وہ ہر صورت تم سے جدا کر دوں گی، بہت آزمایا تم نے اب بس "وہ خود سے ہمکلام تھی سوچوں میں بس وہی سمایا تھا نجانے کیا سحر تھا اسکا کہ وہ کسور وار ہو کر بھی اسکے دل پر جان پر سانسوں پر حکومت کر رہا تھا کیسا بے تاج بادشاہ تھا جو سارے رشتوں پر بھاری تھا اسکے حکم بجالانے کو دل کرتا تھا کیسا تھا وہ اسے اس زمانے میں تنہا چھوڑ کر کہیں چھپ کر تڑپا رہا تھا۔ کیا اسے ترس نہیں آتا تھا۔ بھلا ترس کیسے آئے محبت کی پھر دغا دیا یہ کہاں عشق کو گنوارا کہ شرک ہو۔۔۔



"انعم یہ جلدی سے مٹھائی کی ٹوکری اندر رکھو" زرین جمالی تو کے خوشی سے پاؤں ہی زمین پر نہیں تھے آخر کو انکی صنی نے شادی کیلئے اپنی رضا جو دیدی وہ کتنا فخر محسوس کر رہی تھیں کہ انکی بیٹی انکی عزت کی لاج رکھ رہی ہے۔۔۔ مگر۔۔۔ کیا واقعہ؟

صنم کی ہاں کی دیر تھی اگلے روز ہی کوئی لڑکے والے صنم کو دیکھنے آرہے تھے رشتے تو منتظر تھا مگر انکار صرف جمالیز کی طرف سے ہوتا۔ انعم اور زرین بھاگتی پھر رہی تھیں کبھی اوپر کبھی باہر کبھی اندر۔ "زر، جلدی کر لو وہ پہنچ گئے ہیں بس، میں ویسے بہت خوش ہوں احمد کفی سالوں سے مانگ رہا تھا اور راحم بہت اچھا اور سلجھا ہوا لڑکا ہے اپنے باپ کا سارا بزنس سنبھالا ہوا ہے چھوٹا بھی بھائی اور باپ کے نزر کرم پر ہے" فرار جمالی محبت سے کہہ رہے تو اور انکی شریک حیات بہت انہماک سے سن رہی تھی۔ "اسلہ ہماری صنم کے نیک نصیب کرے آپ دیکھیں مجھے لگتا ہے کہ وہ اگئے ہیں" باہر گاڑی کے رکنے اور ہارن کی آواز پر زرین جمالی نے کہا اور فرار جمالی باہر چلے گئے انکا ویکم کرنے



وہ شیشے میں کھڑی خود کو کھوج رہی تھیں شاید زرا سا تیار جو انعم اور زرین جمالی کے فورس سے وہ ہوئی تھی اسکی چمک چمکا چاہ رہی تھی اور دل پورے زور و شور سے دہائی دے رہا تھا کہ جس کی امانت ہو اسکا سنگھار کسی اور کیلئے؟ واہ صنم واہ! اور امید ہے کہ رونق ہو چہرے پر؟؟؟ آنکھیں سر دتھیں ایک دم سے روشنی بند ہو گئی کمرے میں گھپ اندھیرا چھا گیا صنم نے بوکھلا کے اندھیرے کو دیکھا وہ آواز دینے کیلئے پیچھے مڑی مگر دروازے کے بند ہونے کی آواز آئی۔ صنم کے مانوڈر سے جان نکلنے والی ہو گئی۔ "کک کون کک کون ہے؟؟" ہمت کرک بولی مگر آواز لڑکھڑائی۔ وہ

دل جانم من رقصہ

بخوبی محسوس کر رہی تھی قدموں کی چاپ۔ صنم نے گکاجو کہ اب خشک ہو رہا تھا تر کرنا چاہا مگر کچھ ناہوسکا وہ ڈر کے ڈریسنگ کے ساتھ لگ گئی ہاتھ سرد پڑ چکے تھے اور انگلیوں میں باقاعدہ ہلکا ہلکا درد سا اٹھ تھا۔ ایک جینٹس کلون کی خوشبو اپنے نہایت قریب سے محسوس کر کے صنم اپنی سانس روک چکی تھی آنکھیں پانی سے بھر رہی تھیں کہ کوئی اسکے اتنا قریب تھا؟ کوئی نا محرم؟؟؟

[illegible]

بھاری آواز نے کان میں سرگوشی کی۔ صنم کی آنکھیں واں ہوئیں۔ کیا؟ کیا وہ؟؟ کیا وہ یہاں! اسکے پاس؟ اسکے سامنے؟ اتنے سالوں بعد! کیا وہی؟۔ دل و دماغ کا جھگڑا شروع ہو چکا تھا دماغ تسلیم نہیں کر رہا تھا اور دل اسکی آواز پر لبسٹک کہ رہا تھا۔ "میری جانم کی اتنی ہمت کہ وہ کسی اور کیلئے سچے!" ایک سرد مگر نیچی آواز سے طنز کیا گیا۔ صنم کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گرا کیسے انسو بھی اسکے غیر بن گئے تھے جنہوں نے فیصلہ لیا تھا کہ وہ کبھی اسکا ساتھ چھوڑ کر اس ہر جائی کے سامنے نہیں آئیں گے اور آج! فوراً سے نکل آئے اسکی کمزوری بن کر۔ "نانا نانا یہ انسو کیوں؟ کیا یقین نہیں تھا کہ مجھے خبر نہیں ہوگی؟؟؟ کہاں یقین ہو گا غدار و بے وفا جو ٹھہرے" بڑے چبھتے انداز سے گہرا طنز ایک اور کیا صنم خود کو چھڑانے لگی مگر مزید ناکام ہوگی جب اسکا ہاتھ اپنی کمر میں کھبتا ہوا محسوس کیا۔ ظالم سانس لینے آیا تھا شاید۔ "جو بھی ہوں یہ تو میری ذات گنوار انہیں کرتی کہ اپنی عزت کو کسی اور کیلئے سجتا دیکھوں" کیا سکون تھا اس ظالم کی آواز میں صنم نے سختی سے آنکھیں میچ لیں اور آنسوؤں اپنی روانی سے بہ رہے تھے۔ اس شخص نے بڑی

جرات سے آگے بڑھ کر آنسوؤں کو لبو چنا۔ صنم کو یوں محسوس ہوا جیسے اس لمس میں آگ سمائی ہے اتنے سال بعد یوں بے باک انداز سے اسکا چھونا صنم کو اپنی مزاحمتوں سمیت ساکت کر چکا تھا۔ "تم میری ہو۔۔۔ تاحیات، آخری لمحے تک" وہ اب منہ سے ہاتھ ہٹا چکا تھا "ان ہونٹوں پر سرخی لگانے جاسوچ رہی تھی اتنی جرات تمہاری؟" کتنی بے دردی سے اسکے ہونٹوں کو انگوٹھے سے مسلا اور مقبل محسوس کر سکتا تھا کہ کتنے نازک مالا مالا پٹھریاں ہیں مگر زرا جو اس پر رحم آئے۔ "ویسے ان جو چھونے کا من تو بہت ہے مگر میں خود کو پاک ہی رکھنا چاہتا ہوں" آواز تھی یاسیہ جو صنم کے کانوں میں ڈاگایا تھا وہ اسے ناپاک کہ رہا تھا صنم بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اندھیرا تھا مگر وہ اسے اپنے بہت محسوس روج رہی رہی تھی۔ خود نے جو کیا اسے جرم ٹھہرانے کی بجائے اسے ناپاک کہ رہا تھا؟؟؟۔ "نیچے جاؤ اور انکار کرو ورنہ جو تمہارا سوہنا بھائی لنڈن بیٹھا ہے نا کہیں ساری رمر کیلیے پچھتا تا نارہ جائے کہ بہن کی حفاظت محبت کیلئے نہیں اسکا اور وہ تمہاری ناز و پلی بہن انعم کہیں ساری زندگی لوگوں سے منہ نا چھپاتی پھرے" ارنا ظالم ہو کر واپس آیا تھا۔ صنم حیران تھی کہ وہ اسکے سامنے کب سے بکواس کر رہا ہے وہ کچھ کر کیوں نہیں پار ہی کرتی بھی کیسے مکمل تو جکڑا ہوا تھا اسے۔ اور اگر بولنے کی کوشش کرتی تو وہ اپنے طور سے چپ کرانے میں دیر نا کرتا۔ "میری۔۔۔ میری۔۔۔ زرز۔۔۔ زندگی سے چلے۔۔۔ جاؤ۔۔۔" کتنی ہمت کر کے وہ بول پائی یہ صرف وہ جانتی تھی مگر بے سود کیوں کہ وہ اسکے ہونٹوں پر اپنی شدت دکھانے میں مصروف ہو چکا تھا اور اتنی شدت تھی کہ۔ صنم کو اپنے ہی منہ میں اپنا ذائقہ محسوس ہو رہا تھا۔ مگر وہ ہٹنے کا نام نہیں لے رہا۔ صنم نے سختی سے جیکٹ کو پکڑ لیا اسکے محسوس سے جیکٹ ہی لگی۔ مگر وہ پھر بھی نہیں ہٹا شاید 4 سال کی طلب اب مٹانا چاہ رہا تھا۔ جب صنم کی سانسیں بالکل بند ہونے پر آئیں تو وہ

بھرپور شدت سے دور ہوا۔ سانس کی کمی سے صنم کو کھانسی انا شروع ہوگی اور کمال دیکھو اس سنگمر کا کہ ستم تو دھادیا مگر اپنا کندھا بھی میسر کیا کہ یہاں سر رکھ جراپنی سانسوں پر میرے نام کا مہر الگاؤ۔ "کردیا نا مجھے ناپاک! حسن چیز ہی ایسی ہے اور مرد تو بہک ہی جاتا ہے ہنادل!!" وہ طنز کر رہا تھا لیکن کیوں غلطی نہیں گناہ تھا جو اس رات سرزد ہوا تو طنز کیوں۔ "بس جاؤ یہاں سے" صنم حلق کے بل چیخنا چاہی مگر ابھی بھی اسکے سانس ہموار نہیں تھے۔ "کہانا جاناں ساری زندگی حکومت میری ہی ہے، تمہارے سرتاج کی، تمہارے شاہ کی، یعنی میری ابرار شاہ کی جانم" اسکے کان کی کو کو کٹتے دور ہوا۔ روشنی کا جمھا کا ہوا اور مقابل شخص غائب۔ صنم ہونکوں کی طرح پورے کمرے جو دیکھا کہ کہاں گیا مگر وہ تو گیا اپنا کام کر کہ مگر مصیبت اور آزمائش ایک فی ڈال گیا۔ بے دردی سے اپنے ہونٹوں کو مسلا جہاں اسکے لمس کا بھی ہو شر با تاثر موجود تھا۔۔۔



صنم کو یقین نہیں آیا کہ ابھی وہ اسکے پاس تھا یا پھر اسکا وہم تھا جوئی عام انسان کیسے اتنی تیزی سے غائب ہو سکتا ہے؟ بھاگ کر کھڑکی سے نیچے دیکھا مگر کوئی م نام و نشان نا کمرے کے ہر کونے کو دیکھا مگر وہ تو کہیں تھا ہی نہیں۔ وہ کمرے کے درمیان میں کھڑی پریشان و حیران تھی۔ اسکی موجودگی کے ثبوت کو دیکھنے کیلئے شیشے کے سامنے آئی مگر آنکھیں بند کر لیں خود بھی اسکی تازہ تازہ نشانی جو دیکھنے سے اسے پاس محسوس کرنے کی ہمت نا تھی مگر ہمت کی آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں اور اپنے ہونٹوں کو دیکھنا چاہا آنکھیں جو تھوڑی کھلی تھیں وہ ایک دم سے پوری کھل گئیں یہ کیا اسکے

دل جانم من رقصہ

ہونٹوں پر تو اسکی شدت کے نشان تک نہیں تھے نا اسکا لمس اب محسوس ہو رہا تھا۔ وہ حیران تاثر لیے اپنے ہونٹوں کا جائزہ لینے لگی کہ شاید اسکا وہم نا ہو وہ سچ میں اسکے پاس ہوا سکے قریب تھا اسکی سانسوں کو قید کیے اپنی ملکیت ثابت کیے مگر جائزہ لیتے لیتے ہاتھ رک گئے۔ سرخ آنکھوں سے اپنا عکس دیکھا وہ کیا سوچ رہی تھی اسکی موجود گی؟ اپنے پاس؟ یہ سوچ کر کہ وہ برداشت نہیں کر سکے گا جب وہ اسکا فیصلہ سنے گا جیسے ہر بار غصے سے پاگل یو جاتا تھا جب جوئی اسے دیکھے یا چھوے اور اب بھی بھاگا آئے گا؟ " اتنا سوچ لیا اسے پگلی کہ اسکے لمس کو محسوس کر کیا اور سوچا کہ وہ بھاگا آئے گا کسی جا سوس کی مانند تمہیں زمانے سے بچالے جائے گا؟ وہ دھوکے باز تھا وہ آج وفا کیسے نبھانے آئے؟! " وہ خود کی بے عقلی پر ہنس دی اور آنسو ٹوٹ جر گال پر پھسل گیا۔ " دل----جانم-----من----رقسم " ایک کھلکھلاتی یاد کی دھنک اس ہر جانی کی آواز نے کانوں میں سرگوشی کی مگر کمی اسکی تھی وہ نہیں تھا۔



"کیا بات ہے بھائی، آج تو ٹوڑ ہی ہم سے نہیں مل رہی" سمیہ جو کہ راحم کی چھوٹی بہن تھی اپنے بھائی کو اتنے اخلاق و محبت سے صنم کے گھر والوں سے ملتے دیکھ کر حیران تھی اور اب صوفے پر ساتھ بیٹھ کر اسے ہلکی آواز میں چھیڑ رہی تھی۔ راحم مسکرا کر نیچے سر جھکا گیا ہنسی نجانے کیوں اتنی سی بات پر زور سے آگئی۔ سمیہ بھی ہنس دی اپنے بھائی کی حالت پر۔ وہ جانتی تھی کیسے وہ روز اپنے بابا کی جان کھاتا تھا کہ صنم کو منائے وہ اسے پسند کرتا ہے اور آج جب انہیں بلایا تھا اسکا دل بس آج آسمان پر تھا قدم بس جھومنے پر اکسار ہے تھے اور دماغ تمیز کے دائرے میں رہنے کا کہتا تھا کیا محسوس کر رہا تھا وہ یہ صرف راحم جانتا تھا۔

"ارے فراز تم نے بہت انتظار کروایا ہے ہمیں سب کچھ اپنی جگہ ہم انکار اب نہیں سنے گے" راحم کے والد نے شکوہ کن انداز میں محبت سے کہا۔ سب نفوس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ "جاؤ انعم آپ کو بلاؤ" اسی وقت زمین جمالی نے مسکرا کر انعم جو کہا جوا بھی ابھی کچن سے سیدھا دھر سلام لینے آئی تھی۔ اک نظر راحم کو دیکھا اسے اپنی آپ کیلئے اچھا لگا کالی چمکتی آنکھیں، کھڑا مغرور ناک، اک پف کے انداز میں سلجھے بال، خوش اخلاق، جانیو مسکراہٹ، ڈیسنٹ بلیک تھری پیس سوٹ میں اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ انعم جمالی کو اچھا لگا تھا یقیناً وہ ایک آئیڈیل مرد تھا وہ اپنی آپ کا روشن مستقبل سوچ کر مسکرا کر زینے چڑھ گئی تاکہ اپنی آپ جو لاسکے۔

"آپیہیسی۔۔ ہاے کیا بتاؤں کہ کتنا سوہنا ہے وہ" انعم دروازہ کھول کر آندھی طوفان کی طرح صنم کے گول گول گھما کر بولی۔ "او وففف۔۔ بس انعم پاگل ہو گیا" صنم کو تو چکر آنے باقی رہ گئے تھے۔ "آپی بہت پیارے ہیں ہاے دل کر رہا ہے کہ کاش میں ہوتی اور میرے لیے انکا انتخاب ہوتا" ایک فلمی ہیروئن کی طرح ایکٹ کر کہ کہا صنم نے ہاتھ باندھ کر آبرو اچکائی۔ انعم کھلکھلا کر ہنس دین "ام جسٹ کڈنگ اپو، آپ کو نیچے بلایا ہے چلیے" وہ صنم جو دروازے کی طرف کھینچتے ہوئے بولی۔ "او۔۔ حوصلہ۔۔ کہیں سے نہیں لگ رہا کہ انعم فراز جمالی یونیورسٹی کی سٹوڈنٹ ہے، بچو جیسی ہر کتیں کر رہی ہو" صنم نے اسے مصنوعی جھڑکا انعم نے آنکھیں گھمائیں کیونکہ انعم کے نزدیک زندگی جتنی بھی ہو کھل کر دل کی سن کر گزارنا کہ گھٹ گھٹ کے۔ "اچھا اب بھاشن مت دیجیے گا میرا موڈ اچھا ہے چلیں آئیں" وہ محبت سے بولی اور دونوں نیچے کی طرف بڑھے۔ صنم کی دھڑکن تیز سے تیز ہو رہی تھی جیسے جیسے وہ نیچے آرہی تھی وہ کیسے اس رشتے سے انکار کرے یا کیسے بتائے کہ یہ ناجائز رشتہ کہلائے گا وہ کسی کے نکاح میں

ہے مگر نکاح کا کوئی ثبوت بھی نہیں ہے وہ تو اسی رات غصے سے پھاڑ دیا تھا صنم نے ایک صنم کی محبت دوسرا اسکا غصہ! 😞۔ راحم کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی جب اس نے اپنی زندگی کی رونق کو اپنے سامنے آتے پایا وہ اسکے لیے آج سنور کے نیچے آرہی تھی۔ کالی آنکھوں کی چمک میں مزید اضافہ ہو گیا۔ پیچ کلر کے سادھا فراق جس کے گھیرے پر نگینے کا ہلکا سا کام تھا نیچے سرخ رنگ کی کپڑی ساتھ ہم رنگ ریشم کا دوپٹہ، صنم نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی یہ گواہی راحم کے دل کی تھی۔ کہیں اسکی اپنی نظر نا لگ جائے فٹ آنکھیں جھکا لیں مگر پھر سے پلکوں کی آڑ سے متاعِ جاں کو دیکھا پھر باڑ گرا دی اور یہ سلسلہ شروع ہو چکا تھا شرم و لحاظ میں وہ دل بھر کر دیکھ بھی نہیں پارہا تھا۔ مگر صنم سنجیدہ تھی۔ اس وقت لاؤنج میں دو دلوں کی دھڑکنیں بہت تیز تھیں مگر احساس مختلف رہا ایک محبت جو سامنے دیکھ کر دھڑک رہا تھا اور ایک محبت سے دور کسی اور کے لیے سبنا! اس بے بسی سے دھڑک رہا تھا۔ سلام کیا سب جو تو راحم کی والدہ رجب بیگم نے اپنے پاس بٹھا دیا۔ "ماشاء اللہ تو بہت خوبصورت ہو گئی ہے کہاں اسے 65 سال پہلے کا دیکھا ہوا ہے ایسے جیسے پری ہو" وہ تو بلائیں لینے لگ پڑیں زرین اور فراز جمالی مسکرا دیے۔ "صنم تو حسین ہیں ہی ہماری چھوٹی بیٹی انعم بہت حسین ہے بھی، تمہاری دونوں بچیاں بہت سندر ہیں" اب تو راحم کے والد نے انعم کو بھی گھسیٹ لیا تھا وہ تو فوراً تعریف پر جھینپ گئی جبکہ صنم خاموش تاثرات بیٹھی تھی اسے انکی تعریف اچھی نہیں لگ رہی تھی اسے جسکی تعریف جرن پسند تھا وہ تو تھا ہی نہیں پھر کس بات پر مسکراتی؟ بس اپنے ہاتھوں کو گھوری جارہی تھی۔ "السا کرم ہے میرے سارے بچے بہت پیارے ہیں آفرآل باپ پر گئے ہیں" فراز جمالی نے فرضی کال جھڑے تو فضا میں سب کا قہقہہ گونجا۔ "بھابھی تو اعلیٰ ہیں بھائی" سمیہ نے جھک کر

کن میں دوبارہ سرگوشی کی تو راحم نے مسکراتی نظروں سے بہن کو دیکھا کہ کہا تھا نا کہ تمہارے بھائی کی پسند ٹاپ کی ہے۔ "بس بس زیادہ شوخ نہیں ہونا اب آپ نے" سمیہ اپنی بھائی کی آنکھیں پڑھنے کے بعد ہلکی آواز میں بولی جس پر راحم نے آنکھیں سکیر کر اسے دیکھا۔ "ویسے یار رضا کہاں ہے؟ 1 بیٹا ہے نا تیرا؟" فراز جمالی سے پوچھا گیا۔ جمالی گھرانے کے افراد کے چہرے ایک دم مرجھا گئے۔ "بس وہ لنڈن میں ہوتا ہے بزنس ہے وہاں سیٹل ہے تو کبھی کبھی مہینے کے آخر میں آجاتا ہے کبھی کبھی 43 مہینے تک بھی نہیں آتا" فراز جمالی محول جو غمگیں و افسردہ ہونے سے بچا رہے تھے۔ "اگر یہاں ہوتا تو اچھا لگتا مل لیتے خیر جب وہ آئے تو یار ہمیں ضرور بتانا" بہت اپنائیت تھی انکے انداز میں۔ "ہاں ہاں ضرور اب تو آپ لوگوں کا آنا جانا لگا رہے گا نا" فراز نے مسکرا کر کہا۔ "اب ہمیں ہماری بچی دے دو بھی، ہم آج ہی منگنی کرنا چاہتے ہیں فراز" راحم کے والد نے بہت مان سے کہا۔ ادھر راحم کے لبوں سے ہو مسکراہٹ جا نہیں رہی تھی وہ مزید گہری ہو گئی اور ادھر صنم کی ڈھرنج جیسے تھم سی گئی وہ اب اتنی جلدی کیا کرے گی کیسے بتائے گی کہ کسی کے نکاح میں ہوتے ہوئے وہ کسی اور کے نام کی انگوٹھی کیسے پہنے گی کاش وہ اسے آزاد کر دیتا چاہے غصے میں صحیح مگر جردیتا تو آج وہ اپنے والدین کی مسکراہٹ کا مان رکھتی کسی کے دل کو ٹوٹنے سے بچا لیتی وہ اب کیا کرے گی؟۔۔۔

"بسم اللہ کریں جی" زرین جمالی نے خوشی سے کہا۔ انعم نے الجھ کر راحم کے چہرے جو دیکھا وہ سمجھ نہیں پارہی تھی کہ راحم اسے کس نظر میں اچھا لگ رہا ہے؟ اسکی بہن کا رشتہ طے ہو رہا ہے وہ خوش ہے مگر انعم کا دل!؟ انعم پر خوف سے دل پر ہاتھ رکھا اسکی دھڑکن تیز ہو چکی تھی وہ اپنے ہونے والے بہنوئی کو کس نظر سے دیکھ رہی تھی، گناہ

کر رہی تھی وہ تو۔ خود کو کمپوز کیا اور مسکرا کر اپنی بہن کی خوشیوں کیلئے دعا گو ہوئی۔ "آویٹا انگوٹھی آپ پہناؤ" رجب بیگم نے مسکرا کر اپنے لاڈلے کو کہا۔ "نہیں ماما، آپ خود پہنائے، ابھی یہ ہاتھ پکڑنے جاسرٹیفکیٹ مجھے نہیں ملا" وہ کافی اخلاق سے بولا تھا مگر سمیہ اور انعم کا ہتھ لگ گیا جسے فوراً دونوں ماؤں کے آنکھوں نے روکا تھا صنم کے والدین کافی متاثر ہوئے اسکے خیالات سے ورنہ آج کل کے نوجوان خود ہی پر دان بننے جے چکروں میں ہوتے ہیں۔ زمین کا خوف سے رنگ پیلا پڑ گیا۔ ہاتھ باقاعدہ کانپ رہے تھے سب سمجھ رہے تھے کہ شرم و حیا میں ایسا ہوتا ہے کاش کوئی اس پوچھ لیتا تو وہ بتا پاتی کہ وہ خود جو کتابت بس محسوس کر رہی ہے۔ رجب بیگم نے ہاتھ میں انگوٹھی پہنائی اور ماتھے پر بوسہ دیاراحم کے والد نے ہزار کے کی نوٹ صنم کے ہاتھوں میں تھما دیے صنم کی حالت غیر ہو رہی تھی ہمت کر مے بولنے کیلئے سراٹھایا اور سامنے اپنے باپ کا خوشی سے مسرت سے بھرا ہتھ سنا جو شاید وہ راحم کی کسی بات پر ہنسے تھے، پھر اپنی ماں کو دیکھا جنکے چہرے پر خوشی سے گلناریاں تھیں، وہ کیا کرتی دوبارہا کر آنکھیں میچ لیں اور اوپر کمرے کی طرف بڑھ دی اور سب کی نظر میں بچی شرمائی ہے۔۔۔۔۔



"اے ابرار نے زور سے لیپٹاپ شیشے میں مارا غصے سے خون کھول اٹھا تھا وہ وڈیو دیکھ کر جس میں صرف صنم کے ہاتھ تھے اور اسے انگوٹھی پہنائی جا رہی تھی یقیناً ایسے ویڈیو بنائی گئی تھی کے صرف انگوٹھی پہنانے کی بنے۔ غصے دماغ کی رگیں پھول گئیں۔ صارم دروازہ کھول کر اندر آیا اور کمرے میں شیشے کو بکھڑے ہوئے دیکھا اور ساتھ میں لیپٹاپ جو دیکھا جو دو حصوں میں بٹ چکا تھا دونوں پر افسوس کی نگاہ ڈال کر جو نہی ابرار کو دیکھا صارم چونکا وہ غصے

سے کمرے کی ہر چیز توڑ رہا تھا۔ اس سے پہلے کے وہ ڈریسنگ پر پڑاوا اڑھا جڑ زمین توڑتا صارم نے بھاگ کر پکرا
اسے۔ "پاگل ہو گیا ہے، یہ کیا کر رہا ہے" صارم چیخا۔ "میں آگ لفادوں گا دنیا کو وہ میری ہے صرف میری، اس پر
اسکے ہاتھوں پر، اسکی سانسوں پر میرا صرف میرا صرف ابرار شاہ کا حق ہے" وہ حلق کے بل دھاڑا۔ "کیا دیکھا ہے
ایسا" صارم نے اسے اٹھا جریڈ پر پھینکا یہی تو صارم کی بات تھی جگری اینویں نہیں تھا بازوؤں میں بہت جان تھی ہر
بار کی طرح ابرار کو سنبھالنے والا "وہ میری ہے۔۔۔ وہ کہ کیوں نہیں رہی زمانے سے کہ وہ میری ہے" چیخ رہا تھا اور
صارم جو غصہ تھا کہ اب نجانے اسکے جاسوسوں نے کیا بھیج دیا ہے۔ "کیا دیکھا شاہو بات مجھے" صارم نے اسے زور
سے گلے لگایا کہ کہیں کوئی اور نقصان نہ کر دے۔ "وہ کسی اور کے نام کی انگوٹھی پہن رہی تھی وہ جانتی ہے وہ میری
ہے صرف میری" ابرار نے اتنی ہی زور سے خود کو چھڑایا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ صارم کو سمجھ نہیں آیا کہ کیا کہا
ہے جب سمجھ آئی تو فوراً اپنا جیب سے موبائل نکالا اور ایمیل چیک کی جہاں کورین گرل کی آئی ڈی سے اسے وہ وڈیو
ملی تھی۔ کورین گرل کوئی لڑکی تھی جو صارم کی دوست فیسبک پر بنی تھی مگر کافی اچھی دوستی ہو گئی تھی جس سے وہ
اکثر گھر کی باتیں ستر کر دیتے تھے صارم نے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا مگر اسے امید تھی کہ کسی دن ضرور دیکھے گا۔
اور ابھی بھی اسکا میسج آیا تھا کہ "مائی بلوڈ برادر فائنلی انگیجڈ"۔ وہ ویڈیو ابرار نے بھی دیکھی تھی اور پھر صارم نے جھٹکے
سے اس طرف دیکھا جہاں صارم ملک کے پسندیدہ لیپٹاپ ٹکڑوں میں موجود تھا



"یہ کس کی وڈیو ہے اینجل؟" صارم نے ایمیل کی مگر شاید وہ اوفلائن تھی تبھی ریپلائے نا آید۔ صارم اسے اینجل ہی کہتا تھا نام اسے نہیں بتایا، نا ہی کبھی آواز سنائی، بس ایک دوسرے کے عادی ہو چکے تھے۔ اینجل تو کافی باتونی تھی صارم جیسے سنجیدہ بندے جو خوب کھپا کر رکھتی تھی۔ البتہ اینجل نے صارم کو ضرور دیکھا تھا ظاہر ہے پکچرز میں، ہاں وہ صارم کیلئے دیوانی تھی مگر یہ راز اسکے اور اسکے دل کے درمیان تھا وہ بھول کر بھی یہ بات زبان پر نا لاتی کیونکہ وہ نہیں جانتی تھی کہ کیا صارم اسے مل سکے گا یا نہیں؟ حسن ہو نا سب تھوڑی ہوتا ہے یقیناً اینجل ایک خوبصورت لڑکی تھی اگر صارم دیکھتا تو ضرور اسکے حسن کا اسیر ہو جاتا مگر دل کا پتا تھوڑی لگتا ہے کہ کس پر آجائے۔ صارم اسے پیار سے اینجل کہتا تھا صارم کے مطابق اینجل نام اس لیے کہ تمہاری باتیں شفاف اور پاک ہیں، زندگی سے بھرپور۔ وہ مسلسل 10 منٹس سے ریپلائے کا ویٹ کر رہا تھا صارم کو ہمیشہ ویٹ کرنے یعنی انتظار سے نفرت تھی اور اب بھی اسے غصہ آرہا تھا کہ مجھے ریپلائے فوراً کیوں نہیں مل رہا۔ اس سے پہلے کہ وہ غصے سے موبائیل توڑتا یا ناراض ہوتا ایمیل کا نوٹیفکیشن آیا۔ چیتے کی تیزی سے ایمیل اوپن کی۔ "میرے پاپا کے فرنڈ کی بیٹی کی" نا مکمل سیا کہہ لیں تسلی بخش جواب نہیں رہا پھر صارم یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ کیا پتا برابر کا دماغ ہلا ہوا اسے اتنا رات صنم کو سوچا ہو کہ اب کسی بھی لڑکی کے ہاتھ اسے صنم کے لگ رہے۔ "اچھا" جواب بھیجا گیا۔

"نظریں گھمائیں اپنی صارم، خبردار جو ہاتھ پسند آئے آپ جو" آگے سے خبردار کیا گیا۔ صارم پڑھ کر مسکرایا۔ "کیوں جناب! آپ کو کس چیز کا ڈر ہے؟" قاتلانہ مسکراہٹ کے ساتھ میل بھیجی۔ "کام سینس، نا محرم کے ہاتھوں کو بلکل بھی پسند نہیں کرتے" آگے سے بی اماں کا سا ریپلائے آیا۔ صارم کی مسکراہٹ گہری ہو گئی "پھر کیا

دل جانم من رقصہ

کیا جائے اینجل، اب مجھے کسی کو تو پسند کرنا ہے نا؟ "تنگ کرنے کیلئے ریپلائے دیا۔ کچھ سیکنڈز تک ریپلائے نہ آیا۔ صارم کو پتا تھا کہ جب بھی صارم پسند کی بات کرتا تو تھوڑے وقفے سے جواب ملتا اور وہ آخری میسج ہوتا۔ وہی ہوا۔ "بھاڑ میں جائیں، جنت راس ہی نہیں آپ کو، خدا کے فیصلے کا صبر ہی نہیں ہے کیا پتا کوئی محبت سے مل جائے مگر نہیں۔۔۔ السہافظ "آگے سے جو ریپلائے آیا صارم کا قہقہہ لگ گیا۔ "تو جلدی سے دعا کریں کہ مجھے کوئی مل جائے۔ خیال رکھنا اپنا۔۔۔ السہافظ مائن اینجل "لبولس کو دانٹوں میں دبا کر میسج بھیجا اور سیل پینٹ کی جیب میں ڈال دیا اور اب اسے جا کر ابرا کا پتا کرنا تھا اتنا تو وہ جانتا تھا کہ کوئی نقصان اپنا نہیں کرے گا کیونکہ محبت کے زمانے میں وہ صنم سے ہی تو وعدہ لے چکا تھا کہ جیسے گھر اسکے لیے خود کی حفاظت کرے گا تو صرف اس کے لئے تو کیا ہوا وقت نے دور کر دیا اب بھی وہ اسکا ہی تھا اور وعدے نبھانے ابرا شاہ کو بہت پسند تھے۔



"بابا یہ زرا چاہے مجھ سے گر گئی ہے میں واش کر لوں پھر جائیں گے" راحم نے سب جو دیکھ کر اپنے باپ سے کہا۔
 "آپ ایسا کرو بیٹا کیسٹ روم میں چلے جاؤ آرام سے واش کر کو" زرین جمالی نے ڈائننگ ٹیبل پر کپ رکھتے ہوئے
 کہا۔ "جاؤ انعم کمرابتادو" زرین نے انعم کو کہا جو خاموشی سے چائے پی رہی تھی اپنی ماں کے مخاطب پر نجانے کیوں وہ
 گھبراگی حالانکہ اسکی بہن سے منگنی ہو چکی تھی کچھ دیر پہلے پھر کیسی گھبراہٹ تھی جو وہ محسوس کر رہی تھی "آ۔۔۔
 آ۔۔۔ اہم۔۔۔ آئیے اس طرف" گلے نے تو باقاعدہ آواز ہی لڑکھڑادی تھی مگر گلا کھنکار کر وہ راحم کو راستہ دکھانے
 کیلئے اٹھی وہ دونوں کو ریڈور سے گزر رہے تھے۔ دونوں میں خاموشی تھی۔ عجیب سی چپ تھی۔ راحم کیا بات کرتا؟

دل جانر من رقصہ

وہ تو اتنا فرینک پرسن تھا ہی نہیں مگر وہ سوچ رہا تھا کہ سالی جو ہوتی ہے یعنی کہ دلہن کی بہن کافی دماغ کھانے والی ہوتی ہیں مگر یہاں تو سرد سی خاموشی تھی اور انعم کا دل بغاوت جر رہا تھا وہ تو بیچ رہی تھی کہ خدا نا خواستہ کو الٹی سیدھی بات یا حرکت نا کر دے کتنی بے شرم تھی اپنی ہی بہن کے منگ پر نظر رکھ رہی تھی اور یہ شرم دلانے والا دماغ تھا دل تو نجانے قابو میں کیوں نہیں تھا۔

[illegible]

دل جانم من رقصہ

سے انگوٹھی بھی نہیں پہنا رہا تھا کہ نکاح کے بعد وہ تھا منے کا حق رکھنا ہے اور کہاں ایک نامحرم جو مکمل اپنے حصار میں کھڑا کرنا، اسکی خوشبو کو محسوس کرنا، کافی نازیبا حرکت تھی "اٹس۔۔۔۔۔ اوکے" دھیمی آواز میں کہا سہرا اٹھا کر اسے دیکھنے کی ہمت اب کہاں تھی گلہ ترک کیا اور اٹے قدم چلی جہاں سکون سے واپس آنا تھا وہاں اسکی دوڑ لگ چکی تھی اور سیدھا اپنے کمرے میں جاجر بریک لگی۔ راحم کافی ششونج میں مبتلا ہو چکا تھا وہ اب کیا کرے اور کیا نا اس ٹینشن میں اپنی گندی شرٹ جس پر چائے گرمی تھی اسکو دھونے جا بھی من نہیں تھا۔ سختی سے لب آپس میں پیوست کر دیے۔

[illegible]



صارم چل کر ابرار کے پیچھے آیا۔ وہ دونوں اس وقت ساحل سمندر پر تھے۔ صارم جو پتا تھا کہ ابرار ہمیشہ یہیں آتا تھا بچپن سے۔ اب بھی اپنے سینے کی تڑپ کو مٹانے یہاں تھا مگر ہجر کی تشنگی مٹ نہیں رہی تھی۔ "تجھے کیوں لگا کہ وہ صنم ہے؟" صارم اسکے ساتھ کھڑا ہو گیا جیبوں میں ہاتھ ڈال دیے۔ جواب میں ابرار نے خونخوار گھوری سے نوازا کہ مجھ سے پوچھ رہا کہ میں نے کیسے پہچانا جس کی رگ و جان میں وہ بسی ہے!۔ "نہیں میرا مطلب۔۔۔۔ کوئی اور بھی ہو سکتی ہے نا" صارم نے آنکھوں سے گہرا کر اپنی بات کی صفائی دی مگر غلط بات پھر کر گیا کیونکہ دوبارہ خطرناک قسم کی گھوری جواب میں ملی تھی۔ صارم نے سٹپٹا کر نظریں پھیر لیں۔ دونوں میں خاموشی چھا گئی۔ "کیا مرے گا اب؟" صارم لے خاموشی توڑی۔ "ساری زندگی اسے اپنے نام پر ترساؤں گا" کتنی سفاکی تھی ابرار شاہ کی آواز میں یہ صارم محسوس کر رہا تھا۔ "اور تجھے کیوں لگتا ہے کہ وہ۔ بھول جائے گی کہ وہ تیرے نکاح میں ہے، یہ تو وہ بھی جانتی ہے کہ نکاح پر نکاح جائز نہیں" صارم کو غصہ آ رہا تھا ابرار کی سرد مہری پر وہ جانتا تھا کہ جی اسکے بنا بھی نہیں سکتا اور تکلیف دینے کی باتیں کر رہا ہے۔ "ہاں تو میں چاہتا ہوں وہ گر گڑا لے میرے سامنے مجھ سے میرے نام کی بھیک مانگے۔۔۔ مجھ سے کہے کہ مجھے اپنالو۔۔۔ مجھے سب جے سامنے اپنا کہے۔۔۔ سارے زمانے جو بتائے کہ وہ میری ہے۔۔۔ صرف ابرار شاہ کی۔۔۔ صرف ابرار کی" آواز جنونی ہوتی جا رہی تھی۔ تڑپ، چاہت، غم، دکھ، جنون کتنے جزبات تھے اسکے الفاظ میں۔ "کیا پتا وہ انتظار کر رہی ہو کہ تم ہر بار کی طرح آؤ اور سب جو بتا دو کہ وہ تمہاری ہے اور ویسے بھی اسے تم سے چھٹکارا پانا ہوتا تو تمہیں مرا ہوا تسلیم کر کے جسی سے نکاح ضرور کر لیتی، وہ آج بھی جیتی ہے تیرے نام

سے، ساری زندگی اسے تیرے نام پر جینے کا کہا جائے تو بنا چوں چرا کیے جی لے گی "صارم اسے تصویر کا دوسرا رخ دکھا رہا تھا "تجھے کس نے کہا کہ وہ میرے علاوہ کڈی اور جو سچے گی کبھی!؟" صارم کا گریبان پکڑا آنکھ سے ضبط کا آنسو ٹوٹ کر گرا۔ "وہ مجھے اتنا چاہتی ہے کہ کوئی حد نہیں، عشق کہنا بھی اسان ہے اسکے سامنے، میری چاہت میں کوئی کھوٹ تھی کہ وہ مجھ سے دور ہوگی" دھاڑا تو تھا مگر جب ضبط جواب دے گیا تو صارم کے گلے گک گیا آنکھوں سے آنسو رواں تھے صارم نے لب بھینچ لیے اسکے جگر کو کتنی تکلیف تھی اور وہ کیسے دور کرتا۔ "اسے کیوں اعتبار نہیں آیا میرا۔۔۔۔۔ وہ رات کیوں آگئی تھی۔ ہمارے درمیان۔۔۔۔۔ میں اسے اتنا پیار کرتا تھا میں کیوں نہ پہچان سکا۔۔۔۔۔ وہ کہیں چلی جاتی اس رات۔۔۔۔۔ ادھر نا آتی۔۔۔۔۔ مجھ سے ناراض نا ہوتی۔۔۔۔۔ مجھے بے وفادہ ہو کے باز نا کہتی۔۔۔۔۔ یقین تو کرتی۔۔۔۔۔ ایک بار بار۔۔۔۔۔ بس ایک بار کہہ دے کہ واپس آ جاؤ۔۔۔۔۔ میں تو یار اسکا ہوں۔۔۔۔۔ مر جاؤں گا اسکے بنا۔۔۔۔۔ لا دے مجھے میرا چین قرار صارم۔۔۔۔۔ میری زندگی ویسی ہنستی بستی کر دے۔۔۔۔۔" وہ رو رہا تھا التجا کر رہا تھا، اس رات کے ستم پر آہ و فغاں تھا۔ صارم کی آنکھیں بھیگ گئیں مگر اسنے خود سے دور نا کیا وہ چاہتا تھا کہ وہ رو لے۔ اور ہاں وہ 26 سال کا جوان مرد رو رہا تھا ٹرپ رہا تھا اپنی متاع جان کیلئے۔



READERS CHOICE

"ہاں جی کیا ہو رہا ہے؟" راحم سمیہ کمرے میں آیا تو اسے کسی کتاب کو پڑھتے پایا اسے اپنی ناز و پلی بہن بہت پسند تھی، بہنوں سے بھی کوئی عشق کرتا ہے؟ ہاں! راحم نے کیا تھا اسکی چھوٹی سے چھوٹی خواہش کو پورا کیا بڑی سے بڑی خوشی

کو قدموں میں ڈال دیا لوگ کہتے تھے کہ جان ہے تو جہان ہے مگر راحم کہتا تھا میری جان تو سمیہ ہے میری زندگی اسی سے جہان بھی آباد ہے اور رب کا خاص تحفہ۔ مجال ہے جو کبھی راحم نے اسے غصے سے ڈانٹا یا جھڑکا بھی ہو۔ وہ تھی ہی اتنی پیاری کہ بس پیار ہی آتا تھا۔

"کچھ خاص نہیں بس یہ ایک فینٹسی بک تھی اچھی لگی آج یونی کی لائبریری میں تو گھر کے آئی" اسنے محبت سے جواب دیا ایک نظر اپنے بھائی کو دیکھا اور دوبار کتاب کی طرف جھک گئی شاید وہ جان گئی تھی کہ اسکا بھائی کس لیے آیا تھا اور اب وہ اسکا ریکارڈ لگانے کا سوچ چکی تھی، "اہم۔۔۔ وہ۔۔۔" راحم کو سمجھ نا آئے کہ بات کہاں سے شروع کرے۔ "کچھ چاہیے بھائی؟" سمیہ نے بک بند کرتے تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر پوچھا۔ "ہاں۔۔۔ نہیں۔۔۔" مطلب میں دیکھ رہا تھا کہ تم بس موبائیل میں ہر وقت گھسی رہتی ہو "راحم اب ایک بے تکی بات کر رہا تھا۔" اور اسکا علم آپکو کب ہوا؟ "آنکھوں کو مٹکا کر مزے سے پوچھا گیا۔" "ہاں۔۔۔ کل کی بات ہے۔۔۔ جب ہم صنم کے گھر گئے تھے کیسے ٹک ٹک موبائیل میں گھسی تھی "راحم کے چہرے کے تاثرات اسکی لہجے اور الفاظ سے مل ہی نہیں رہے تھے۔ "تو؟" مزید تنگ کرنے کیلئے تو کو لمبا کیا گیا۔ "تو۔۔۔ تو وہ۔۔۔ غلط بات ہے نایہ" مصنوعی غصے سے ڈانٹا۔ "بھائی۔۔۔؟ آپ مجھ پر شاؤٹ کر رہے ہیں!؟!" سمیہ بھرپور معصوم ایکٹنگ کرتے ہوئے بولی۔ "ارے ارے۔۔۔ نہیں میری یہ نجال میرا بچہ" راحم فوراً سے بوکھلا کر سمیہ کو سینے سے لگا گیا "بٹ یوڈو" سمیہ نجانے آنسو کہاں سے لے آئی! مگر آئے ضرور۔ "ارے نا۔۔۔ کبھی بھی نا۔۔۔ میری چندا۔۔۔ میرا جگر۔۔۔ میرا سونا بیٹا" وہ اسکی دنوں آنکھوں کو چوم کر محبت سے بولا کہاں گنوارا تھا کہ اسکی بہن کی آنکھوں میں آنسو آئیں وہ تو اس وجہ کو

دل جانم من رقصہ

ہی ختم کر دے۔ "اٹس اوکے بھیا۔۔۔ ویسے بھائی بھا بھی تو ہستنتت پیاری ہیں۔۔۔ ہنا!" سینے سے سراٹھا کر چمک کر کہا اور پھر رائے بھی مانگ لی۔ "ہاں بہت۔۔۔۔" ہلکا سا کہا اور مسکرا کر سمیہ کا ماتھا چوما۔ "ویسے انعم بھی بہت خوبصورت ہے بھائی۔ کاش غازی (غضنفر راحم) کا چھوٹا بھائی اور سمیہ سے ایک سال بڑا) بھی ہوتا تو میں بابا سے کہہ کر اسکا بھی انعم سے ٹانگا فکس کر ادیتی "آخر میں اپنی ہی بات پر ہنس دی۔ مگر راحم کی آنکھوں میں کل انعم اور اسکے ساتھ ہوئی ٹریجڈی یاد آگئی اور راحم نے سختی سے سر جھٹکایہ کافی شرم دلادینے والا خیال تھا۔ "اچھا میرا بیٹاب سو بچاؤ۔۔۔ رات کے 11 بج رہے شاباش "سرپر بوسہ دے کر کہا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ "بھائیں۔۔۔۔"

پچھلے۔۔۔ چاہیے تھا کیا!؟" وہ اب راحم کے پیچھے مو بائیل کو گول گول گول گھما کر بات کو لمبا کر کے بولی۔ ادھر راحم کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ آگئی وہ جانتا تھا کہ وہ سمجھ جائے گی اپنے بھائی کا مطالبہ بنا کہے۔ "میرا چیتا 🐯" راحم نے پلٹ کر زور سے گلے لگایا۔ "جلدی سے واٹس ایپ کر دو گرگیا" وہ دبلی دبلی خوشی سے چمکا۔ سمیہ کا قہقہہ گونجا "ساری ویڈیوز چاہیے یا۔ بسسس۔۔۔ بھا بھی کی؟" وہ تنگ کر رہی تھی۔ "سب بھیج دو اور بتاؤ کہ کیا چاہیے؟" وہ ابھی بھی اسے اپنے حصار میں لیے پوچھ رہا تھا۔ "او مائی گاڈ۔۔۔۔۔ بہن کو مسکے۔۔۔۔۔ آفریں؟۔۔۔ خیر میری غیرت گنوار اتو نہیں کرتی کہ میں ان چند ویڈیوز پر اپنے جان سے زیادہ عزیز بھائی سے کچھ وصولوں لیکن آپ کافی منت کر رہے ہیں تو ٹھیک ہے۔۔۔۔ مجھے آپکی شادی پر بارش پر کاشیز کا ڈزائن ڈریس پہنانا ہے "کتنی تیز ہو رہی تھی وہ تو راحم بس اپنی بہن کی تیسیاں دیکھ رہا تھا مگر آخر میں خود ہی ہنس دیا ایک دفعہ سر پر پھر سے بوسہ دیا "میری چند اکیلے سب کچھ" وہ مسکرا کہتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ اور ادھر سمیہ نے ساری ویڈیوز جو وہ بناتی رہی تھی اسے

بھینچنے لگی۔ ایک دم شوکنگ سیٹلائے راحم کی طرف سے آیا کہ اسے یقین نہیں تھا کہ اس کی بہن یہ بھی ریکارڈ کر لے گی اور اس وڈیو میں منظر کچھ یوں تھا کہ صنم کو نیچے لایا جا رہا تھا اور راحم کے چہرے کی خوشی، آنکھوں کا جھکنا اٹھنا سب ریکارڈ تھا۔ اب حیرت تو ہونی تھی کہ اسکی چندا نے کیا ریکارڈ کیا، 😊 اور چندا کا اپنے کمرے میں راحم کی اس وقت شکل سوچ سوچ کر ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا۔



"گریٹ جاب دیبا، تم کیسے اتنا اچھا اکسٹ یوز کر لیتی ہو اتنا اچھا مجھے کوئی بھی سٹوڈیو میں نہیں لگتا جتنا امیزنگ تم بولتی کو" وہاں اسلم جو کہ ریڈیو ایف ام عشق سے کے چینل کے ڈائریکٹر تھے ابھی ابھی جوا نکاشو ہو سٹ کیا تھا دیبا انصاری نے امپریس بھی ہوئے تھے اور اب داد دے رہے تھے۔ "بس سر ایک پیشن ہے یہ کام تو بس ٹیون اوٹو میٹک آجاتی ہے" وہ ایک ادا سے باب کٹ بالوں کو جھٹکے دے کر بولی۔ "ہاں لگتا بھی ہے" وہ تعریف کرتے ہوئے بولے۔ "اچھا دیبا تمہاری دوست ہے نا وہ۔۔۔ سمیہ چودھری، جسکا تم بتا رہی تھی کہ کافی اچھی کمپیئرنگ کرتی ہے تو اگر اسکو تن رکامنڈ کرو تو ہمارے چینل کو کافی عروج ملے گا" وہ کافی تجسس بھرے انداز سے کہہ رہے تھے۔ "نہیں وہاں سر، وہ کرتی ضرور ہے مگر وہ ایسے کام کرنا پسند نہیں کرتی مجھے بھی کبھی کبھی چڑ کر روک دیتی ہے، آپکے شو کو ویسے بھی مجھ جیسے بندے ہی سوٹ کرتے ہیں" وہ دوبار اپنی بھوری موٹی اور بھری آنکھوں کو ایک طرز سے گھما کر بولی تو وہاں اسلم ہنس دیے۔

دیبا انصاری ایک آئیڈیل باڈی کی مالک تھی باب کٹ بال تھے جن کا انداز ہی تھا کہ اوپر سے کالے تھے مگر نیچے سے کچھ لٹیں نیلی، سرخ، جامنی اور سبز رنگ کی تھی ہاں اسکی پرسنلٹی پر سوٹ کرتے تھے خدا نے اسے حسین بنایا تھا اور اس حسن میں نمایاں اسکی موٹی بھوری آنکھیں تھیں جس میں ہر وقت خمار سا موجود رہتا ہاں اسکے بارے میں اکثر لوگوں کی رائے تھی کہ اگر وہ ایک دفعہ کسی کہ بنا آنکھیں جھپکائے دیکھ کے تو وہ شخص اسکا سیر ہو جائے اور اسکی شخصیت کا خاصا تھا کہ وہ دوست نہیں بناتی تھی اور ابھی بھ اسکی صرف ایک ہی دوست تھی سمیہ چودھری راحم کی سسٹر۔

"ہاں جاناں؟" دیبا سٹوڈیو سے نکل رہی تھی کہ سمیہ کی کال آگئی۔ "جلدی آ جاؤ دیبا، لیکچر ہونے میں 10 منٹس ہیں بس" آگے سے عجلت میں جواب ملا۔ "اوکے بیس، ام کمنگ؟" دیبا نے فون رکھا اور جار میں بیٹھ گئی اب اسکی منزل یونیورسٹی تھی۔



"صنم، راحم اور اسکی فیملی بہت اچھی ہے" ڈائینگ ٹیبل پر زرمین جمالی نے بات کا آغاز کیا۔ صنم خاموشی سے ناشتہ کر رہی تھی وہ کیا جواب دیتی اس راحم کے بچے نے ہی تو دودن سے اسکی نیندیں حرام کر دیں تھیں۔ "میں خود بہت مطمئن ہوں اس رشتے سے" فراز جمالی کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔ اس خوشی کے چکروں میں تو وہ خاموش تھی۔ انعم کی حالت کچھ مختلف نا تھی راحم کے نام پر وہ منظر دوبار اگھوم گئے اور وہ کانوں تک سرخ ہو گئی۔ اب وہ کیا کہے اس بات پر جس کا ناسنتے ہی سرخ ہو گئی ہے پھر خود کو ڈپٹا کہ فرضی وہم ہے۔ "بابا وہ۔۔ مجھے یونیورسٹی جوائن کرنی ہے"

صنم نے دھیمے انداز سے کہا دونوں ماں باپ نے حیرت سے دیکھا زرمین جمالی تو خوش ہو گئیں کتنا چاہتی تھی کہ اسکی بیٹی پہلے کی طرح مصروف ہو مگر نجانے اسکے ساتھ کیا ہوا تھا کہ وہ ہنسنا بھی بھول گئی تھی اور اب یہ فیصلہ! زرمین جمالی تو دل ہی دل میں راحم کو بہت سے دعائیں دے گئی تھیں انہیں لگا کہ شاید اس رشتے کا اثر ہے کہ اسنے تھوڑا میچوڑ ہو کر سوچا لیکن یہ تو صنم جانتی تھی کہ وہ کیسے سب برداشت کر رہی ہے، یہ وہ جانتی تھی کہ کیسے اپنے ماں باپ کے سامنے وہ خاموش تو رہی لیکن وہ کتنا تڑپی تھی کہ کاش وہ یہاں ہوتا تو آج وہ کسی اور کی مانگ نابتی کبھی کبھی وہ خود جو کوسی کہ کیا ضرورت تھی اس رات جانے کی نا جاتی نا کچھ ہوتا نا وہ اسکا روپ دیکھتی اور آج وہ اسکے پاس اسکا بن کر موجود ہوتا مگر پھر کہتی اچھا ہوا مجھے اس دھوکے باز کا چہرہ پتا لگ گیا۔ مگر ستمگر تو تھا وہ نکاح میں تھی اسکے نا چھوڑ رہا تھا نا کسی کا ہونے دے رہا تھا۔

"بہت اچھی بات ہے ضرور کرو میری بچی" فر از جمالی نے محبت سے سر پر بوسہ دیا۔

"ہاں ہاں بالکل، جو اُن کرو موڈ بہتر ہوگا" زرمین نے کہا۔ البتہ انعم الجھ گئی تھی اسے یقین نہیں ا رہا تھا کہ اتنے اچانک کیسے فیصلے لیا؟ اور یہ وہ ہزار کوشش کر لے تبھی دل بغاوت کر رہا تھا اور اب بھی اسے جلن ہو رہی تھی کہ اسکی ماں یہ تصور نا کر رہی ہو کہ سب راحم سے رشتہ جڑنے کی وجہ سے ہوا ہے ظاہر بیٹی ہے کچھ تو وہ جان ہی لے گی



"تو کیا کر رہا ہے؟" صارن روم میں آیا تو ابرار کو بیگ پیک کرتے دیکھا۔ "بس وہ سے ہی تیار کر رہا ہوں کیا پتا کبھی ضرورت پڑ جائے" بہت سکون سے جواب دیا گیا۔ "کیسی ضرورت؟" صارن کا ماتھا ٹھنکا۔ کچھ گڑ بڑ ضرور تھی اب

نجانے وہ کیا سوچ رہا تھا۔ "ایسے ہی۔۔۔ کبھی بھی کہیں جانے کی ضرورت پڑ سکتی ہے نا" الماری سے بلیک شرٹ نکال کر جائزہ کیتے کندھے اچکا کر کہا۔ "اوہ۔۔۔ نو۔۔۔ تو کہیں۔۔۔" صارن کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ "شائد" کندھے دوبارہ اچکا کر قاتلانہ انداز میں مسکرایا۔ "نہیں۔۔۔ تو سچ میں یہ کرے گا؟؟؟ تو اسے کڈنیپ کرے گا؟؟؟" صارم کو اپنا دوست ہوش میں نہیں لگ رہا تھا وہ یہ تو جانتا تھا کہ یہ عشق کرتا ہے صنم سے مگر دماغ اتنا خراب ہو گا یہ کبھی نہیں سوچا تھا۔ "تو پاگل ہو گیا ہے کیا۔۔۔ کیا سوچی بیٹھا ہے" صارم اس کے مقابل آ کر دبے غصے سے چیخا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا دروازے پر نوک ہوئی۔ "کم ان" ابرار کی رعبدار آواز گونجی۔

"اسلام علیکم، کیا حال ہیں؟" نگین کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔ نگین صارم کی جڑواں بہن تھی اور دونوں میں بہت اٹیچمنٹ تھی اور اس وقت وہ ایک نیوز اینکر تھی۔

"وسلام، تم سناؤنگی" ابرار نے ہلکی مسکراہٹ سے جواب دیا ہاں ابرار کو اپنی یہ بہن بہت پسند تھی جتنا مرضی سخت تھاروڈ تھا مگر نگین سے ہمیشہ مسکرا کر بات کرتا۔ "م السوگڈ۔۔۔ ویسے آپ کو ہوش ہے کہ ایک عدد گھر آپکا موجود ہے اسی دنیا کے اسی ملک کے اسی شہر میں؟" نگین کا رخ اب صارن کی طرف تھا جو دبے دبے غصیلی نگاہوں سے

ابرار نو دیکھ رہا ہے "پتا ہے۔۔۔ کیوں آئی یہاں؟" صارن تو بھی چڑ گیا تھا۔ "اب اپنا سٹراپن مجھ پر مت نکالنا، ماما بہت غصے ہو رہی ہیں کالز پک نہیں کر رہے تھے دو دن سے آوارہ گرد بنے ہوئے ہو پھر تو!" وہ جھڑک رہی تھی بس 5 منٹس بڑے ہونے کا ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا تھا۔ "اچھا چلو۔۔۔ اور تم۔۔۔ تمہیں میں آکر پوچھتا پہلے ماما سے مل لوں۔۔۔ اور خبردار کوئی الٹی سیدھی حرکت کی" صارن اسے وارن کر رہا تھا پتہ نہیں نواب کہ دماغ میں کیا چل رہا

تھا۔ صارن صحیح کہتا تھا کہ یہ شاہ دماغ کے زرا کھسکے ہی ہوتے ہیں۔ "چل چل تو جا پہلے" اور ابرار نے اسے باہر کا رستہ دکھایا۔ نگین کا ہلکا سا قہقہہ گونجا اپنے بھائی کی بڑتی پر نجانے کیا لذت ہے مگر ہاں سب لنگز کی انسلٹ میں اپنی ذائقہ ہے۔



"آپ میرے ساتھ جاؤ گی کیا؟" انعم ابھی ابھی کمرے میں داخل ہوئی تو صنم کو تیار ہوتے دیکھ کر پوچھا۔
 "ہم" ایک مختصر جواب دیا اور بالوں کی ٹیل بنانے لگی۔ انعم کافی غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔ خود پر آنکھوں کی تپش محسوس کر کے صنم نے شیشے سے انعم کا عکس دیکھا اور وہی اسے گھور رہی تھی۔ پلٹ کر اسے دیکھا۔ "کوئی پر اہلم ہے ساتھ جانے میں؟" لہجہ ابھی بھی سرد تھا "نہیں نہیں۔۔۔ بھلا کیوں ہو گی۔۔۔ میں تو بس ایسے ہی دیکھ رہی تھی آپ کو۔۔۔ اچانک فیصلہ لیا آپ نے۔۔۔ تو۔۔۔ بس۔۔۔" انعم اب خاموش نظریں جھکا چکی تھیں۔ صنم جانتی تھی کہ اس سے سوال کیے جائیں گے اور اسکے پاس اپنی ہی ذات کی صفائی کیلئے جواب نہیں ہو گا "بس۔۔۔ گھر بیٹھ کر تھک گی، سوچا زرا ایکٹو ہو جاؤں" سرسری سا جواب دیا اور اپنا سکارف سیٹ کیا۔ سکارف کو سیٹ کرنے میں آج بھی اتنی ہی مہارت تھی جتنی وہ کبھی یونی کے دنوں میں کیا کرتی تھی۔ دفعتاً لیر بناتے ہوئے ہاتھ رکے اور ماضی میں کھینچ کے لے گئے۔ "ہاے صنی، تم یقیناً جانو اس گرین سکارف میں غضب کی لگتی ہو" ابرار شاہ لا بیری میں اسکی ٹیبل پر اسکے سامنے اسے ہی ٹکر ٹکر دیکھتے ہلکی آواز میں گویا ہوا۔ صنم جو کہ اسائنمنٹ بنا رہی تھی اچانک تبصرے پر آنکھیں اٹھائیں تو سامنے اسے پروجاہت شخصیت میں پایا دل تو نظریں ہٹانے کو کر نہیں رہا تھا ورنہ اس نے شوخ ہو

دل جانف من رقصہ

[illegible]

میں ہمت نہیں تھی کہ اسے مسلسل دیکھے "جان ہو تم میری، اور جان پرواہ نہ کرے یہ برداشت نہیں ہوتا" اسکی کلائی کو انگوٹھے سے مسلتے مسکرا کر کہا وہ بھی ہلکا سا مسکرا دی اور اسی انداز میں کلائی جھٹکے سے چھڑوائی۔ "زیادہ شونے نا ہو کام کریں لا بھریری ہے یہ" ساتھ ہی آسمان سے زمین پر پٹخ دیا گیا۔ "بہت بری ہو تم۔۔۔ خبردار یہ اتنا پیارا حجاب دوبار کیا جس دن پیاری لگو اسی دن مجھے خاٹے میں ڈالتی نہیں ہوں نوٹ کر رہا ہوں میں" ابرار نے مصنوعی غصے سے کہا مگر صنم کا قہقہہ لگ گیا "ہم لڑکیاں اپنے حجاب پر غرور نا کریں تو کس پر کریں۔۔؟" ایک ادا سے اپنے ناخنوں کو دیکھتے کہا اور ایک آئی برواچکا جردیکھا۔۔۔ ہاے جی ابرار شاہ توفدا ہی ہو گیا۔ "مجھ پر غرور جرو" ساتھ ہی اپنی اہمیت ظاہر کرنی چاہی۔ "سائلنس" دفعتاً لا بھریرین کا آواز گونجی وہ دونوں خاموش ہوئے۔

"آپی۔۔ کہاں رہ گی۔۔۔ کی سوچ رہی ہو" انعم نے کندھے سے ہلایا کہ اپنے عکس میں سے کیا کھج رہی ہے اسکی بہن۔ "ہمم۔۔۔ آ۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ چلو" چونک کر اسے جواب دیا اور سکارف جو کھول کر سیدھا دوپٹہ لے لیا۔ "جس عادت سے تمہیں محبت تھی وہ سب ختم کر دوں گی مجھ پر ناحق نا میری محبت پر نا ہی میری عادتوں پر" وہ خود کا عکس دیکھتی نجانے کس سے عہد و پیمان کر رہی تھی۔ اتنا تو شدت سے ٹوٹ کر چاہا تھا اسے اور اسے قدر نا ہوئی۔۔۔

"آجائیں نیچے ماما بلا رہی تھیں ناشتہ کریں آکر" انعم اپنی بہن کو یوں عجیب بیسو کرتے دیکھ کر باہر کی طرف بڑھی یہی مناسب تھا ابھی کیلئے



"اسلام علیکم" راحم نے ٹیبل کی کرسی کھینچ کر سلام کیا سب نے جواب بھی دید۔ "راحم ہم سوچ رہے ہیں کہ اگلے ہفتے ہلکسا ایونٹ رکھ لیں تمہارے نکاح کا ظاہر ہے پھر تم ایک مہینے کیلئے جارہے ہو دہائی غازی کے پاس تو بہتر ہے کہ اسے اپنے کر جاؤ" خبر تھی کہ خوشی قسمتی کی دستک جو صبح صبح راحم چودھری کو سنائی گئی تھی اسکی رضامندی اسکے چہری پرانے والے محبت کے خوشی کے رنگوں سے بخوبی نظر آرہی تھی۔ "سچ میں۔!" راحم نے اپنی ماما کو دیکھا کہ بابا سچ کہ رہے کیا؟۔ جس کے جواب میں سمیہ کا بھرپور قہقہہ لگا۔ رجب بیگم اور احمد چودھری بھی ہنس دیے۔ "بابا۔۔ جیسی آپ کی مرضی" وہ مسکرا کر بولا اور بریڈ پر جیم لگانے لگا "جی ہاں ہماری مرضی!!! پیٹا من میں لڈو پورے پھوٹ رہے ہیں ویسے" احمد چودھری نے اسے چھیڑا جس پر وہ سر جھکا جرنس دیا پہلا لڑکا تھا جسے سمجھ نہیں آرہی تھی کی ریکٹ کیسے کرتے ہیں۔ "بابا ہم کب جارہے ہیں انکے گھر بات کرنے اور میں دیا جو بھی بلاؤں گی۔۔۔ وہ لازمی آئے گی اور۔۔۔" سمیہ کی زبان اب شروع ہو چکی تھی "اچھا۔۔۔ تھیک ہے سب کر لینا" درمیان میں رجب بیگم کی اواز پر چپ ہوئی اور منہ بنا جرا اپنے باپ اور بھائی کو دیکھا۔ "میری چندا جو کہے گی وہ ہوگا سب کچھ جسے چاہو اسے بلا لینا" راحم نے مسکرا کر کہا تو وہ ہنس دی "آج ہی جائیں گے ان سے بات کرنے صحیح ہے نا چودھری جی!" رجب بیگم نے آخر میں انکی رائے مانگی جس وہ سر اثبات میں ہلا گئے یہ احساس محبت حاصل کرنے جا کوئی راحم سے پوچھتا تو یقیناً وہ بیان نا کر ہاتا۔ ایک طویل انتظار کے بعد اپنی چاہت کو اپنا بنانا بہت سحر انگیز لگتا ہے کسی خواب کی مانند ایسا لگتا ہے کہ اگر آنکھ کھولی تو سامنے کا منظر کچھ اور ہوگا۔

راحم اب صنم کو سچے سنورے روپ میں خیال کر رہا تھا ہاں اسکی زندگی کے حسین پلوں میں سے ایک پل صنم کو سوچنا اور اس سے محبت کرنا تھا

مگر یہ قسمت ہی بتا سکتی تھی کہ زندگی میں کس کا ساتھ نصیب ہوتا ہے اور کس کا نہیں۔



"کیا حال ہے اینجل" صارم بیقرار تھا اس سے بات کرنے کے دو دن سے نامسج کر رہی تھی نارہ پلائے۔ بستر اسے کانٹا لگ رہا تھا جہاں ڈاری رات اسکے میسج کی خاطر وہ جاگتا رہا تھا اور ابھی اسکو میسج کر رہا تھا۔

"اینجل۔۔۔۔۔ یار۔۔۔۔۔ بات تو کرو۔۔۔۔۔ اچھا سنو نا۔۔۔۔۔ یار تڑپا کیوں رہی ہو؟" بات صارم اپنی کیفیت پر کر رہا تھا مگر وہاں اسکا میسج پر کر اینجل کا دل دھڑک گیا "کیا مسئلہ ہے۔۔۔۔۔ آپ کو کیا۔۔۔۔۔ کچھ بھی کہیں۔۔۔۔۔ مجھے

کیا۔۔۔۔۔ آپ کو کونسا فرق پڑتا ہے" آگے سے موڈی رہ پلائے کیا صارم تو اسی پر خوش ہو گیا کہ اسنے رہ پلائے

کیا۔ "شکر جناب آپ نے جواب دیا مجھے تو لگا تھا کہ زندہ ہی نہیں ہیں" صارم نے لبوں کو دانتوں میں دبایا یہ اسکا

مخصوص سٹائل تھا کہ جب شرارت کرنی ہو لبوں کو دانتوں میں دبالتا۔ "ہااااا۔۔۔۔۔؟۔۔۔۔۔ سچ آچیپ پرسن یو

آر" آگے سے غصے کہا گیا۔ "اچھا مات کیوں نہیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔ کوئی ایسے تڑپاتا ہے؟" صارم اب دل کے

ہاتھوں مجبور ہو چکا تھا نا وہ سامنے تھی کہ پیار سے سب گلے شکوے دور کر دیتا نا اسنے کبھی دیکھا تھا۔ اور اب جب اسکی

اتنی شدید قسم کی عادت لگی تھی تو اسے بات نا کر کے تڑپا رہی تھی۔ اینجل کا دل تو بہت خوش ہوا سن کر کہ اسے فرق

پڑتا ہے۔ "تو۔۔۔ آپ کو کونسا فرق پڑا" مصنوعی نخرہ دکھایا گیا "اچھا۔۔۔ اور جو میری نیندیں حرام ہوئیں ہیں وہ! وہ جو مجھے چین نہیں رہا تھا کہ ریپلائے کیوں نہیں کر رہی۔۔۔ اسکا کیا!" اب صارم تھوڑا روڈی ہوا اتنا تو حق تھا۔

"ہاں تو اپنی غلطی بھی مانے ناکیوں ہر لڑکی پر دل آجاتا ہے!" خود جو ڈیفنڈ کرنا چاہا "تو کیا تمہیں پسند کروں؟؟ تم دو گی اجازت؟" صارن کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں اور دل دھڑکنے لگا تھا کہ نجانے کیا جواب دے۔ اینجل تو اسکا جواب سن کی ہی شرم سے سرخ پڑ گئی۔ "ایسے ہی! میں کوئی عام تھوڑی ہوں جو آرام سے ہاتھ آجاؤں۔۔۔ جیتنا ہڑے گانجھے" بہت مغروری انداز سے ریپلائے آیا۔ صارن محفوظ ہوا اسکے ریپلائے سے کافی اچھا سکیور کیا تھا۔ "اچھا۔۔۔ مجھے بھی محنت کرنی پڑے گی؟" ایک اور مشکل سوال کیا۔ وہاں اینج کے ہاتھ لرزنے لگ گئے وہ اسے اتنا پسند کرتی تھی کہ ڈرتی تھی کہ کسی کو معلوم پڑ گیا تو وہ اسکی چاہت کو الگ کر دے گا اس ڈر سے دل ہی دل میں فدا تھی اور آج وہ نجانے کیسے سوال جر رہا تھا دل کو ایک سو بیس کی رفتار پر بھگایا ہوا تھا۔ "وہ تو آپکی محنت پر ہے" اب اسے یہ ظاہر تو کرنا تھا نا کوئی خاص اثر نہیں ہو رہا مجھ پر آپکا "جتنا برا عادی تم نے مجھے اپنا بنا لیا ہے نا۔۔۔ شائد ہی مجھڈے بہتر کوئی محنت کر سکے" ریپلائے تھا یا بمب جو اینجل پر گرا تھا۔ وہ کیا کہنا چاہ رہا تھا۔ بت اختیار ہاتھ دل پر رکھا اسے مسلا کہ صبر حوصلہ کیا پتہ صرف اسکا وہم ہو کہ وہ بھی اس میں دلچسپی لے رہا ہے۔ "کیا مطلب؟" لرزتے ہاتھوں اور دھڑکتے دل سے ٹائپ کیا۔ "پھر بات ہوگی جاناں، مجھے آفس کیلئے نکلنا ہے اچھا ہوا ریپلائے دیا ورنہ دل اداں رہتا میرا" اسکو جواب سینڈ کیا اور سیل اپنی پکٹ میں ڈالا اور روم سے باہر چلا گیا۔ ادھر اینجل جواب سیاپے میں

ڈال گیا تھا وہ کیا سوچتی؟؟؟ کیا مطلب تھا؟؟؟ وہ اکثر مزاق کرتا ہے اس سے کیا یہ بھی مزاق ہو؟ وہ اب شش و پنج میں تھی فل کی سنے یادماغ کے خدشے!۔۔۔۔۔ نامعلوم سی کیفیت تھی۔۔۔۔۔



"صارم میں نے سنا ہے ہہ وہ یونیورسٹی جوائن کر چکی ہے دوبار اسے "ابرار اسکے افس میں اسکے سامنے بیٹھا پر سوچ انداز سے بوکا نظریں ایل ای ڈی پر تھیں۔ "ہاں بالکل۔۔۔۔۔ یہ سچ ہے" صارن نے اسکے چہرے جو کھوجتے کہا۔ "ہمم۔۔۔ کس ڈیز میں جائے گی وہ؟" ایک اور غیر حاضر دماغی سے سوال کیا۔ "میرے خیال سے پیر سے جمعہ۔۔۔۔۔ تو کیوں پوچھ رہا ہے؟" صارن اسکی آنکھوں کے ذریعے اسکا دماغ پڑھنا چاہ رہا تھا مگر سمجھ میں کچھ آ نہیں رہا تھا۔ "کچھ نہیں" ٹیبل پر پیپر ویٹ کو گول گول گھمانے لگا "شاہو۔۔۔۔۔ بات بتا" صارن کو دال میں کالا نہیں پوری دال کالی لگ رہی تھی "کچھ ہے اور بہت کچھ ہے اور بہتت سے زیادہ کچھ ہے" ابرار کالہجہ کسی گیسر کالہجہ تھا اور لبوں پر قاتلانہ مسکراہٹ تھی۔ "کیا سوچ رہا ہے سیدھی طرح بتا" صارم کو اسکی پہیلیاں بری لگیں۔ "ویٹ اینڈ وائچ جانی۔۔۔ تیرے بغیر کچھ نہیں" اسلے وہی قاتلانہ مسکراہٹ صارن کو دی۔۔۔۔۔

اب دیکھنا یہ تھا کہ اس مسکراہٹ کے پیچھے کیا تھا خوشی یا برں مادی۔۔۔۔۔

ابرار شاہ کا پلین کبھی چھوٹا ہو ہی نہیں سکتا یہ اسکی صنم کے الفاظ تھے جو اسے آج بار بار یاد آئے۔



آج ایک عرصے بعد اسنے یونیورسٹی میں قدم رکھا بیتے زمانے ایک پل میں سمٹ کر اسکی آنکھوں میں، دماغ میں اور دل میں آگئے۔ اور اس ہر جانی کا خیال تو تو چمٹ ہی گیا تھا۔ اور اب وہ جس طرف نگاہ گھمائے اسی کی آواز اسی کا خیال اسی کی ہنسی اور اسی کی محبت کلکاریاں مار رہی تھی۔ وہ کہاں چلی جائے کہ یہ یادیں یہ گزری محبت اسے یادنا آئیں۔ "آپ اندر نہیں جانا کیا آپ نے؟" انعم اسے ایسے دیکھ کر ہلا کر بولی۔ کبھی کبھی تو انعم بھی اپنی بہن کی خاموشی سے جھنجھلا جاتی بہت کوشش کی تھی مگر مجال ہے کہ صنم کے منہ سے کچھ نکل آتا۔ کافی محنت کی منتیں کی کیوں ایک دم اداس ہو گئی ہو مگر صنم نے قفل لگا لیے تھے اور اب تو اسنے پوچھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ "چلو" ایک حرفی جواب دے کر وہ آگے بڑھ گئی چاہے کافی عرصے بعد آئی تھی مگر راستے تو وہی تھے جہاں گھنٹوں اسکے انتظار میں کھڑی رہتی اور وہ اسکی چاہتوں کے لاڈاٹھاتا۔

،، ویلکم صنم، مجھے لگا تھا کہ اب کبھی میں اپنی فیورٹ سٹوڈنٹ کو دیکھ نہیں سکوں گا " سر ندیم مسکرا کر بولے صنم نے ایزائے ٹیچر جوائن کیا تھا۔ "جی سر بس سوچا جوائن کر لوں اب " ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا۔ "تمہاری کلاس مجھے بہت پسند تھی، صارم، ناہید، فارس، فلک، اور وہ جس کے ساتھ تمہاری بہت لگتی تھی کیا نام تھا۔۔۔۔۔" وہ تو اپنی دھن میں بول رہے تھے مگر چہرہ اسفید صنم کا ہو چکا تھا ہر جگہ ہی اسکا تڑکرہ۔ "ہاں۔۔۔۔۔ ابرار۔۔۔۔۔ ابرار شاہ۔۔۔۔۔ جو بھی تھا سچ آامیزنگ پرسن، وہ پہلا لڑکا تھا جو مجھے پرنسٹن سے متاثر کرتا تھا " وہ بہت محبت سے اسکے مطلق بات کر رہے تھے۔ "آ۔۔۔۔۔ سر۔۔۔۔۔ میں کلاس آج سے ہی جوائن کروں گی۔۔۔۔۔" اسنے بات کو فوراً بدلہ اسکے

بارے میں سننے کا فحال اسکی ہمت نہیں تھی۔ "ہاں۔۔۔۔۔ چلو آؤ انٹر وڈکشن کروادوں" اور وہ اسے لے کر کوریڈور کی طرف بڑھے



“آپ کب آرہے ہیں چھوٹے شاہ حویلی؟” ابرار کی دادی اس وقت ابرار سے کال پر بات کر رہی تھیں۔ "ابھی نہیں داسا، کچھ کام ہیں" ابرار کا لہجہ کافی سرد تھا جیسے وہ زبردستی بات کر رہا ہو۔ "چھوٹے شاہ آپ کی شکل دیکھے مہینے ہو گئے، آپ کی ماں بھی بہت یاد کرتی ہیں اور عندلیب بھی تو ہے وہ تاک میں رہتی ہے کہ کب اسکا بھائی آئے گا" اب وہ اس بہن کے نام سے بلیک میل کر رہی تھیں۔ "آپ فکر نہ کریں میں دیکھ لوں گا اپنی بہن کو" بس کہا اور فٹاک سے فون بند کر دیا۔ جڑے تے ہوئے تھے "ابرار آپ کو نور کے ساتھ جانا چاہیے۔۔۔ کیا ہے اس چھٹانک بھر لڑکی میں جو ہمارے مقابل بات کر رہے آپ؟۔۔۔۔۔ نور اچھی ہے۔۔۔۔۔" ماضی کی کچھ تلخ یادوں نے ایک بار پھر زخم ہرا کر دیا۔ فٹافٹ سائیڈ ٹیبل سے سگریٹ نکالا اور منہ کی طرف لیجاتے ہاتھ رکا۔ "شاہ، آپ کبھی سگریٹ نہیں پیے گے، مجھے بہت زہر لگتا ہے، سانس ضروری ہوتا ہے اور سانسوں کو ہی لوگ مار رہے ہوتے ہیں" خوبصورت چھٹکتی آواز اپنی طرف مائل کر رہی تھی۔ آنکھیں سرخ ہو گئیں مگر سگریٹ جلایا اور گرم سانسوں کو اندر دھکیلنے لگا۔ "تمہیں بتاؤں گا کہ اب بیوفائی کیا ہوتی ہے" وہ خود سے ہمکلام تھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ عہد و پیمان جو وہ کر رہا ہے اس ایک لڑکی کے سامنے پھیکے ہیں، وہ جانتا تھا کہ اگر سامنے آگئی تو کہیں ہارنا دے جائے مگر نہیں، اس بار ابرار شاہ خود کو تیار کر رہا تھا اسے زخم دینے کیلئے جس نے اس پر یقین ناکیا جس نے اس کی محبت جو اس رات دھوکا کھا۔

”چل یر میرے ساتھ مجھے مال جاننا ہے“ صارم موبائیل استعمال کرتا ہوا اندر داخل ہوا اور ابرار شاہ کا یادوں کا تسلسل ٹوٹا۔ ”میرا جاننا ضروری ہے کیا؟“ ابرار کا بالکل دل نہیں تھا جانے کو ”ہاں۔۔۔ کچھ نگین کی برتھڈے پر گفٹ دینا ہے اسکے کیے بھی جاننا ہے اور کچھی جیم کیلئے نیوٹی شرٹس لینا ہیں“ ابھی بھی نجانے کیا کھوج رہا تھا۔ ”اور مجھے کیوں گھسیٹ رہا ہے؟“ ابرار کو تیش آ رہا تھا کہ موبائیل میں گھس کر صحیح بات نہیں کر رہا ”ہاں صحیح کہ رہا ہے میں نیچے گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں“ صارم کا دھیان ہوتا تو وہ سنتا کہ ابرار کیا کہہ رہا ہے موبائیل نے عزاب میں ڈالا تھا۔ سوال کچھ تھا اور جواب کچھ دے رہا تھا ”صارم۔۔۔۔ میں کیا کہہ رہا ہوں؟“ ابرار نے دانتوں کو پیستے کہا ”چل ٹھیک ہے جو لینا ہے لے لینا نیچے ہوں آجانا“ موبائیل چلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا اور پیچھے ابرار کا دل کر رہا تھا کہ یہیں کھڑے کھڑے اس صارم کے بچے کی گچی مڑوڑ دے خیر اب کیا کر سکتے تھے ناجاتے تو آسمان سر پر اٹھالینا تھا چار و ناچار اسے نیچے جانا پڑا۔



”ماشاء اللہ ماما یہ ڈریس بہت اچھا ہے آپ یہ لے لیں“ سمیہ اور اسکی امی اس ٹائم شامنگ کیلئے آئیں ہوئی تھیں اور ایک ڈریس جو رجب بیگم نے اپنے لیے نکلوا یا تھا اس پر سمیہ نے تبصرہ کیا۔ ”ہاں مجھے بھی پسندارہا ہے، چلیں بھائی یہ پیک کر دیں“ رجب بیگم نے سامنے ڈریس دکھانے والے کو کہا۔ ”ماما آپ یہاں ہی رکھو سامنے جیولری شاپ ہے میں وہاں سے دیا کیلئے کچھ لے آؤں“ سمیہ کہتے ساتھ ہی شاپ سے باہر نکل کر سامنے شاپ پر گئی وہاں ہلکا ہلکا ساروش تھادروازہ کھولا تو لڑکے کھڑے تھے انکی کمرسمیہ کی طرف تھی وہ دونوں شاید فون سے کچھ نکال رہے تھے۔ پہلے تو

سمیہ نے ویٹ کیا کہ ابھی ہٹ جائیں گے مگر وہ ہوش و خرد سے بیگانہ تھے شاید۔ "ایکسیکوزمی مسٹر ہٹیں راستے سے" تھوڑے تلخ لہجے میں کہا۔ دونوں نے بیک وقت مڑ کر دیکھا۔ وہ دونوں تو ہٹ گئے مگر اب منجمد ہونے کی باری سمیہ کی تھی اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسکے سامنے کھڑا ہے۔ اسنے اسے مخاطب کر دیا۔ وہ اتنا ہی ہنڈ سم تھا نہیں بلکہ حقیقت میں زیادہ حسین تھا کر سٹل گرے آنکھیں، بھورے بال جو کہ نفاست سے سیٹ کیے گئے تھے، بلیک جینز اور گرے ہڈی پہنے، ہلکی داڑھی کے ساتھ گھنی تاؤ دار مونچھے کیا غضب ڈھا رہا تھا سمیہ کو اپنی آنکھوں پر ٹوٹ کر پیار آیا کہ آج انہوں نے اسے دیکھا ہے۔ وہ دونوں لڑکوں میں سے ایک پلٹا وہی جس کو دیکھ کر سانسیں تھم گئیں تھی، دھڑکنوں کا طلسم بندھا، حسن ہو شر باکیے ایک ساحر تھا وہ اور کون ہو سکتا تھا اسکے دل میں رہنے والا سحر نگر کا شہزادہ جو دنیا کی نظر میں عام تھا اسکی نظر میں بس وہی تھا باقی سب عام تھا کوئی اور نہیں صارم ملک تھا جو اس سے بے نیاز، اسکی کیفیت سے بے نیاز تھا۔ وہ پلٹا اور حیرت سے دیکھا کہ جو مجھے پیچھے ہٹنے کا کہہ رہی تھی وہ خود اب جڑ کر کھڑی تھی۔ وہ ایک حسین لڑکی تھی اور سب سے بڑھ کر وہ راحم چودھری کی بہن تھی اور حسن میں اپنی ماں کو بھی پیچھے چھوڑ گئی تھی، اور بنا پلکوں کو جھکائے وہ اسکے دیدار کا شغل فرما رہی تھی۔ صارم نے نگاہیں پلٹالیں اسے کوئی ضرورت نہیں تھی اسے دیکھنے کی جب اسکا دل اسکی اینجل کے پاس تھا چاہے ابھی دیکھا نہیں تھا اسے مگر وہ اپنا دل دے چکا تھا اور اب کوئی کتنی ہی حسین آجائے وہ بہکنے والا نہیں تھا۔ ابرار شاہ بھی ساتھ تھا مگر سمیہ کو تو اسکے علاوہ نظر کوئی کہاں آ رہا تھا۔

“میم، آپ آئیں کیا چاہیے آپ کو؟” سیلز گرل اسکے پاس آئی اور بولی اور سمیہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی وہ اب دکان میں نہیں تھا کیا وہ چلا گیا؟ اسکی نظریں پوری دکان کا جائزہ لے رہی تھی۔ “اپنی پر بلم میم؟” اس نے دوبارہ پروفیشنل انداز میں پوچھا۔ “ی۔۔۔ی۔۔۔ یہاں ایک۔۔۔ گرے ہڈی میں ایک لڑکا تھا مطلب تھے۔۔۔؟ خیر کہاں گئے؟” وہ جو صارم کو آپ کے علاوہ بات نہیں کرتی تھی وہ کیسے تھا کالفاظ استعمال کر دیتی یہ محبتیں بہت خوار کراتی ہیں۔

“میم وہ تو تھوڑی دیر پہلے آپکی سائیڈ سے مشکل سے نکل کر گئے ہیں” اس لڑکی نے سمیہ کو اسکی پوزیشن بتانا چاہی تب سمیہ نے خود پر نوٹس کیا کہ وہ دروازے سے مشکل سے سات آٹھ قدم آگے کھڑی تھی اور گزرنے والے یقیناً مشکل سے گزر کر باہر اور اندر آئے تھے۔ “اوہ سوری۔۔۔ مجھے۔۔۔ شکریہ” وہ نہیں تھا تو اب یہ دکان بھی سونی لگ رہی تھی جہاں لگوں کا هجوم اب زرا زیادہ ہو گیا تھا۔ ویسے ہی جب وہ اس کو خدا حافظ کہتا تو اسے اپنا آپ کہیں کھویا ہوا لگتا اور یوں مقابل دیکھنا۔ اسکا دل تو دھڑکنا ہی بھول گیا تھا۔ شاپ سے باہر آئی تو دل اس ساحر کے خیال سے ہی فل تیز دھڑک رہا تھا سمیہ کے گال سرخ ہو چکے تھے اسے ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ سارا جہاں اسکی محبت کو جان گیا ہے، اسکی چوری پکڑی گئی ہے وہ بھاگ کر اپنی ماں کے پاس آکر بیٹھی اور سانس بہا لیا کیا “کچھ لیا کیوں نہیں؟” رجب بیگم نے خالی ہاتھ آنے پر پوچھا۔ “بس۔۔۔ پسند۔۔۔ نہیں آیا۔۔۔ چلیں گھر؟” اب اسکی حالت سوال و جواب کی نہیں تھی وہ اب وہ اپنے کمرے جو مس کر رہی تھی جہاں وہ بیڈ پر بیٹھ کر یا بالکونی میں کھڑے ہو کر گھنٹوں اسکی یاد میں گزارنا چاہتی تھی اسے بس اب گھر پہنچنا تھا۔



“بارضا کب آرہا ہے؟” انعم نے ڈائنگ ٹیبل پر کھانا کھاتے ہوئے پوچھا ”بات ہوئی ہے اگلے ہفتے ارہا ہے وہ تو بہت خوش ہوا صنم کے رشتے کا سن کر ”فراز جمالی نے مسکرا کر بتایا ”او واؤ۔۔۔۔۔“ انعم ایکساٹڈ تھی کافی۔

اسلام علیکم فراز صاحب ”احمد چودھری کے سلام کی آواز پر سب نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا جہاں وہ پوری فیملی سمیت موجود تھے سوائے غازی کہ جو کہ دو دن بعد میں آنے والا تھا۔ ”ارے وسلام، آئیے آئیے سو بسم اللہ“ فراز جمالی خوشی سے اٹھے۔ انعم اور صنم تو کافی حیران تھے کہ اچانک۔۔۔ کیوں؟ دونوں کو گرد گھنٹیاں بج رہی تھیں مگر دونوں کے ڈرائٹ تھے پر تھے شاید ایک۔ ”بسم اللہ“ زرین جمالی بھی اٹھ کر گلے ملیں سمیہ کو پیار کیا راحم کے سر پر پیار دیا اور محبت سے ماتھے پر بوسہ دیا۔ اور انہیں لے کر وہ لاؤنج میں آگئے۔ صنم تو کچن میں چلی گئی البتہ انعم غیر دانستہ طور پر راحم کو نوٹ کرنے لگی وہ آج بھی حسین لگ رہا تھا پھر خود کو ڈپٹا کہ بس کرو اور کچن میں چلی گئی۔

جب صنم اور انعم کھانے پینے کا سامان کے کرائی تو سب ہلکی ہلکی باتیں کر رہے تھے کبھی پولیٹیکس تو کبھی بزنس۔ ”ارے فراز ساری باتیں چھوڑو ہم تم سے کچھ مانگنے آئیں ہیں“ احمد چودھری نے فوراً مدعے کی بات کرنا چاہی۔ ”میرے بس میں ہوا تو ضرور تم حکم کرو“ فراز جمالی نے خوش دلی سے کہا البتہ راحم سر جھکا چکا تھا۔ سب اب احمد چودھری کی بات کیلئے بے چین تھے۔ ”یار ہم چاہتے ہیں کہ راحم اور صنم کا اگلے جمعے کو نکاح کر دیا جائے“ احمد چودھری نے سیسی انڈیلا تھا صنم اور انعم کے کانوں میں۔ انعم سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی راحم کی فیلنگز کو دل سے نہیں کال پار ہی تھی کتنا وہ روتی تھی سجدے میں کہ وہ اسکی بہن کا منگیتر ہے اور وہ جو سوچ رہی ہے گناہ کبیرہ ہے۔ خبر

تو شوک دینے والی تھی مگر شاید انعم دل کو سمجھا کہ مسکرا لیتی مگر صنم؟ اسکا کیا جسکا سانس بس اس خبر کو سننے کے بعد بند ہو چکا تھا۔ کیسے فیس کرے گی سب؟ کیسے گھر والوں کو بتائے گی کہ وہ کسی کی منکوحہ ہے؟ کیسے بتائے گی کہ تکلیف ہوتی ہے جب اپنا نام کسی نامحرم سے جڑتے دیکھتی ہے؟ وہ کیا کرے گی؟؟؟ وہ کہاں ہے جس نے اسے اس دلدک میں دھکیل دیا ہے؟ آکیوں نہیں جاتا اسے بچانے؟ ہے کہاں وہ کیا اسے خبر نہیں کہ ایک لڑکی زمانے سے بنا ثبوت کے نہیں لڑ سکتی؟ وہ کیسے لوگوں کو بتائے گی کہ وہ پاک ہے؟ صرف کسی کے نکاح میں ہے؟؟؟ کیسے؟؟؟ اور انکے جواب دینے والا نانا جانے کہاں بے خبر تھا۔



آج اسنے تقریباً 4 لیکچرز لیے اور ہاں وہ خود کو مصروف رکھنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اب ابھی وہ آخری لیکچر دے کر کوریڈور سے گزر رہی تھی کہ اچانک کسی نے زور سے بازو کھینچ کر مقابل کھڑا کیا اور اس افتاد کیلئے وہ بھلا کہاں تیار تھی زور سے ایک پتھر سے سر ٹکڑا بیٹھی۔ "آہ۔۔۔" ایک تکلیف اسکے ماتھے پر محسوس ہوئی تو سخت نگاہیں کھولیں تو نظروں کے سامنے کسی کا چوڑا سینا تھا کیمبل کلر کے شرٹ میں بھی صاف اس سینے کی مضبوطی محسوس ہوئی تھی۔ جب محسوس ہوا کہ ایک مرد ہے پورے تیوروں سے سراٹھایا کہ اگلے بندے کا قتل کر دے کہ اسکی اتنی جرأت کہ وہ صنم ابرار کو ہاتھ لگائے۔ مگر سامنے کے شخص نے آنکھیں چکرا دیں۔ وہ سپاٹ چہرے مگر طنزاً مسکراتی آنکھوں سے اسکے بازو کو دبوچے کھڑا تھا۔ صنم کو ابھی اپنا لیوژن لگ رہا تھا وہ کیسے اسکے سامنے آسکتا تھا اتنے سالوں بعد؟ ہو ہی نہیں سکتا۔ "کیا ہوا جانم؟ یقین نہیں آ رہا کہ سامنے کون ہے؟ کہیں مجھے ناپید تو نہیں کر دیا تھا کیا؟؟؟" دوسرے

ہاتھ کی انگلی سے اسکے گال پر لکیر کھینچی۔ صنم تو پہلے ہی پتھرائی کھڑی تھی اسکی موجودگی سے اور وہ اب اس سے ہمکلام تھا ! "ہوش میں آ جاؤ جانم ! میں ہی ہوں ابرار شاہ تمہارا شاہ" وہی انگلی اسکے ہونٹوں کے پاس لایا اور زرا سانیچلے ہونٹ کو سپرنگ کی تار کی طرح ہلایا۔ وہ خاموش تھی اسکی موجودگی کو اپنا وہم سمجھ رہی تھی اپنا ہاتھ اسکے چہرے کی طرف بڑھایا انگلیاں ہلکی ہلکی لرز رہی تھیں آنکھیں بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ جو سمجھ رہا تھا کہ چہنچہ گی چلائے گی مگر اسکی انگلیاں اپنی گال سے مس ہوتے دیکھ کر وہ اسکی آنکھوں میں بے یقینی اور بے حد محبت اسکی اپنے شاہ کی یاد میں روتی جاگتے راتیں کتنے جزبات اسکی آنکھوں میں تھے۔ وہ بھی ایک پل کیلئے دم بخود اسے دیکھنے لگا تڑپا تو وہ بھی تھا اسکے لیے راتوں کو آٹھ آٹھ کر اسکو گھنٹوں سوچنا یہ اب تک ابرار شاہ کا معمول تھا۔

“شاہ۔۔۔” وہ اب بھی اسکی بیرڈ پر ہاتھ رکھے بے یقین سی تھی۔ "یہ میں ہی ہوں جانم" اسکے ہاتھ کو پکڑ کر لبوں سے لگایا۔ کیا خوبصورت خوشبو تھی جو ابرار شاہ نے صنم کے ہاتھ کو چوم کر محسوس کی تھی یہ خوشبو ایک نشہ سا تھا جو وہ ہاتھ کو لبوں پر رکھے آنکھیں بند کر چکا تھا۔ اچانک یہ فسوں خیز لمحہ چھناک سے ٹوٹا جب صنم نے بے دردی سے ہاتھ کھینچا ہاں وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ وہم نہیں خواب نہیں کوئی خیال نہیں بلکہ سچ میں ابرار شاہ اسکے سامنے کھڑا ہے حقیقت میں۔ آنکھوں میں نفرت ابھر آئی ابرار نے آی بروا چکائی اور استہزائیہ ہنسا کہ وہ غلط سمجھ رہا تھا کہ وہ اسے اب بھی بے پناہ محبت کرتی ہے مگر وہ غلط تھا "میرے سامنے آنے کی ہمت کیسے ہوئی؟" وہ غصیلے لہجے میں بولی۔ "کیوں تم نے مجھے مس نہیں کیا جانم؟" وہ دوبارہ اسکا بازو کھینچ کر قریب کر گیا۔ اس کو ریڈور میں حیرت تھی کہ کوئی گزرا ہی نہیں تھا اب تک۔ "بکو اس نہیں، تمہیں کیوں سوچوں میں تم جیسے دھوکے باز کو میں سوچنا اپنی توہین سمجھتی

ہوں "آنسو لڑھک کر گال پر گرا وہ مزاحمت کر رہی تھی مگر وہ ساکت کھڑا سکود بوچے محفوظ ہو رہا تھا۔" تبھی میں کہوں کہ نکاح پر نکاح کیا جا رہا ہے؟ "وہ کافی مزالے کر بولا۔ وہ جو اپنا بازو چھڑوانے میں ہلکان ہو رہی تھی ایک دم رک گئی اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ جانتا ہے سب۔ "نہیں میرا اس میں کوئی عمل۔۔۔۔۔" وہ بے دھیانی میں اپنی محبت کی صفائی دینے لگی تھی کہ ایک دم یاد آیا کہ اسکے سامنے کون ہے ایک بے وفا حسن پرست شخص۔ وہ اپنے لب سی گئی۔ ابرار نے آئی برواچکائی۔ "تو کس کا عمل دخل ہے؟ اسکا نام کیا ہے۔۔۔۔۔" بتاؤ "اب ابرار شاہ کی آواز تلخ ہوئی تھی۔" تمہیں اس سے کوئی سروکار نہیں "اسنے پوری جان سے دھکادے کر خود کو آزاد کروایا۔" اچھا ہوا تم خود آگئے، مجھے آزاد کروا بھی کے ابھی "وہ پورے غصے سے چیخی اس وقت دونوں کے دماغ میں نہیں تھا کہ وہ کہاں کھڑے ہیں۔" اچھا تو یہ بات ہے "وہ اسکی بات پر محفوظ ہوا پھر ایک دم پھرے شیر کی طرح خود کے قریب کیا اور کمر پر اپنی لوہے جیسی انگلیاں چھادیں۔ صنم کو ایسے لگا جیسے کمر کے گرد سخت رسی باندھ دی گئی ہو اور زور لگا کر کساجا رہا ہو۔ تکلیف کی شدت اسکے جسم میں سرایت کر گئی۔" جانم، تمہیں میں چھوڑ دوں سوچنا بھی نا، تمہاری سانسیں بھی نکال دوں گا تواف نہیں کروں گا، تمہارے دل کے ٹکڑے بھی کر دوں تو آہ نہیں کروں گا، تمہاری آنکھوں کو نوچ لوں تو تڑپوں گا نہیں، تمہاری زندگی تمہارے لیے حرام بھی کر دوں تو گناہ نہیں ثواب لگے گا، اور آزادی؟؟؟ میری قید ہی آزادی ہے تمہاری جس دن میں نے آزاد کیا نا کسی میں کیا تم میں خود میں اتنی جرأت نہیں ہوگی کہ سکون کا ایک سیکنڈ بھی سانس لے سکوں۔۔۔۔۔ میری جانم "اتنے سخت الفاظ وہ بول گیا تھا جسکی عزیت صنم کے دل میں پیوست ہو رہی تھی۔ وہ حیرانی سے اسے تک رہی تھی کہ جس کے منہ سے کبھی اپنے لیے محبت کے سوا سنا نہیں

وہ کیا کہہ رہا تھا۔ "دل تو کر رہا ہے کہ ان گداز ہونٹوں کو اتنی شدت سے چوم لوں کہ تمہیں بام لگانی پر جائے" اپنی بات کہ کر وہ قہقہہ لگا اٹھا جبکہ اتنی بے باکی پر وہ پلکیں جھکا کر رخ موڑ چکی تھی۔ "میری جانم، میری دل۔۔۔۔ نہیں نہیں اب تم میں وہ بات نہیں۔۔۔۔۔ ویسے تمہیں ٹیسٹ کر کہ معلوم ہو گا کہ اب بھی ویسی کڑک ہو یا بس اینویس شینویس۔۔۔۔۔" وہ اسے بے حد زلیل کر رہا تھا اسے ہوس کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ "چٹاخ۔۔۔۔۔" یہاں پر صنم کی بس ہوئی تھی پوری ہمت سے خود کو الگ کیا اور رکھ کر چماٹ جڑ دی۔ ابرار نے اس تھپڑ کی شدت کو محسوس کیا۔ صنم نے اسکے کالر جکڑے۔ "تمہاری زبان کاٹ دوں گی اگر میرے لیے ایسے الفاظ ادا کیے کسی منہس وقت تم نے مجھے اپنے نکاح میں لیا تھا کوئی مانے یا نامانے تم مانو یا نا میں مانوں یا نا مگر ہاں میں آج بھی تمہاری عزت یوں سمجھے خبردار بکو اس دوبارہ کی" وہ اسکا کالر جھٹک کر آگے بڑھ گئی اور وہ استہزائیہ ہنس پلٹ کر اسکی پشت کو دیکھا۔ "جانم۔۔۔۔۔ تم تو پہلے سے زیادہ آگ بن گئی ہو کچھ بند و بست کرنا پڑے گا" وہ پیچھے سے ہی مسکرا کر بولا



“کیا حال ہیں جناب کے؟” صارم نے کل سارا دن اپنی اینجل سے بات نہیں کی تھی اور حیرت کی بات تھی کہ اس نے میسج بھی نہیں کیا تھا صرف ایک میل آئی تھی جس میں "صارم" لکھا تھا اسنے تو کبھی نام لے کر بات کی ہی نہیں پھر اب!؟۔ اور اب وہ جیم سے ہی شام کو لوٹا تو فٹنٹ میسج کیا۔ مگر آگے سے سپلائے نہیں آیا دھر اینجل صاحبہ کل کے خمار سے نکل ہی نہیں پار ہی تھیں کتنا میسجکل تھا اس کیلئے بالکل فلمی انداز سے اسے اچانک اپنے روبرو دیکھنا اور اب اسکا میسج آیا تھا لپسٹاپ سامنے تھا اور وہ بس اسکے اندیکھے سحر میں گرفتار تھی کل سے اسکا دل ہزار دفعہ پوچھ چکا تھا کوئی

اتنا حسین کیسے ہو سکتا ہے اور ہر بار جواب ندارد۔۔۔۔۔ "صارم" ٹائپ کیا کتنا لزت بھرا احساس تھا اسے پکارنا۔ صارم جو چائے پی رہا تھا اسکے صرف صارم کہنے پر چونکا اسے لگا کوئی اور ہے مگر کیا پتہ کوئی بات ہو جس پر وہ ایسے بات کر رہی ہے بات کیا نام ہی لیے جارہی ہے۔ "جی جان صارم؟" محبت بھرے انداز میں میسج کیا پھر ہاتھ جس میں چائے تھی وہ رک گیا اسنے ابھی کیا لکھا تھا اسکا کوئی ذاتی خیال نہیں تھا کہ ایسے لکھے پر اب کیا وہ سین کر چکی تھی صارم نے لب دانتوں میں دبا لیے کہ جانے اب کیسار سیپونس دے گی۔ ادھر سمیہ نے اسکے الفاظ پڑھے تو کانوں تک سرخ ہو گئی وہ اس وقت جس کیفیت میں تھی اس میں یہ محسوس نہیں کر سکتی تھی کہ کس کی بیٹی ہے اور کس کی بہن ہے بس اسے یہ معلوم تھا کہ وہ سمیہ ہے صارم کی اینجل۔ "صارم میں نے آپ کو دیکھا تھا" سمیہ نے ہمت کر کے جواب میں یہ لکھا وہ بتانا چاہ رہی تھی کہ وہ بھی جانے کہ کیسے اس کیلئے وقت رک سا گیا ہے۔ صارم نے میسج پڑھا تو اسکی توقع کے برعکس کوئی اور ہی بات تھی صارم ہنس دیا کہ مزاق کر رہی ہے۔ "اچھا جی۔۔ کہاں دیکھ لیا۔۔" بیڈ پر نیم دراز ہو کر کہا۔ وہ موبائل پر میل کر رہا تھا۔ "مال میں" آگے سے رپلائے آیا۔ وہ ہنسا کہ شاید اس نے بتایا ہو کہ وہ مال جا رہا ہے تو وہ اب اسے تنگ کر رہی ہے "اوہ واؤ مجھے بتا دیتی میں بھی دیکھ لیتا اپنی اینجل کو، ویسے میں نے کیا پہنا ہوا تھا" اب وہ اسی کے انداز میں چھیڑ رہا تھا۔ اسے کیا پتا تھا کہ وہ سچ بول رہی ہے۔ "بلیک جینز اور گرے ہڈی" آگے سے کانپتے ہاتھوں اور تیز تیز دھڑکتے دل سے رپلائے آیا صارم یہاں الجھ گیا اسے کیسے پتا کہ میں نے کل یہ پہنا تھا کہیں سچ میں تو نہیں دیکھا اور اگر دیکھا تھا تو پاگل بھد ہو صارم تو کہاں تھا تو بھی دیکھ لیتا اسے اب وہ خود کو کوس رہا تھا سیدھا ہو کر بیٹھا اور ٹائپ کیا "میرا مکمل حلیہ بتاؤ پھر مانوں میں" اسے ابھی بھی ہلکا ہلکا شک تھا کہ مزاق کر رہی ہے۔ کچھ

سیکنڈز میں سپلائے آیا "کر سٹل آنکھیں، ہلکی بیرڈٹاؤ دار مونچھے، دائیں کلائی میں بلیک وائچ تھی دوسرے ہاتھ میں سیل اور کیز تھیں، نیچے بلیک سنیکرز تھے "وہ تو خاکہ کھینچ گئی تھی مگر وہ جلد از جلد بتانا چاہتی تھی کہ اسنے اسے دیکھ لیا تھا کل وہ اسے پہچان گئی تھی۔ صارم کی مسکراہٹ کہیں غائب ہو گئی اس نے کہاں دیکھا۔ کہاں دیکھا؟ وہ کیوں نہیں متوجہ ہوا اس لڑکی کی طرف یعنی وہ کیوں نہیں اسے جان سکا وہ کچھ ٹائپ کرنے لگا تھا کہ ایک دم ہاتھ رکے آنکھوں کی پتلیاں بھی ساکت ہو گئیں جب اسے جیولری شاپ کا منظر یاد آیا ایک خوبصورت حجاب کے حالے میں لڑکی اسے سائیڈ پر کہہ کر خود ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہی تھی کہیں وہی تو اسکی اینجل نہیں دل نے گواہی دی، کیا پتہ وہ کوئی اور ہو دماغ نے اپنی رائے دی۔ "کیا تم نے جیولری شاپ میں دیکھا تھا؟" وہ ٹائپ کر چکا تھا آنکھیں سکرین پر تھیں ہاں اس نے اس لڑکی کو غور سے دیکھا تھا اگر وہی ہوئی تو؟ کیا اسنے اپنی اینجل کو دیکھ لیا کیا؟ ابھی پتہ لگ جائے گا؟

ادھر سمیہ کا دل تیز سے تیز تر ہو گیا آنکھیں اسکی محبت سے روشن تھیں وہ پورے وسوق سے کہہ سکتی تھی کہ اسکے کمرے کی ایک ایک چیز اس بات کی گواہ بن گئی ہے اب کہ وہ صارم ملک کو کتنا ٹوٹ کر چاہتی ہے۔ وہ بتانا چاہتی تھی کہ ہاں وی بنایہ سوچے کہ وہ اس سے کھوج بھی سکتا ہے اور اگر وہ اسکے گھر تک آ گیا تو اسکے بھائی اور باپ کو کون جواب دے گا اسے یہ سوال دماغ میں نہیں رہے تھے بس دل دھڑک رہا تھا کتنے سیکنڈز جواب نادیا پھر ہمت کی اور بس "ہاں..." کہا اور لیپ ٹاپ ٹھک کر کے بندھ کر دیا ہمت نہیں تھی کہ اسکا سپلائے دکھتی سائیڈ لیپ آف کیا اور کمفرٹ میں خود کو گھسا دیا وہ اپنی اس وقت کی حالت سے بہت خوف محسوس کر رہی تھی۔

ریپلائے نہیں تھا جانے وہ کوئی فریزر تھا جس نے صارم ملک کو ساکت کر دیا مطلب وہ جو اسے دیکھ رہی تھی وہ اسکی اینجل تھی؟ اس نے اپنی اینجل کو دیکھ لیا؟ اور پھر اسکے پاس سے ایسے گزرا کہ کہیں اس لڑکی سے ٹچنا کر جائے اور وہ تو اسکی اینجل تھی؟ وہ تو سوچ سے بھی زیادہ حسین تھی۔ میسج پڑھ کر ریپلائے کی ہمت نہیں تھی وہ گرنے کے انداز سے بیڈ پر لیٹا آنکھیں پٹکھے پر مرکوز تھیں جو تھا تو ساکت لیکن ایسے لگ رہا تھا کہ نومبر کے اس مہینے میں وہ بنا چلے پنکھا پوری جان سے چل رہا ہے وہ ساکت تھا اور خود کو وہ کوس رہا تھا کہ وہ جلدی کیوں وہاں سے آگیا وہ جی بھر کر کیوں نہیں دیکھ پایا۔ اب وہ اسے کہاں کیسے ڈھونڈھے؟ جب دیکھا نہیں تھا تو قرار تھا اب تو دیکھ لیا ہے اب؟ اب کیا کرے؟ اب تو دل آپے سے باہر ہو گیا ہے؟ اب کیسے قرار پائے؟

کچھ فیلنگز محسوس کرنے کی ہوتی ہے اور ہاں صارم کی اس وقت کی خیال و جزبات اور کیفیت محسوس کی جاسکتی ہے شائد بیان سے بالاتر ہے۔



“وہ کون تھا؟” انعم دھرم کے ساتھ دروازہ کھول کر اندر آئی اور بولی۔ صنم نے ناگواریت سے اسکا آنا دیکھا ایک تو پہلے ہی جو یونیورسٹی میں ہوا وہ اسکا موڈ خراب کرنے میں کارآمد ثابت ہوا اور اب یہ ایسے داخل ہوئی۔ “تمہاری تمیز کہاں ہے؟ بنانا کیے اندر کیسے آگئی؟” صنم نے سرد مگر پچی آواز میں ڈانٹا۔ “مجھے ایسے آنے کا پورا حق ہے جیسے اب آپ کسی کی باہوں میں کھڑی تھی” وہ کتنی نفرت بھری آواز میں بولی تھی صنم تو یہ بات سن کر سفید پرگی کیا اسنے دیکھا تھا؟ “اس لیے آپ یونیورسٹی جانا چاہتی تھی کہ اسے بتا سکیں کہ آپ کے گھر والے آپکا گلے جمعے نکاح فکس کر

چکیں ہیں؟ اب آپ اس لیے گئی تھیں ہماری آنکھوں میں دھول جھونک کے؟ "انعم کافی کڑوے الفاظ ادا کر رہی تھی "خبردار کوئی بکواس کی، منہ توڑ دوں گی، بنا سمجھے بنا جانے میرے لیے کوئی بھی فضول بات کہنے سے پہلے ہزار بار سوچنا "صنم فوراً سے جھاڑتے ہوئے بولی یہ ضروری تھا سب اپنی جگہ وہ اسکی بڑی بہن تھی۔ "اوہ بس کریں، یہ عزتوں کے پاٹ مجھے نابتائیں اتنی پاکباز ہوتی تو آج اسکی باہوں میں ناہوتی "انعم کی آنکھیں سرخ ہو چکیں تھیں وہ اس وقت اپنی انسلٹ محسوس کر رہی تھی جب وہ اپنے فرنڈز گروپ کے ساتھ کوریڈور سے گزرنے لگی تھی اور اپنی بہن کو یوں دیکھا کسی کی باہوں میں اسکے دوست نہیں جانتے تھے کہ وہ اسکی بہن ہے وہ فوراً سے اپنے دوستوں کو لائبریری والی سائیڈ پر لے گئی تھی "میں نے کہا زبان کو سنبھالو، ضروری نہیں کہ میرا کوئی اقتیر ہو کوئی مجھے ہر اس بھی تو کر سکتا ہے "وہ سمجھ نہیں پارہی تھی کہ اپنی بہن کو کن الفاظ سے مطمئن کرے "اوہ ہاں ہر اس کا انداز دیکھو کمر سے پکڑ کر چہرے کے نزدیک مسکرا کر کیا جا رہا ہے اور اپ مہان خاموشی سے ساکت اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی ہیں واہ واہ کیا کمال کا اپ ہر اس ہوئی ہیں "انعم کو تو اپنی بہن کا یہ روپ دیکھ کر بہت حیرت ہوئی شکر ہے دروازہ بند تھا ورنہ انکی اوازوں سے انکے والدین اوپر اسکتے تھے "میں کہہ رہی ہوں کہ اپنی زبان سے وہ بات نکالو جو۔۔ "ابھی صنم کے الفاظ منہ میں تھے کہ انعم نے ایسے ریکٹ دیا جیسے کچھ چونکا دینے والی بات یادائی ہو صنم خود بخود خاموش ہو گئی۔ "اچھا۔۔ تو آپ اسی لیے نکاح کی بت پر برہم ہو گئیں تھی "انعم حیرت و طنز سے بولی۔ "بکواس نا کرو تم کچھ نہیں جانتی "صنم کمزور پڑ رہی تھی۔ "بلکل میں نہیں جانتی ہوں کیسے جانوں گی؟ آپ کیوں بتائیں گی وہ کون تھا جس کے ساتھ نجانے کب سے آپ۔۔۔ "ابھی اس سے زیادہ انعم بولتی کہ صنم نے تھپڑ دے مارا وہ کافی شدید تھا کہ انعم

لڑھک کر بیڈ پر گری۔ "خاموش، ایک دم چپ،،،،، پاک ہوں میں۔۔۔۔۔ بلکل صاف۔۔۔۔۔ وہ جسے تم دیکھ کر رائی ہو
نااس کے نکاح میں ہوں میں۔۔۔۔۔ عزت ہوں اسکی۔۔۔۔۔ سمجھی۔۔۔۔۔ پاک ہوں بلکل میں اور آئندہ بکواس کی تو منہ
نوج لوں گی" وہ غصے میں پھٹ پڑی تھی جسم لرز نے لگا تھا اور انعم جھٹکوں کی زد میں تھی اسکی بہن کسی کے نکاح میں
مگر کب اور کب سے؟ صنم نے ایک نظر اسے دیکھا اور اسی غصے سے واشروم میں بندھ ہو گئی۔



انعم اپنی جگہ جامد ہو گئی تھی۔ دل و دماغ میں دھماکے ہو رہے تھے۔ اسکی بہن کسی کے نکاح میں تھی اور نجانے کب
سے آخر اسکے پیچھے کیا راز ہے۔ وہ سر تھام کر بیٹھ گئی۔ شدید سر میں درد ہو رہا تھا۔ ادھر صنم واشروم میں واش بیسن پر
جھکی زار و قطر رو رہی تھی اس کی بس ہو گئی تھی اکیلے سہتے سہتے بس ہو گئی تھی اور جیسے وہ آج آیا اس کے لیے زندگی
عذاب سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ "آپی۔۔۔۔۔ باہر آئیں۔۔۔۔۔ بات کریں مجھ سے" اتنے میں دروازے پر ناک
ہوئی انعم کی آواز تھی۔ صنم نے منہ پر چھٹے مارے خود کو ریلیکس کیا۔ گہرے سانس لیے اب اسے اپنی بہن کا جواب دہ
ہونا تھا سب سے بڑا امتحان ہی کسی کہ جواب دہ ہونا ہوتا ہے۔ اور اب اسکے امتحان میں پہلی صف میں اسکی بہن کھڑی
تھی۔ آرام سے دروازہ کھول کر باہر آئی۔ انعم ڈریسنگ کے پاس شیشے کی طرف منہ کیے کھڑی تھی اپنے چہرے پر
نجانے کیا گھور رہی تھی۔ صنم واشروم کا دروازہ بند کر کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ نظریں فرش پر ٹکیں تھی
اپنی ہی بہن سے نظریں ملانے کی ہمت نہیں تھی۔ "کب ہوایہ؟" انعم کی کافی گہری آواز آئی۔ وہ اب بھی شیشے کی
طرف منہ کیے کھڑی تھی۔ صنم نے گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا اب اسکا امتحان شروع ہو چکا تھا۔ "4 سال پہلے، 7

نومبر کو "آواز اب ہر جزبات سے پاک تھی۔" کہاں ہوا؟ "اسکی ایک بار پھر سوال ہوا۔" یونیورسٹی میں "ویسے ہی جواب دیا گیا۔ انعم کے ماتھے پر شکنیں ابھری وہ پلٹی اور بازوؤں کو فولڈ کر کے سینے سے لگا لیے آنکھیں صنم کے چہرے پر گاڑ دی جواب اسکی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ "آپ کی مرضی سے ہوا؟" ایک اور سوال ہوا آواز سرد تھی۔ "ہم دونوں کو ہی معلوم نہیں تھا کہ ایسا۔۔۔ لیسا! کچھ ہوگا" صنم کی آواز بھی سرد تھی اس وقت کو یاد کر کے جب وہ اسکے نکاح میں آئی تھی۔ "مجھے بتائیں آپ یہ کیا ہے سب؟؟" انعم اب چیخی تھی مگر دب کے۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے جواب دیتی دروازے پر ناک ہوئی۔ دونوں کی سرد مہری خاموش ہو گئی فلحال ضروری تھی۔ "آجائیں" صنم نے خود کو کمپوز کیا۔ زرین جمالی اندر داخل ہوئی۔ "میری سیٹیاں یہاں میں انہیں پورے گھر میں ڈھونڈ رہی ہوں" انہوں نے مسکرا کر کہا اور کافی کے کپس سائیڈ ٹیبل پر رکھے۔ "بس آپ سے بات کر رہی تھی" انعم نے مسکرا کر کہا اور ٹیبل سے کپ اٹھایا۔ "ماما آپ مجھے بلا لیتی تو میں آ جاتی آپکے پاس" صنم نے پیار سے اپنی ماں کو گلے لگایا۔ "میری بیٹی اب کچھ دن کی مہمان ہے مجھے خد متیں کرنے دو" زرین نے لاڈ سے اپنی بیٹی کا گال چوما۔ صنم کی مسکراہٹ ماند پڑ گئی سامنے انعم کو دیکھا تو وہ اسے ہی جانچتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ صنم کو وحشت ہوئی اپنی بہن کی نظروں سے فوراً سے نظریں جھکا دیں۔ "ماما میں روم میں جا رہی ہوں" انعم نے کہا اور کمرے سے نکل گئی۔ "صبح فون آیا تھا رضا کا وہ پر سو آرہا ہے" زرین جمالی نے خوشی سے خبر دی "اچھی بات ہے میں بھی پک کرنے جاؤں گی اسے" صنم نے کہا "ہاں ضرور اچھا یہ پی کر پھر لیٹ جاؤ" انہوں نے کہا اور چلی گئیں۔ صنم نے گہرا سانس لیا اور اپنی بیڈ کی طرف آئی۔ اس سے پہلے کے وہ بیڈ پر لیٹتی اسکا فون رینگ ہوا۔ "اس ٹائم کال کون کر رہا ہے" وہ کافی

بد مزہ ہوئی۔ نمبر تھا بھی رونگ نمبر "یس"، "اس نے فون اٹھا کر زرا سر دلچے میں کہا۔ "جانم" گھمگیر آواز گونجی اور صنم اس آواز کو نا پہچانے یہ تو نا ممکن سی بات تھی۔ "تم" صنم نے دانت پیسے۔ "ہاں بلکل، بہت مس کیا تمہیں جانم" آگے سے ویسی ہی گھمگیر آواز گونجی۔ "دو بار اکال کی تو تمہارا منہ توڑ دوں گی" صنم کو غصے میں سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا جواب دے۔ "یار بس منہ ہی کیوں توڑنا ہوتا ہے تم نے؟ دل تو توڑ ہی دیا ہے اب آگے منہ توڑنے کا کاروبار شروع کر دیا ہے؟" ابرار نے طنز کیا۔ "بکو اس بند کرو، وٹ ڈیو مین بائے کاروبار؟ بکو اس دو بار انا کرنا، اور کون کیا کر چکا ہے وہ بھولا کوئی بھی نہیں مسٹر ابرار شاہ" دانتوں کو پیس کر کہا اور کھٹاک سے فون بند کر دیا۔ "نکل کیوں نہیں جاتے میری زندگی سے تم، سکون چھین لیا تم نے میرا اب کیا سانسیں بھی لو گے؟" وہ خود سے ہمکلام تھی۔



“اینجل، آئی وانا میٹ یو” صارم ساری رات اس ایک منظر کو یاد کر کر کے جاگا تھا وہ کیوں نا جان سکا کہ اسکی اینجل ہے وہ اور اب فجر کی نماز پڑھ کر اسنے سب سے پہلے میل کی۔ وہ موبائل تھا مے بیٹھا اتنا مضطرب وہ زندگی میں کبھی نہیں ہوا تھا جتنا اس وقت تھا لیکن جواب نہیں آیا شاید سوئی ہوئی تھی یا پھر جواب خود نہیں دے رہی تھی۔ "ڈیمٹ" اسنے موبائل کو تکیے پر پھینکا سر ہاتھوں میں تھام لیا اسکو دیکھنے کی چاہ پورے زور سے دل دھڑکار ہی تھی۔ "کیا ہوا تجھے؟" اتنے میں نگین اندر آئی۔ اور اسکے پاس بیٹھ گئی۔ "وہ جواب نہیں دے رہی" ابھی بھی سر جھکا ہوا تھا۔ "تو کیا پتا مصروف ہو یا سوئی ہوئی ہو" نگین اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگ پڑی۔ "کیوں سوئی ہے وہ؟ کیوں مصروف ہے وہ؟ نہیں جانتی کہ تڑپا دیا ہے اس نے مجھے؟ کیوں محسوس نہیں کر رہی میری حالت وہ؟؟ اس

سے بہتر تھا کہ مجھے بتاتی ہی نا "وہ غصے سے بول رہا تھا نگین نے حیرت سے اپنے بھائی کو دیکھا جو نجانے کیوں چڑچڑا ہو رہا تھا۔ "پیاری تھی کیا؟" نگین نے اسکا چہرہ اپنی طرف کیا اور مسکراتی آنکھوں سے پوچھا۔ "بہت۔۔۔۔ بہت۔۔۔۔ بہت زیادہ۔۔۔۔ بہت حسین۔۔۔۔ کاش مجھے علم ہوتا کہ وہ میری اینجل ہے۔۔۔ میں اسے سارے زمانے سے چھپا کر لے جاتا" وہ نگین کی گود میں سر رکھ چکا تھا۔ "اچھا بس کرو اتنا مت پریشان ہو ریلیکس رہو اور اسے بھی زرا سپیس دو اور اب سو جاؤ" وہ اسکے سر میں انگلیاں چلا رہی تھی اور ہاں وہ سکون میں آ رہا تھا۔



“ہے سہی، کیا حال ہے؟” دیبا سمیہ کو گلے لگاتی بولی "ٹھیک ہوں" سمیہ نے بجھے انداز سے کہا۔ "کی ہو گیا؟ کہیں تمہارے صارم ملک نے بات کرنا چھوڑ دی؟" دیبا نے اسے چھیڑتے کہا۔ "اللہ نا کرے کہ کبھی ایسا ہو بس انہیں بتا دیا تھا کہ میں انہیں دیکھ چکی ہوں" سمیہ نے لبوں کو دانتوں میں دبایا۔ "پھر بھائی نے کیا کہا؟" دیبا نے ہاتھوں کو باہم جوڑ کر پوچھا۔ "میں نے ڈر سے ابھی تک لیپٹاپ اوپن نہیں کیا" سمیہ نے بے چارگی سے کہا۔ دیبا جو ایکساٹڈ ہو کر اسے دیکھ رہی تھی اسکی بات سن کہ نہایت بد مزاج ہوئی اور زور کی دھب اسکے کمر میں ماری "آہ" سمیہ نے اپنی کمر مسلی۔ "بیوقوف ہے تو، ایسے کون کرتا ہے، وہ کتنے تڑپے ہونگے" دیبا نے جھڑکا "اینویس کیا پتا وہ مجھے چاہتے ہی نا ہو" سمیہ نے اداس لہجے میں کہا "اور اگر انکو تم سے عسق ہو اچھر؟" دیبا نے ایک فلسفی کی طرح پتہ پھینکا سمیہ کا دل دھڑک اٹھا۔ "بول" دیبا نے ہنس کر کہا "چپ کرو، چلو کلاس میں لیٹ ہو رہی کلاس اب" وہ اپنا بیگ اٹھائے کیفے سے باہر آئی۔ "سوچنا ضرور، اس سے پہلے کہ تمہیں کوئی اور لے اڑے" دیبا نے ساتھ چلتے کہا۔ سمیہ نے کان بندھ

کر لیے تھے مگر گال سرخ ہو چکے تھے۔ "اگر سچ میں وہ بھی مجھے چاہتے ہوئے پھر؟" اس سے آگے اس کی حالت غیر ہو رہی تھی سر جھٹکا اور کلاس کی اوڑھ بڑھ گئی۔



“واٹ دا ہیل، یہ کیا ہے؟ دھیان کہاں ہوتا ہے تمہارا؟” ابراہن اپنی اسسٹنٹ پر دھاڑا وہ اپنی جگہ ڈر کر اچھلی
 “سر۔۔۔ وہ۔۔۔” ثنا کی ڈر کر آواز بندھ ہو چکی تھی۔ “کیا وہ؟ دماغ خراب کیا ہوا ہے جاؤ صحیح کرو اس فائل کو” وہ
 مزید دھاڑا ایک تورات کو جیسے صنم نے بات کی تھی اسکا غصہ دماغ سے نہیں گیا تھا کہ اب اس فائل کا بیڑا گڑک ہوا
 تھا۔ وہ تو چھو منتر کی طرح غائب ہوئی۔ “اوففففف اللہ یہ اتنے توپ ٹائپ کیوں ہیں، اللہ سارا غصہ صرف مجھ پر
 کیوں نکالتے ہیں” وہ اپنے ٹیبل ہر آکر بیٹھی آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں تھیں۔ کہاں برداشت ہوتا ہے اپنے
 پسندیدہ شخص سے ڈانٹ سننا اتنے میں موبائل رنگ ہوا “ہیلو” آواز بھاری تھی۔ “تم رور ہی ہو ثنا؟” آگے سے
 کوئی لڑکا تھا۔ “آئی ام فیڈ اپ، مجھ پر کیوں غصہ کرتے ہیں وہ” وہ بھرائی آواز میں بولے۔ “میری جان اس اوکے
 بس یہ بتاؤ کرنا کیا ہے روتے شوتے نہیں ہیں” آگے سے فن موڈ میں بات کی۔ اور ثناب نا جانے اسے کیا کہہ رہی
 تھی



”یہ جسم ہے تو کیا۔۔۔۔۔“

یہ روح کا لباس ہے۔۔۔۔۔

فنا کیا مجھے یہ چاہنے کی اس نے۔۔۔

طرح۔۔۔ طرح۔۔۔ شکست ہی ہوا۔۔۔

رضاء کیا تیری۔۔۔ دل وجہاں تباہ کیا۔۔۔

سزا بھی کیا تیری۔۔۔ وفا کو بے وفا کیا۔۔۔

دوبارہ زندگی سے یوں مجھے جدا کیا

کہاں کہاں۔۔۔ پھروں میں ڈھونڈتا"

عظمت علی کی آواز میں فل بیس پر یہ سونگ چل رہا تھا۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ کھڑکیوں پر پردے گرائے ہوئے تھے۔ اور وہ بناشرٹ کے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا۔ بیٹ کے ساتھ ساتھ اپنے پاؤں کو ہلا رہا تھا۔ آنکھیں بندھ تھیں۔ ماتھے پر بال بکھرے ہرے تھے۔

دروازے پر اچانک ناک ہوئی اور شانڈیہ دستک اس سونگ میں دب گئی تھی۔ دوسری بار پھر ہوئی۔۔۔ پھر تیسری بار۔۔۔ آخر جو بھی تھا دروازہ خودی کھول کر داخل ہوا۔ دروازہ کے کھلنے سے کمرے میں باہر کی روشنی بھر گئی۔ اس نے غصے سے ماتھے پر بل ڈالے آنکھیں ہنوز بندھ تھیں اور جو بھی آیا تھا اسکے اندر داخل ہونے سے اور روشنی کا کمرے میں آنے سے اسے کافی بیزاری ہوئی۔ "شٹ داڈور" وہ ہلکی آواز میں چیخا۔ جب دروازہ بھی بندھ ناہوا اور وہ شخص بھی نا گیا تو ایک آنکھ کھول کر سامنے دیکھا اسکا بیڈ پڑا ہی ایسے تھا کہ سامنے دروازہ تھا۔ نظریں گھمائیں تو اسے کوئی نظر نا آیا وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ گیا کہ یہ کیا مزاق ہے کوئی آیا تھا اندر اور اب کوئی اندر نہیں تھا۔ عجیب سی کشمکش

دل جانم من رقصہ

اور خوف اسکے وجود میں سرایت کر گیا۔ سانس میں سانس تب آئی جب گانا بند ہوا اور اسکی نظر اس شخص پر گئی وہ اسکے ڈیڈ تھے جو کب سے اسکو ہی دیکھ رہے تھے اور انہیں اپنے بیٹے کی حالت پر کافی افسوس تھا جو سمجھ رہا تھا کہ شاید کسی غیبی چیز نے دروازہ کھولا ہے۔ "اوپس ڈیڈ ڈڈ۔۔۔ آپ ہو میں سمجھا پتہ نہیں کون ہے" وہ دوبارہ گرنے کے انداز سے بیڈ پر لیٹا لیکن اس بار کم کے بل لیٹا تھا۔ "غازی۔۔۔ واٹس دس؟ یہ کیا واحیات سنتے رہتے ہو؟؟؟" احمد چودھری نے اپنے بیٹے کو افسوس کی نگاہ سے دیکھتے کہا وہ جو صبح ہی آیا تھا اور اب شام ہو رہی تھی کہ نیند سے فراغت ہی نہیں مل رہی تھی صاحبزادے کو اور اب احمد چودھری جو کبھی خود بلانے نا جاتے تھے اپنے اس بیٹے کو خود بلانے آئے تھے۔ مانا کہ وہ شہر میں رہتے تھے مگر انداز و رعب چودھریوں والا ہی تھا مگر اپنے اس چھوٹے بیٹے کے سامنے بے بس تھے یہ احمد چودھری کیلئے لکی چام تھا اسکے پیدا ہوتے ہی احمد چودھری کے بزنس کو اڑان ملی تھی۔ اور جب جب غازی نے یعنی غضنفر احمد چودھری نے اپنے باپ یا بھائی کے کسی بھی کام میں ہاتھ ڈالا تو فائدہ ہی ہوا تو کیسے نا اپنے لاڈلے بیٹے کے سامنے بے بس ہوتے۔ راحم تو کاف سنجیدہ اور ڈیسنٹ نیچر کا تھا۔ مگر غازی شرارتی تھا اور جب ی اور سمیہ مل جاتے تو مجال ہے کہ انکی شرارتوں سے کوئی بچ جاتا۔

"آوہ ڈید۔۔۔ ڈیٹ از ناٹ واحیات۔۔ ڈیٹ از علی عظمت۔۔۔ سچ آگریٹ سنگر" وہ اپنے مغربی اکسٹ میں بولا۔ "یہ کیا ڈیڈ ڈیڈ لگا رکھی ہے کتنی بار کہا ہے کہ بابا کہا کرو اور اٹھو جب سے آئے ہو کمرے میں ہی گھسے ہوئے ہو نیچے آؤ سمیہ کب سے ویٹ کر رہی تمہارا 4 چکر لگا چکی تمہارے کمرے کے مگر تم تو بڈھی روح کی مانند سوئے پڑے ہو" وہ بولی بھی جارہے تھے اور ساتھ ساتھ کھڑکیوں کے پردے پیچھے کر رہے تھے، سائیڈ ٹیبل سے تمام سونگنز کی

ڈسکس اٹھا کر دراز کے اندر رکھیں، اور اسے گھوراجو آنکھیں بند کر چکا تھا شاید دوبارہ نیند آگئی تھی شاید۔ "غضنفر"

احمد چودھری کی رعبدار آواز گونجی تو وہ تیر کی طرح سیدھا ہو کر بیٹھا۔ وہ جانتا تھا کہ اسکا باپ جب زیادہ غصے میں ہو تو غضنفر کہتے تھے۔ "آپ جائیں بس شاور لے کر آرہا" اسنے آنکھوں کو زبردستی کھولتے کہا۔ "نہیں میرے ساتھ چلو مجھے تم پر یقین نہیں" احمد چودھری نے اسے بازو سے پکڑا تو اسنے بہت ہی اوزار منہ کے زاویے بنائے اسکا پورا ارادہ تھا کہ اسکا باپ باہر جاتا تو وہ سو جاتا اور یقیناً جب اسنے سو جانا تھا تو کس نے اٹھانا اب چار و ناچار اسے اٹھنا پڑا۔ "اچھا، بازو تو چھوڑیں" تنگ آ کر کہا کیوں کہ وہ اسے واشر و م چھوڑنے جارہے تھے۔ "کہیں سے ن 5 لگتا میرا بیٹا 21 کا ہے"

انہوں نے اسکے انداز سے کہا۔ "آپ کو کیوں لگے گا آپ 20 کے تھے جب راحم بھائی پیدا ہوئے تھے اور ایک ہم آپ کے بچے جن کی شادیا نہیں ہوئیں" وہ کافی بیچارگی سے بولا۔ "دفعال ہو جاؤ اور فوراً نکلو میں تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گا" انہوں نے اپنے بیٹے کی کمر پر دھب رسید کی جو ٹرٹر کر کے زبان چلا رہا تھا کتنا بد تمیز تھا تب تو جلدی شادیاں ہوتی تھیں تو ایسا ہوا اور اب ایسا تھوڑی نا ہوتا تھا۔ وہ منہ بناتا واشر و م ہیں گھس گیا اور دروازہ بند کیا۔ احمد چودھری بیڈ پر آ کر بیٹھ گئے اور مسکرا دیے انہیں اپنا یہ بیٹا بہت پسند تھا اپنے چاچو کی کار بن کا پی تھا اور احمد چودھری کے چھوٹے بھائی کئی سالوں پہلے وفات پا گئے تھے اور انکی مکمل کا پی غازی تھا جیسے انہیں اپنا بھائی پسند تھا ویسے ہی بلکہ کی گناء انہیں اپنا یہ چھوٹا چودھری۔



"انعم مجھے تم سے بات کرنی ہے" صنم کچن میں آئی تو انعم کو چائے بناتے دیکھا تو فوراً سے کہا۔ انعم کے چینی ڈالتے ہاتھ رکے اور اسنے پلٹ کر دیکھا۔ "بات تو مجھے بھی کرنی ہے آپ لیکن یہاں نہیں گھر میں نا میں آپ سے بات کر سکتی ہوں نا ہی آپ، ویسے بھی رضا بھائی شام کی فلائٹ ہے وہ بھی آجائیں گے تو بہتر ہے کہ ہم زرا اسے پینڈنگ ہی رہنے دیں" انعم نے سکون سے کہا نا اسکی بات میں کوئی چھین تھی نا ہی کوئی طنز یا شر مندہ کر دینے والا احساس۔ صنم نے سکون کا سانس ہوا کے سپرد کیا اور شلف کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔ "تمہیں لگتا ہے کہ میں غلط ہوں گی؟ سچ بتانا؟" صنم نے جانچتی نظروں سے اس سے پوچھا۔ انعم نے چائے کپ میں ڈالی اور سا سپین کو سنک میں رکھا۔ اور پلٹ کر اپنی بہن کو دیکھا جو اسکے جواب کی منتظر تھی۔ "پتی نہیں آپ، پر جو بھی ہے میں کافی شاکڈ ہوں۔۔۔۔ مجھے جو کچھ بھی کل سننے کو ملا بہت دھماکا خیز تھا، آپ ہر یقین ہے تبھی تو سیدھا آپ سے پوچھا کہ وہ کیا تھا۔۔۔۔ پر بہتر ہے ہم یہاں بات نا کریں کوئی سن لے گا تو پھر بات کسی اور رنگ سے سامنے آئے گی" انعم نے دھیمے لہجے اور آواز میں کہا۔ "شکر یہ مجھے سمجھنے کیلئے" صنم نے مسکرا کر کہا "یقیناً آپ نے جب بتایا ہو گا مجھے تو تھوڑا ریلیکس آپ بھی فیل کر رہی ہیں آپ کا چہرہ بتا رہا" انعم اب اسکے پاس آکر ساتھ لف سے کمر لگا کر کھڑی ہو گئی۔ "ہاں۔۔۔۔۔ بوجھ تھا کافی عرصے سارا نا صحیح مگر کچھ تو اترا کہ میرے غم میری فکر میں میرے ساتھ کوئی ہے" صنم نے اپنی بہن کو محبت سے دیکھا۔ ایک دم سے اسکی بہن اسے بڑی لگ رہی تھی اسکی لاڈ، شو نا، چندا اور نا جانے کیا کیا وہ انعم کو کہا کرتی تھی مگر وہ رات جس نے صنم اور ابرار کی زندگی میں بھو مچال پیدا کر دیا تھا اسکے بعد کہیں وہ خود ہی گھم گئی وہ اپنی بہن کو کیا تلاشتی۔

"آپی، راحم کا کیا کریں گے؟ اگلے جمعے نکاح ہے آپکا؟" انعم کو ایک دم راحم کا خیال آیا۔ صنم کا چہرہ متغیر تھا۔ "نہیں معلوم۔۔۔ نہیں جانتی کیا ہوگا۔۔۔" صنم کا دماغ سوچ سوچ کر وہ سن ہو رہا تھا۔ "کیا نہیں جانتی تم دونوں؟ کیا بات کر رہے ہو؟" صنم کی می جو کسی کام سے کچن میں آئیں تھیں انکے آخری جملے کو سن کر بولیں وہ دونوں ہی اپنی جگہ پر ڈر کر اچھل گئیں دونوں کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔ "کیا ہو گیا تم دونوں کو؟" زرمین جمالی نے رک کر پوچھا۔ "آپ نے ڈر ادا کیا۔۔۔ بس آپ کی کو میں چھیڑ رہی تھی کہ راحم کیسے ہیں تو آپ کہہ رہی تھی کہ میں نہیں جانتی۔۔۔ بس ی بات ہوئی۔۔۔ مگر آپ نے تو ڈر ادا کیا" انعم تو اپنی ماں کی بات پر سٹپٹا کر فوراً بات سنبھال گئی۔ "ہاں تو کیا ہے میری بچی کو کیوں تم چھیڑ رہی ہو ساری زندگی پڑی ہے سمجھتے رہیں گے دونوں ایک دوسرے کو۔۔۔ اور تم کیا راحم کہہ رہے ہو بھائی بھی کہو" صنم کے گال۔۔۔ پر بوسہ دیتے وہ انعم کو جھڑکیں۔ "لو صرف 3 سال بڑے ہیں تو اب بھائی کہوں؟" انعم نے منہ بنا کر کہا "ہو و و و و۔۔۔ تمہارے نزدیک 3 سال کوئی اہمیت ہی نہیں۔۔۔ سدھر جاؤ انعم۔ بچی نہیں ہو" وہ دوبارہ ڈانٹ کر کچن سے باہر نکل گئی۔ "تمہاری چائے ٹھنڈی ہو گئی" صنم نے چائے کی طرف اشارہ کیا۔ "پینے کے قابل ہے، ویسے ایک سو والا پوچھوں؟" انعم کی آنکھوں میں شرارت تھی۔ صنم نے سر ہلایا۔ "کیا وہ۔۔۔۔۔ راحم سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں؟" انعم نے ہونٹوں کو دانتوں میں دبا کر پوچھا آنکھیں باقاعدہ شرارت سے لبریز تھیں۔ صنم کو تو پہلے سمجھ نہیں آئی بات جب سمجھ آئی تو خطرناک گھوری سے اسے دیکھا۔ "لو۔۔۔ ایسے کیا دیکھ رہی ہیں بتائیں نا" انعم نے اسکی بازو ہلکا کر پوچھا۔ "بکواس نا کیا کرو، تمہیں کوئی بات نہیں بتانی چاہیے ریکارڈ لگانے میں ماہر ہو کیسے بھول گئی میں کہ یہ انعم جمالی ہے" صنم نے دانتوں کو پیس کر کہا اور پاؤں پٹختی اپنے کمتی کی

طرف چل دی جبکہ پیچھے انعم کا دبا دبا ہاتھ لگا ایک دم اسکی نگاہوں میں راحم کا چہرہ گھوم گیا۔ ہونا تو پریشان چاہیے تھا مگر نجانے جب اس نے اپنی بہن کے نکاح کا سنا تو اطمینان کی لہر اسکے دل و دماغ کو تازگی بخش گئی۔ ایک ان جانی محبت، ایک ایسی محبت میں وہ مبتلا ہو چکی تھی جس کی منزل نہایت مشکل تھی وہ یہ بھی جانتی تھی کہ راحم چودھری اسکی بہن کو پسند کرتا ہے اور یہ اکثر سوچ کر اسکا دل درد سے بھر جاتا تھا اور اسکی دلی خواہش ہوتی کہ کاش وہ اسے پسند کر لیتا۔

"خیر۔۔۔ راحم چودھری تم میرے نصیب میں ہو کہ نہیں رب جانے" اسکے ہونٹ صرف یہ کہ سکے۔ اور اسکی یاد نے ہلکی ہلکی نومبر کے مہینے کی چائے کو اب تخیل سے کر دیا تھا اب یا گرم ہو سکتی تھی یا پھینکی جاسکتی تھی ٹھیک اسکی محبت کی طرح جسے یا تو مزید سلگھایا جاسکتا تھا یا خود مار دیا جاسکتا تھا کیونکہ اسے اب راہ فرار کوئی مل ہی نہیں رہی تھی۔ عجیب سا گرتھا کچھ نا کر کے بھی سب کچھ کر گیا تھا۔



"سنو صارم" نگین اسکے پاس آئی جو ٹیس پر کھڑا دور نظریں گاڑھے کھڑا تھا اسکی آواز پر چونکا اور مڑ کر دیکھا

"وہ۔۔۔ تم نے یہ کیا حالت بنائی ہے؟ کیا بات نہیں ہو رہی اس سے تمہاری؟" نگین کو تو اپنے بھائی کی اجڑی اداس شکل دیکھ کر اپنی بھول گئی۔ صارمنے گہرا سانس لیا اور نفی میں سر ہلا کر ریکنگ ہر ہاتھ رکھ کر سر جھکا دیا۔ نگین اسکی کیفیت سمجھ رہی تھی چل کر اسکے پاس آئی اور اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ "وہ کرے گی بات مگر اسے زرا سسپس دو جو لڑکیاں عشق کی متقاضی ہوتی ہیں وہ کبھی بھی شرم و حیا کا پردہ ہاتھ سے کھسکنے نہیں دیتی۔" نگین نے محبت سے کہا۔ "میں سمجھ رہا ہوں اسکی کیفیت جیسے میں اسکے لیے تڑپ رہا ہوں ویسے وہ بھی تڑپتی ہے میرے لیے جانتا ہوں،

پر جب سے اسے دیکھا ہنسا۔۔۔ میرا دل میرے قابو میں آ ہی نہیں رہا۔۔۔ جب تک نہیں دیکھا تھا سکون تھا نا چاہے جانے کا خمار تھا نا اسکو دیکھنے جانے۔۔۔ مگر اب۔۔۔ اب مشکل ہو رہا ہے۔۔۔ کہیں اسے۔۔۔ کوئی اور۔۔۔ نا۔۔۔ اب میں اسے دیکھ چکا ہوں نا بھی دیکھتا تو میں اسے حاصل کر کے رہتا "وہ اپنے اندر کی باتوں کو اپنی بہن سے کہہ رہا تھا جیسے ہر بات وہ دونوں آرام سے ایک دوسرے سے سن کر کرتے ویسے ہی اب بھی وہ بے خوف و خطر اسے کہہ رہا تھا "میرے بگڑے ہوئے نواب بھائی نہیں لے جاتا اسے کوئی ہم اسے جانے دیں گے ہی نہیں تم ایسا کرو بابا سے بات کر کو "نگین نے اسے پانچ منٹ بڑی بہن ہونے کے ناطے مشورہ دیا۔ "رہنے دو، میں نے جوتے کھانے بابا سے؟ انہوں نے کہنا کب سے عسق معاشقی شروع کر دی "اپنے دماغ میں اپنے باپ کا تصور لا کر وہ جھرجھری لے کر بولا۔ "ہاں تو صحیح کہیں گے کس نے کہا تھا پینگلیں ڈالو عشق و۔۔۔ حبت کی اب بیڑا پار لگانا ہے کہ ڈبونا ہے بیوقوف "اس نے صارم کے سر پر چپٹ لگائی۔ "پار ہی لگانا ہے میں نے "اسنے اپنی بہن کو جتایا کہ مجھے راستے سے ہٹنے والا نا سمجھنا۔ "تو بابا کی ضرورت ہے نا بدھو "دوبارہ سر پر اور کمر پر دھب لگائی۔ "ایک تو تمہارے ہاتھ میں نے رسیوں سے باندھ دینے مارتی رہتی ہو کہاں سے لگ رہا کہ میں 25 کا ہوں "اسنے باور کرایا۔ "اچھا بس بس۔۔۔۔۔ تمہاری وجہ سے میں اپنا کام بھول گئی۔۔۔ جلدی سے مجھے مال لے جاؤ مجھے کچھ گروسری کرنی ہے "وہ اسے بتاتے ساتھ ہی کھینچتے باہر کی طرف بڑھی۔ "ویسے ایک گڈ نیوز دوں تمہیں؟ "اچانک صارم کو کچھ یاد آیا تو رک کر بولا۔ "کیا؟ "وہ بھی اب اسے دیکھ رہی تھی۔ "آج شام کو رضا کی فلائٹ ہے "وہ اسے جانچتی نظروں سے دیکھ رہا تھا جسکا خبر سنتے ہی چہرہ متغیر ہو گیا۔ "کون رضا؟ "فضول بہانہ کہ مجھے معلوم ہی نہیں۔ "وہی جو ہمارے یونیورسٹی

میں سنیر تھے جس پر تمہیں ایک زمانے میں کرش تھا "وہ اسے یاد کروا رہا تھا۔" صنم کے بھائی؟ وہ جو تمہاری کلاس میں تھی لڑکی؟ "نگین نے کچھ سوچ کر پوچھا۔ "ہاں صنم کا بھائی" صارم کا صنم کے نام پر تاثرات زرا سپاٹ یو گئے اسنے اسکے جگر، دل ابرار شاہ کو تکلیف پہنچائی تھی وہ کیسے معاف مرے اسے۔ "تو اسکا مجھے کیوں بتا رہے زمانہ گزر گیا اب میرا کرش تھوڑی وہ "نگین نے اپنے بھائی کی عقل پر ماتم کرنا چاہا۔ "ہاں یہ بھی ہے۔۔۔ مگر اسکے جانے کے بعد کسی اور پر کرشنگ ہوئی بھی تو نہیں" اب وہ مسکراتی نظروں سے اپنی پیاری سی بہن کو دیکھ رہا تھا جو فوراً سگ سٹپٹا کر اب باہر کا رخ کر چکی تھی۔

"سلی گرل، کبھی نہیں بتائے گی اپنے دل کی بات" وہ پیچھے سے صرف سوچ سکا۔ کیز ٹیبل سے اٹھائیں اور سر جھٹک کر باہر کا رخ کیا۔



صنم اپنے کمرے میں آئی اندھیرا تھا۔ اسے حیرت ہوئی کہ وہ اپنے کمرے میں لائٹس بندھ کر کے گئی تھی۔ وہ اب کہاں اندھیروں سے ڈرتی تھی۔ دروازہ بند کیا تو کمرے میں مکمل اندھیرا ہو گیا وہ اپنے بیڈ پر جا رہی تھی اب۔ وہ اپنی سائڈ پر بیٹھی تو ایک مخصوص کلان کی خوشبو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی۔ سحر طاری کر دینے والی خوشبو تھی اسنے گہرا سانس کھینچا۔ ابھی اسے صرف سونا تھا وہ لیٹ گئی محسوس یوں ہوا کہ جیسے اسکے بید پر کوئی ہے وہ ہاتھ اٹھا کر چیک کرنے لگی جب اپنے دائیں طرف ہاتھ رکھا تو کسی کے چوڑے سینے کو پایا۔ اسکا ہاتھ ساکت ہو گیا اور آنکھیں خوف و حیرت سے پھیل گئیں۔ اسکے بیڈ پر کوئی تھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ مرتبہ سکی کلائی دبوچی گئی اور اس سے پہلے کہ اب وہ

چیخ مارتی اسکے منہ پر ایک بھاری ہاتھ آگیا اور جو بھی تھا بہت بھاری تھا کیونکہ وہ اپنا ابھار بھی اس پر منتقل کر چکا تھا۔ "جانم۔۔۔ اتنی دیر سے کون آتا ہے اپنے ہی کمرے میں؟" مخصوص آواز میں اسکے کان میں سرگوشی ہوئی مگر خمار آلود تھی۔ وہ جو مزاحمت کر رہی تھی خود کو چھڑانے کی ایک دم ساکت ہو گئی۔ "ابرار شاہ" دل نے دہائی تھی۔ وہ اسکے نزدیک اسکے پاس کے بیڈ تک پہنچ گیا؟۔ اسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ "جانم" گھمگیر آواز گونجی اور اس شخص نے صنم کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اسنے اسکی موجودگی کو تسلیم کرتے ہوئے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔



وہ آنکھیں سختی سے بند کر چکی تھی اتنے قریب اسکے تھا اسکی گرم سانسیں اسکے گال دھکار ہی تھیں اور وہ سر پر بوسہ دینے کے بعد سر اٹھانا بھول گیا تھا۔ صنم کی جان نکلنے کے درپر تھی اتنی سختی سے اپنا حصار بنایا ہوا تھا کہ وہ مزاحمت بھی کر نہیں پار ہی تھیں "جانم" خمار آلود آواز میں اسے بلایا مگر صنم نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ وہ ابھی اپنے ہونٹ اسکے ماتھے پر رکھے ہوئے تھا۔ "جانم۔۔۔۔۔ ویسے تم بہت ظالم ہو" صنم کے چہرے کو اپنے سامنے کیا وہ ناگواریت سے مزید آنکھیں میچ گئیں وہ فلحال اسی چاہتوں کا ساتھ دینے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔ "تم تو گزرتے وقت سے زیادہ حسین ہو گئی ہو" اسنے اب اسکے منہ سے ہاتھ ہٹا دیا تھا جس پر صنم نے گہرے سانس لیے۔ "کنسی پیسٹ لگاتی؟ تمہاری سانسوں کی مہک بھی مجھے بہکار ہی ہے" وہ بھاری آواز میں کہہ رہا تھا اور اسکی تھوڑی پر بار بار بوسہ لے رہا تھا۔ "ش۔۔۔ شاہ۔ شاہ" اسنے لڑکھڑاتی آواز میں اسے بلایا "ہمممم،،،،، وہ اسکے گال پر بوسہ دے رہا

تھا۔ "شاہ۔۔۔ ہٹو۔۔۔ اب۔۔۔ ابرا۔۔۔ ابرا ارہٹو" وہ مزاحمت کرنے لگی مگر اسنے مزید گھیرا تنگ کیا اور اب ایک ہاتھ سے چہرے کو دبوچہ اور اپنے سامنے کیا صنم تو ڈر کر اسے ہی دیکھنے لگ گئی کہ ابھی اپنی چاہتوں میں بگھور ہاتھا اور اب اتنی سخت پکڑ اور سرخ آنکھیں ! - "کس کی ہو تم؟" جتنا غصیدہ انداز ابرا شاہ کا تھا شاید ہی صنم نے کسی کا محسوس کیا ہو۔ اسکی آواز ہی حلق میں دب گئی۔ آنکھوں میں پانی آگیا ویسے نفرت کا اظہار کرنے والی زرا سی اسکی سخت آواز برداشت نا کر سکی۔ "میں نے کہا کس کی ہو تم؟؟؟" اس نے صنم کے جبرے پر انگلیاں کھبودیں۔

"آہ۔۔۔ شاہ کی" درد سے اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا مگر اس سے پہلے کہ وہ منہ ہی توڑ دیتا جلدی سے کہا۔ ساتھ ہی جبرے پر گرفت ہلکی ہوئی۔ "میری جانم۔۔۔۔۔ اور کیا نکاح پر نکاح جائز ہوتا ہے؟" وہ اب اسکے جبرے والے حصے پر بار بار بوسہ دے رہا تھا۔ "ننن۔۔۔۔۔ ن۔۔۔۔۔ نہیں" صنم نے لڑکھرائی آواز میں جواب دیا کہ کہیں دوبارہ جبرے پر زور نادے دے۔ "پھر؟ اسکی اتنی مجال کہ وہ تمہیں سوچے؟ (دوبارہ سے منہ پر سخت پکڑ لی) تمہیں اپنانے کا خیال کرے؟ میں اسکی جان نکال دوں گا۔۔۔۔۔ ابرا شاہ تو اپنی چیونٹی جیسی چیز نا چھوڑے تم تو پھر میرے نکاح میں ہوش میرے نام کی۔۔۔ بولو؟ کیوں کی اسنے ایسی جرأت؟" وہ مسلسل اس پر برس رہا تھا آواز اسکی مدھم تھی مگر اسکی سختی اسکے تیور بتا رہی تھی۔ صنم کی تو سیٹی گھم ہو گئی تھی اتنا خطرناک ہو کر لوٹے گا اسے کیا علم تھا۔ وہ جو سو فٹ نیچر، فنی، جولی کئیرنگ ابرا شاہ تھا اسکا شاہ وہ تو تھا نہیں۔ ابرا نے اسے دیکھا جو ٹکڑ ٹکڑ اسے دیکھی جا رہی تھی نجانے کیا سوچ رہی تھی۔ اسکی آنکھوں میں دیکھتے اسکی نظر اسکے لبوں پر گئی۔ انگوٹھے کی مدد سے اسکو مسلا اور استہزائیہ ہنستے اسے دیکھا کہ دیکھو تم میرے رحم و کرم پر ہو کون بچائے گا تمہیں اگر کوئی جسارت کر دی تو؟ وہ اسے

ایسے ہی دیکھ رہا تھا اور وہ اسکے بدلے رو کو پہچاننے میں اسے پانی بھری آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ ان بھورے کٹوروں سے تو ابرار کو عشق تھا اور سونے پر سہاگا ان میں اترتا سرخ پانی کیا غضب ڈھا رہی تھیں اسکی آنکھیں اسکے دل پر۔ وہ جو ضبط سے بیٹھا تھا ناکام ہو گیا آگے بڑھ اسکی آنکھوں کو چوما۔ وہ اسکے باتیں کرنے سے عشق کرتی تھی اور اب اس سے غصے سے بات کر رہا تھا اور صنم کا دل دہائی دے رہا تھا کہ کیوں کر رہے ہو مجھ سے ایسے بات مگر زبان پر قفل لگے تھے۔ ابرار کو وہ اکثر ساحر کہتی تھی جو باتوں سے اگلے بندے کو جکڑ لے اور اب بھی وہی ہو اور وہ سب کچھ بھلائے اسے دیکھ رہی تھی۔ کتنا سکون اترتا تھا جب اسکے آنسو چن لیے گئے تھے ایک عرصے بعد کوئی اسکے آنسو چننے آیا تھا۔ وہ اور۔ دہوش ہو گئی جب نرم سالمس اپنے ہونٹ پر پایا دل بغاوت کر گیا تھا اس وقت اور وہ اسکا بھرپور ساتھ دے رہی تھی جیسے وہ اسکے مٹھاس کو محسوس کر رہا تھا اپنے ہلکے ہلکے لمس سے ویسے ہی وہ اسے محسوس کر رہی تھی۔ کچھ لمحے سر کے کہ دروازے پر دستک ہوئی وہ دونوں ابھی بھی ایک دوسرے میں گھم تھے۔ ابرار کی گرفت اب ڈھیلی تھی۔ دوبارہ ناک ہوئی اور اس بار زرا زور سے تھی۔ تو دونوں ہوش میں آئے۔ صنم تو کچھ پل اس کے چہرے کو دیکھتی رہی کہ کیا ہوا ہے اور وہ اسے خمار سے بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ جب صنم کو محسوس ہو کہ وہ کیا کر بیٹھی ہے پوری جان لگا کے اسے دھکا دیا اور خود سے دور پھینکا۔ صنم کا نفرت سے تنفس پھول چکا تھا۔ وہ اتنی جرأت کر گیا۔ "دفعات ہو جاؤ۔ ابرار شاہ۔۔۔۔۔ تم علیشان میں رہنے والے شہزادے۔۔۔ ہم خاک نشینوں کے منہ لگ کر اپنا معیار ناگرائیں" صنم نے دھیمی آواز میں طنز کیا۔ ابرار کا غصے سے جبرأتن گیا مگر وہ سیدھا ہوا اور چل کر اسکے سامنے آیا۔ دروازے پر تیسری ناک تھی۔ "جی کون؟" صنم نے ڈر کر فوراً وقز لگائی۔ "صنم تمہارے بابا کچھ فروٹس

دل جانف من رقصہ

لائیں ہیں تمہارے لیے کھالینا" باہر سے اسکی ماں کی آواز آئی۔ "اوکے ماما، صبح لکھا لوں گی" وہ نفرت سے ابرار کو دیکھتے بولی۔ وہ بھی تیوری چڑھائے دیکھ رہا تھا۔ "اوکے سو جاؤ" وہ کہہ کر چلی گئیں۔ "تم نے آج ہمت کی ہے یہاں آنے کی دوبارہ اپنی اوقات سے باہر کا نا سوچنا، ہم تمہارے سامنے چیونٹی کے برابر ہیں، عزتوں کے رکھوالے ہیں، عزت داؤ پر نہیں لگاتے آپ جیسو کی طرح" صنم نے دانتوں کو پیس کر کہا اور اس سے پہلے کہ ابرار کے تنے جبرے سے کچھ نکلتا وہ بالکانی کا دروازہ کھول گئی۔ اسنے گہرے سانس لیے اور چل کر اسک پاس آیا۔ "کافی محنت کی ہے زبان کو تیز کرنے کی، مگر جانم، یاد رکھنا تم میری ایک چھوٹی سی شرارت کی مار ہو" وہ آئیر واچکاتا اسکے ہونٹوں کی طرف اشارہ کرتا بولا اور بالکانی سے باہر نکل گیا جیسے آیا تھا۔ صنم نے جاتے ہی ٹھک سے دروازہ بند کیا اور بیڈ سے تکیہ اٹھایا۔ اور اپنے منہ میں تکیہ لیا "آآآآآآآآ... " اس تکیے میں اپنا غبار نکالنا چاہا۔ کتنی دیر روتی رہی گھٹی گھٹی آواز سے اور جب دل اسکے دیے زخم سے رو رو کر تھک گیا تو بیڈ پر نڈھال ہو کر گر گئی۔



سمیہ نے لیپ ٹاپ کھولا تو صرف ایک مسج تھا صارم کا۔ "آئی وانا میٹ یو اینجل" اور اسکے علاوہ کچھ نہیں تھا وہ جو سمجھ رہی تھی کہ وہ بار بار ٹیکسٹ کرے گا نمبر مانگے گا، یا کچھ اور کرے گا مگر یہاں س کچھ الٹ تھا۔ "مشکل ہے" ہمت کر کے جواب دیا۔ اب اسے اپنی حماقت کا اندازہ ہوا تھا کہ اس نے صارم کو بتا کر غلطی کر دی ہے نا اسکا باپ اسے جانتا ہے نا اسکا بھائی اور وہ چودھریوں کی بیٹی ہے اور چودھری اونچی پگڑی والوں میں اپنی بیٹی بیاتے ہیں۔ وہ اب پچھتا رہی تھی کیونکہ ہزار بار سوچنے کے بعد اسکا جواب جو اسے ملتا تھا وہ یہ تھا کہ نا ممکن ہے اس کا ہونا کہیں سے بھی تو صارم کا

رستہ نہیں نکلتا۔ اور اب اسے بات کر رہی تھی سب ختم کرنے کے لیے۔ سمیہ نے ویٹ کیا مگر اسکا ریسپونس نہیں آیا۔ شاید مصروف تھا وہ تبھی سیپلائے نہیں کر رہا تھا۔ "میں بس یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں اب کوئی رابطہ نہیں رکھنا چاہتی مجھے ایک بھولی بھٹکی یاد کی طرح اپنی زندگی سے نکال دیجئے یہ میرے لیے مشکل ہے آپ سے رابطہ رکھنا، خدا حافظ اور ہاں مجھ سے ناراض نا ہونا۔۔۔۔۔" اسنے ٹائپ کیا اور اپنی انگلیوں کو دیکھا جن کے پوروں میں درد تھی یہ نہیں معلوم تھا کہ سردی سے تھی یا جو ابھی موت کا پروانہ سنایا تھا اسکا اثر تھا؟ وہ نہیں جانتی تھی۔ لیپ ٹاپ بھی برا لگ رہا تھا اسے بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگالی۔

تیری زندگی میں پیانا۔۔۔

میری سانسیں ہیں پیانا۔۔۔

تیری مسکان میں۔۔۔

آنکھوں میں۔۔۔

باتوں میں۔۔۔

میرے رات دن پیانا۔۔۔۔۔

تو ہے تو سب ہے۔۔۔

تو نا ہو تو کچھ نہیں۔۔۔

میرے سا جن پیانا۔۔۔

READERS CHOICE

میرے دلبر پیلا۔۔

میں تیری ہوں پیلا۔۔

میرا عشق تو پیلا۔۔۔



"ہے وٹس اپ؟" غازی نیچے ٹیبل پر آیا جہاں فلحال احمد چودھری اور رجب بیگم بیٹھیں تھیں۔ "سلام تو سکھا ہا ہی نہیں نائیں نے کس پر گئے ہو غازی تم؟" رجب بیگم نے ڈانٹا۔ "کچھ آپ کا اثر کچھ بابا کا اور رہی کثر راحم بھائی نے نکال دی" غازی نے بریڈ پر جیم لگتے کہا۔ "اچھا جی شہزادے" راحم نے گردن سے پکڑ کر پلیٹ پر جھکا دیا۔ "اوہ برو۔۔۔۔۔" جیسے ہی گردن چھوٹی وہ پورے جوش سے بھائی سے ملا۔ "غاز بیہیہ بیہیہ" سمیہ جو نیچے آرہی تھی اپنے بھائی کو دیکھتی چمختی نیچے بھاگتی آئی۔۔۔۔۔

"میری جان" غازی نے باہیں پھیلائیں۔ سمیہ پورے زور سے اسے ملی۔۔ اور غازی نے اپنی باہوں میں اپنی جان سے پیاری بہن کو بھر لیا۔ "میری سہی، کیسی ہے" غازی نے ماتھے پر بوسہ دے کر پوچھا۔ "میں ٹھیک ہوں تم سناؤ" وہ ابھی بھی اپنے بھائی سے جڑ کر کھڑی تھی۔ "اے ون" زور سے دوبارہ گلے لگایا اور ٹیبل کی طرف بڑھے جہاں انکے والدین مسکرا کر یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ "ویسے نا انصافی ہے مجھے اپنی بہن کا ہگ لینے کیلئے کسی ملک جانا ہو گا کیا؟" راحم نے مصنوعی دکھ سے کہا۔ سب کا قہقہہ لگ گیا۔ "ناہ۔ بلکل بھی نہیں آپ کیلئے سب کچھ فری نیں" وہ بھی قہقہہ لگاتی اپنے بھائی کے سینے سے لگی اور راحم نے ٹائیٹ ہگ دیا۔ "میری چندا" راحم نے سر پر بوسہ دیا اور

بسما بھٹی

دل جانر من رقصہ

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاء اللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID: <https://web.facebook.com/mubarra1>

Instagram: <https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en>

Facebook Groups: READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN

ONE REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

ٹیبل تک لے کر آیا۔ "ماما یونواٹ آئی ریلی مسڈیو" غازی نے بریڈ کا ٹکڑا منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔ "پہلی بات غازی انگریزی مارنا بند کر دو سر اپراٹھے کھایا کرو یہ کیا کمزور سی بوڈی بنالائے ہو دیکھو راحم بھائی کو کیا مسئلہ ہیں" سمیہ نے اسکی بازو پر چٹکی بڑھ کر کہا۔ غازی نے صدمے سے اپنی بہن کی بات سنی جو اسکی سمارٹ فزیک کو کمزور کہہ رہی جب راحم کو دیکھا تو ساتھ ہی وہ ڈولے دکھانا شروع ہو گیا جو وہ روز جم جانے کی وجہ سے بنایا تھا۔ "ہاں ہاں بس کرو۔۔۔ زرا چھوڑ کر کیا جاؤں تمہیں تم پارٹی ہی بدل لیتی ہو" غازی کو اب بھر اس نکالنی تھی "ڈیفی نیٹلی مائی برادر" سمیہ نے فخر سے غازی کی کمر پر دھب لگائی اور سب کا قہقہہ لگ گیا "چلا جاؤں کا جم بھی" اس نے چڑ کر کہا۔ "اچھا یاد آ یا سمیہ دیبا کی کال آئی تھی کہہ رہی تھی آج جلدی آجائے یونیورسٹی" رجب بیگم نے چائے کا گھونٹ بھرتے کہا۔ "اوہ ہاں آج اسکی پریزنٹیشن ہے" وہ فوراً سے کہہ کر اٹھی۔ "بیٹھو" راحم نے اسے تھوڑا سا ناشتہ کر کے اٹھتے دیکھا تو رعب سے کہا۔ "بھائی وہاں جا کر کھالوں گی پکا" وہ جلدی سے راحم کی گال پر بوسہ دے کر اٹھی۔ "ہوازدیبا؟ وہی جس کے ساتھ تم دن رات چپکی رہتی تھی اور ہو؟" غازی نے مصروف سے انداز سے کہا "بد تمیز غازی تم بچپن سے اسکے نام سے چڑتے رہے ہو اور اب کچھ بھی الٹی پھلٹی حرکت ناکرنا، دوست ہے میری وہ" اسنے غازی کی بازو پر چٹکی کاٹ کر کہا "اوکے،،،،، دوستوں کے پیچھے پاگل، وہ کیا نیم تھا۔۔۔ ہاں دیا۔۔۔ نہیں دیوا۔۔۔ نہیں نہیں دلیہ اورے نہیں ہاں ہاں دیا۔۔۔ بچپن میں بھی گوگلی بوگلی تھی اب تو کیا ہوگئی ہوگی۔۔۔" غازی نے بہت ہی برا نقشہ کھینچا۔ "آہ" غازی کی چیخ نکلی جب اسنے غازی کے بال کھینچے۔ "وہ صرف دیکھ لے تو بندہ جان سے چلا جائے تم یہاں فری کے دعوے کری جاؤنان سینس تمہیں باہر کے ملک رہنے کس نے دیا نکال کے باہر پھینک آنا چاہیے تھا" وہ بال

کھینچ کر باہر دروازے کی اوڑھ بڑھی غازی نے تینوں کو دیکھا تو تینوں ہنس رہے تھے۔ "بیڈ میسرز بھائی آپ نے میری پارٹنر لے لی ہے" غازی نے منہ بسورتے کہا "میری چندا ہے" راحم نے جتلیا اور قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔۔۔

وہ کب سے لیپ ٹاپ سامنے رکھے اسکے الفاظ بیسیوں بار پڑھ چکا تھا اور اکیسویں بار پڑھ رہا تھا۔ کتنے آرام سے کہہ دیا تھا سنے کہ اب اس سے رابطہ نہیں کر سکتی تھی۔ جب اپنا دیوانہ بنا دیا ہے تو کیوں قدم پیچھے لے رہی ہے کیوں وہ صارم ملک کو تڑپانا چاہتی ہے وہ جو اس کی ایک جھلک سے ہی پاگل ہو رہا تھا اور اب اس کی چاہت میں پور پور مہکنے کے بعد وہ اس انتظار میں تھا کہ وہ اسے اپنی زندگی میں شامل کرے تو دور کیوں جا رہی تھی وہ؟ اسے محسوس نہیں ہوتی اسکی تکلیف؟؟ وہ سرخ آنکھوں سے اب بائیسویں دفعہ پڑھ رہا تھا اب تو یقیناً اسے اس ایک لائن کے حروف تک یاد ہو گئے تھے۔ اسی کشمکش میں موبائل پر کال آئی اور کمرے کے اندھیرے میں پھیلے خاموشی کے سکوت کو توڑا۔ صارم نے کال پک کی اور کان سے لگادی شاید وہ جانتا تھا کہ کال کس کی ہے۔ "سر آپ کا کام ہو گیا ہے" آگے سے پروفیشنل انداز سے کہا گیا۔ "اوکے، ٹیکسٹ می کمپلیٹ ڈیٹیلز" وہ سرد مہری سے بولا اور فون بند کر کے ہاتھ میں موبائل تھام کر آنکھیں اس پر ٹکادیں۔ اچانک میسج ٹون ابھری اور صارم ملک نے ایسے سکریں کو سامنے کیا جیسے کہیں غلطی سے غائب نہ ہو جائے۔ میسج پڑھ کر چہرے پر شاطر قسم کی قاتلانہ مسکراہٹ نے گھیرا ڈالا اب وہ جس نتیجے پر پہنچ چکا تھا نا وہ یا تو آر تھا یا پار،،،، ہاں صارم ملک اب اپنی اینجل کیلئے حد سے زیادہ جنونی تھا اور یہ تڑپ اسے تب اصل میں محسوس ہوئی جب وہ میٹنگ اٹینڈ کر کے آیا تو اسکا خدا حافظ کا میسج پڑھا وہ تو سمجھ رہا تھا کہ کچھ محبت بھرا تڑپ چاہ سے بھرا میسج ہو گا مگر یہ تو موت کا فرمان سنایا تھا۔ کتنی دیر تو وہ ساکت رہا اسکے الفاظ پڑھ کر پھر صارم ملک کے اندر ملکوں کا خون دوڑا

جو ایک دفعہ جسے اپنا بنانے کا سوچ لیں پھر کیا مجال کہ کوئی خود الگ ہو جائے۔ وہ سوچ چکا تھا وہ سانس لے لے گا مگر چھوڑے گا نہیں ابھی وہ جانتی ہی کہاں تھی صارم ملک کو۔ دوست وہ ابرار شاہ کا تھا۔ اور جنون حاصل کیسے کرتے ہیں وہ سمجھنے کے ساتھ ساتھ سیکھ بھی چکا تھا۔

"میری جان بہاراں۔۔۔۔۔ میری سوچوں کا محور اپنی اوڑھ کر کے بھاگو گی؟ اب صبر کرو صارم ملک کے جواب کا،،،،، مائی لو۔۔۔ مائی اینجل" وہ خود سے ہی ہمکلام تھا اور شاطر مسکراہٹ ابھی بھی لبوں پر قائم تھی۔



"رضا" ایرپورٹ پر سب رضا کو لینے آئے تھے۔ جیسے ہی رضا سب سے ملا تو اسکی نظر خاموش کھڑی اسے ہی دیکھتی اپنی سب سے پیاری بہن صنم پر پڑی۔ وہ کہہ سکتا تھا کہ وہ اپنی بہن کا دیوانہ ہے کتنا تکلیف دہ وقت تھا جب وہ بالکل خاموش گم سم ہو گئی تھی کتنی منت سماجت کہ تھی کہ بتائے کہ کیا بات ہے مگر رضا کے سامنے بھی چپ کے قفل نا توڑے اور اب اپنی بہن کو 3 سال بعد دیکھ رہا تھا وہ دیوانہ واع اسکی اوڑھ بھرا اور اسے پاس آتے ہی صنم کا ضبط جواب دے گیا اور وہ اسے پکاڑتی روتی اسکے سینے سے لگ گئی وہ تو بے آواز اسے اپنے حصار میں لیے کھڑا رہا تھا جبکہ اسکے آنسوؤں کا ردھم بندھ گیا تھا وہ ہچکی سے رو رہی تھی۔ ان دونوں کو دیکھتے ہاں انعم زرین بیگم اور فراز جمالی کی آنکھیں پانی سے بھر گئیں۔ پاس سے گزرتے لوگ کچھ اسے ہنس کر مزاق کی صورت میں لے رہے تھے کہ پاگل ایسے کون ملتا ہے اور کچھ لوگوں کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں تھیں۔ "بس میری گڑیا۔۔۔۔۔ چپ اب نہیں رونا میری جان اب بس" وہ اس کے ماتھے پر بوسہ دے رہا تھا۔ اسکا سر تھپک رہا تھا۔ اسکے گال صاف کر رہا تھا پھر کچھ وقفے کے بعد اسکے

حوصلے نے اسے سہارا دیا تو وہ سکون میں آگئی۔ "گھر چلیں کہ اب مجھے ادھر ہی بستر کرنا پڑے" وہ اسے ہنسانے کی گرز سے بولا تو سب ہنس دیے اور وہ نفی میں سر ہلاتی ہنستے دوبارہ اسکے سینے سے لگی اور وہ سب باہر کار کی طرف بڑھ گئے۔



"کیسا ہے تو؟" ابرار صارم کے کمرے میں آیا تو اسے بیڈ پر لیپ ٹاپ میں بزی دیکھا۔ "ٹھیک ہوں تو سنا" وہ مصروف سے انداز سے بیٹھا۔ کافی دیر خاموشی رہی۔ صارم نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تو ابرار شاہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اسے گھور رہا تھا۔ "کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہا ہے؟" وہ اسکی نظر سے الجھن سی محسوس کر رہا تھا۔

"کیا چل رہا ہے آج کل؟" وہ چبھتی نظروں سے پوچھ رہا تھا۔ "کیا؟" صارم گڑ بڑا گیا۔ "یہ تو بتانا؟ اتنا مصروف کیوں ہے آج کل۔۔۔ نا فون کر رہا ہے۔۔۔ نا اٹھا رہا ہے۔۔۔ بزی کہاں ہے" ابرار اب اپنے شرٹ کے بازو فولڈ کر رہا تھا مگر نظریں صارم پر تھیں۔ صارم نے تھوک نکلا۔ وہ جانتا تھا کہ خیر نہیں۔ اس نے سکون سے کیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھا۔ "دیکھ بھائی بس ہو جاتی ہیں مصروفیات" صارم سے تو بات نہیں ہو رہی تھی۔ "اچھا اااا!" ابرار اب اب اسکی طرف بڑھ رہا تھا۔ "دیکھ بات تو سن بتاتا ہوں سب" صارم بھی اسکے سامنے کھڑا ہو گیا۔ "کیا بتاتا ہوں؟ جب تیرے بچے ہو جائیں گے تب بتائے گا مجھے!" ابرار نے پیٹ میں مکا مارا وہ بچا درد سے فوراً جھک گیا۔ "نہیں کیا؟؟؟؟؟ مجھے اگر تیری میل سے میسج ناسینڈ کرنا پڑتا تو مجھے بتانا ہی نا! (ایک اور مکا)، کون ہے یہ کورین گرل؟ کسے اینجل کہتا ہے؟ کہاں دیکھا! (اب گرڈن سے پکڑ کر جھکا دیا) کیسی لگتی ہے؟ کب سے چکر چل رہا ہے؟" وہ تو

سوالوں کی بارش کر رہا تھا۔ صارم اسکے بازو پر ہاتھ مار رہا تھا کہ چھوڑے گا تو بولوں گا۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتا دروازہ کھول کر نگین اندر آئی اور اندر کا منظر دیکھ کر فلک شکاف قہقہہ لگا۔ "گڈ گڈ لگاؤ لگاؤ پھینٹی اسے" نگین نے پاس کر ایسے کہا جیسے ریسنگ سرکل میں ریفری بولتا ہے۔ "تمہیں پتا تھا؟" ابرار نے گردن چھوڑی نہیں تھی کہ نگین کو بھی گھسیٹ لیا وہ جو اسکی درگت بنے دیکھ رہی تھی اپنی طرف بات آتے دیکھ کر سٹپٹا کر پیچھے ہوئی۔ "نااا۔۔۔"

ہااا۔۔۔ نااا۔۔۔ نہیں۔۔۔ میرا مطلب۔۔۔ کیا؟" نگین کو اپنی شامت پکی لگی "یار سن تو لے تو" صارم نے بازو اپنی گردن سے نکالا اور سانس بہال کر کے کہا۔ ابرار نے کمر پر دونوں بازو ٹکائے اور اسے دیکھا کہ بول اب۔ "ایف بی پر ملی تھی بس بات چیت شروع ہو گئی اور تجھے اس لیے نہیں بتایا کہ زرا اس سے بات ڈن کر لوں تو پھر تجھے بتاؤں گا"

صارم آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ سکتے بولا۔ "وہ پسند کرتی تجھ" ابرار نے آئی برواچکا کر پوچھا۔ "پتہ نہیں۔۔۔۔۔ شاید ہاں" صارم نے شیشے میں اپنی گردن دیکھتے کہا۔ "اور تو؟" اب ابرار اس کے عکس کے پیچھے تھا اس کی آنکھوں میں دیکھتا جواب کا منتظر۔ "مجھ سے پوچھیں ابرار، پاگل ہوا ہے اس کے پیچھے۔۔۔؟ بولا ہوا ہے غلطی سے دیکھ لیا تھا مال میں تب سے پاگل ہوا ہے کہ اسے دیکھنا ہے" نگین نے صارم کے بال کھینچ کر کہا "اچھا۔۔۔۔۔ تو بات یہاں تک پہنچ گئی ہے!؟" ابرار کو ایک اور دکھ نے آن گھیرا کہ اسکے دوست نے اپنی اینجل کو دیکھ بھی لیا اور اسے خبر نہیں۔ "تم جب بولا کرو سیا پاہی ڈالا کرو" ابرار کو دوبارہ اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ کمرے سے باہر کی طرف بھاگا اور ابرار اسکے پیچھے۔ اب ابرار سے صارم کی درگت بنی تھی اسکا جگر تھا اور بتانا ضروری نا سمجھا۔ اور نگین پیچھے سے قہقہہ لگا اٹھی۔



”صنم میں بہت خوش ہوں راحم بہت اچھا لڑکا ہے میں ملا ہوں اب اس سے آیا تھا انکل احمد کے ساتھ وہ یہاں ”رضا نے صنم سے کہا جو کچھ دیر پہلے یونیورسٹی سے آئی تھی اور اب لاؤنج میں انعم کے ساتھ چائے پی رہی تھی اسے ک پاس رضا آکر بیٹھ گیا۔ اور بات کا آغاز کیا۔ انعم اور صنم دونوں کے چہرے متغیر ہوئے۔ صنم کی مجبوری یہ تھی کہ نا چاہتے ہوئے بھی اسے راحم کا تزکرہ سننا پڑتا تھا۔ اور انعم کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ چاہ کر بھی راحم کیلئے بڑھتی محبت سے دستبردار نہیں ہو پارہی تھی اور اب تو اور ٹینشن والی بات اسے معلوم ہو چکی تھی کہ اس کی بہن کسی کے نکاح میں ہے وہ اپنی بہن پر پورا یقین رکھتی تھی کہ ضرور کوئی مسٹری ہے اس سب کے پیچھے ورنہ اسکی بہن کیوں ایسا کرے گی مگر پریشانی بھی تھی کہ وہ کھل کر اس بات کا ذکر بھی نہیں کر سکتی تھی۔ ”ہم ”صنم نے بس اتنا جواب دیا اور چائے کے گھونٹ لیے۔ ”تم خوش ہو؟“ رضا نے اسکے پھیکے رسیپونس سے پوچھا۔ ”ہاں۔۔ کیوں نہیں۔۔۔ بابا کی پسند ہے کیسے پسند نہیں آئیں گے“ صنم کا تو حلق ہی کڑوا ہو گیا راضا کی بات پر مگر انعم نے صنم کی جگہ جواب دیا تھا اسے ضروری لگا۔ ”چلو ٹھیک ہے میں زرا ایک کام سے باہر جا رہا ہوں آکر بات کرتے“ وہ کہہ کر باہر کی طرف بڑھا۔ اسکے جاتے ہی انعم نے صنم کا بازو پکڑا اور اندر کی طرف بڑھی۔ صنم تو بوکھلا کر پیچھے کھینچتی گئی۔ انعم نے اسے کمرے میں لا کر چھوڑا اور دروازہ بند کیا۔ ”کیا ہوا ایسے کیا کر رہی ہو؟“ صنم نے اسکے سانداز سے پوچھا۔ ”مجھے اس نام نہاد نکاح کی سٹوری سننی ہے۔۔ کیا ہے اس کے پیچھے۔۔ کس کے نکاح میں ہیں؟ اور جو بھی وہ ہے ابھی کہاں ہے؟؟؟ کیس نہیں آیا آپکو بیاہنے؟ کدھر ہے وہ؟! کیا یہ وہی شخص ہے جسکی وجہ سے اتنا تڑپ رہی ہیں آپ اتنے سلوں سے؟ بتائیں نا۔“ وہ تو تنگ آگئی تھی صنم کے دھواں دھواں چہرے کو دیکھتے وہ آخر میں جھنجھوڑ گئی۔ ”ابرا شاہ نام ہے اسکا،

میری کلاس میں پڑھتا تھا، ہاں ہم ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے وہ بہت جلدی کیرنگ تھا اور ہماری کلاس میں سب سے زیادہ ہنڈ سم "صنم بیڈ پر بیٹھ جراسکو یاد کرتے ایک ٹرانس کی کیفیت سے بولی "پھر؟" انعم نے دھیرے سے پوچھا۔ "اس نے مجھے شادی کیلئے پرپوز کیا اور میں نے اسے یہی کہا کہ اپنے پیرٹس کو لے آئے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں اور ہماری بات اس پر طے ہوئی کہ فائنل میں 4 مہینے ہیں تب تک اپنے ریلیشن کو نہیں کھولیں گے اور اسکے بعد شادی کا پلین کریں گے۔۔۔ مجھے کوئی فکر نہیں تھی۔۔۔ اس پر اندھا اعتبار کر لیا تھا۔۔۔ وہ جادو گر تھا باتوں سے سحر طاری کرنے والا۔۔۔ میں اسکی میٹھی باتوں کی دیوانی تھی۔۔۔ جتنے پیارے انداز سے وہ مجھ سے بات کرتا تھا مجھے روز اس سے نئی محبت ہو جاتی تھی۔۔۔ "صنم کی آنکھ سے آنسو ٹکھ مرگال پر پھسلا آنکھیں تکلیف سے بھری تھی مگر اس کے ذکر پر لب مسکرا رہے تھے "پھر؟" انعم دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی اور آج وہ اپنی بہن کی اس مسٹری کو سلجھانا چاہتی تھی۔ "ہمارے گروپ کو یہ معلوم تھا کہ ہم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں انہوں نے ہمارے ساتھ ایک پرنک کرنا چاہا اور وہ پرنک کی صورت میں مزاق تھا، ہمارے فن فیسر پر انارکلی کارول پلے ہوا، اور اس میں سب دوستوں نے مل کر مزاق مزاق میں نکاح کا پارٹ رکھا ہمارے نزدیک تو یہ ایک پلے تھا مگر جب نکاح کو پارٹ آیا تو۔۔۔ انعم) اسکی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے) میرا پورا جسم لرز گیا تھا اور یہی حالت اسکی تھی، ہم دونوں پلے کے درمیان میں اس پارٹ پر پریشان ہو گئے تھے لیکن ہمیں یہ پلے کرنا رہا سو ہم نے سارا نکاح کارول پلے کیا یہاں تک کہ سائن بھی لیے گئے میری آنکھوں سے عجیب تکلیف کے آنسو بہ رہے تھے اور وہ بے چین تھا اور لوگ پلے کا حصہ سمجھ رہے تھے، ہمارا پلے ہوا تو ہم نے اپنے دوستوں سے اپنی حالت کا ذکر کیا تو وہ یہ کنفیس کر گئے

کہ انہوں نے ہمارا حقیقی نکاح کروایا ہے، میں اور ابرار کافی لڑے تھے ان سے مگر ان کا کہنا تھا کہ بعد میں او فیشلی بھی کرو گے ہی تو اس او کے اتنا او بلا کیوں کر رہیے ہیں ہم، ابرار تو خوشی سے پاگل ہو گیا تھا اور میں صدا کی پاگل اسکی خوشی کے سامنے اسکی محبت میں اس نکاح کو قبول کر گئی یہ سوچ کر کہ ابرار مجھے دھوکہ نہیں دے گا وہ مجھ سے شادی کرے گا اور اسکے الفاظ بھی یہی تھے "وہ خاموش ہو گئی لبوں کو دانتوں میں پیوست کر لیا آنسوؤں کی لڑی بن گئی کتنی تکلیف تھی اسکے دل میں جو وہ اکیلی اسکے ناپر برداشت کر رہی تھی نا وہ ملا تھا اور نا کسی اور کا ہونے کے قابل چھوڑا تھا۔" پھر کیا ہوا؟ وہ اے کیوں نہیں؟ "انعم کو اگے جانا تھا اس عجیب کہانی کا بھیانک حصہ جو ان کو دور لے گیا تھا۔" وہ دھوکے باز تھا انعم، وہ ہوس پرست تھا، وہ حسن پرست تھا۔۔۔۔۔ میں پاگل تھی اسکی باتوں پر یقین کرنے والی "وہ رودی اپنے چہرے پر ہاتھ رکھا کہ کہیں ہچکی گونج درود یوار سے باہر نا چلی جائے" کیوں کیا تھا ایسا جو اپ ایسا کہ رہے کو؟ "وہ حیرانی سے اپنی بہن کے گھٹنوں کے پاس بیٹھ گئی۔" ہمارے فائنلز تھے تو ہمارا زیدہ و امقت اسی طرف تھا فائنلز کے بعد ایک پارٹی تھی جو ابرار شاہ کے فارم ہاؤس پر رکھی گئی تھی میں نے کافی منع کیا مگر اسکی ناراضگی کے ڈر سے میں نے انے کا سوچ لیا، میں گھر میں یونیورسٹی کا ہی کہہ کر نکلی تھی مگر مجھے جانا اس کے گھر تھا، وہاں سب تھے اسکے دوست، کزنز دوست ہمارا گروپ بھی تھا،۔۔۔۔۔؟۔۔۔۔۔ مجھے بتایا گیا تھا بلکہ ابرار نے مجھ سے خود وعدہ لیا تھا کہ وہ شراب یا کسی بھی ایسی فضول چیز کو اپنی اس پارٹی میں نہیں رکھے گا وہ ایسا تھا بھی نہیں، مگر وہاں شراب تھی جسے ابرار نے پوری دلجمعی سے پیا تھا "وہ اب نفرت سے ذک کر رہی تھی۔" آپ کہہ رہی ہو کہ وہ پیتے نہیں تھے پھر کیسے؟ "انعم نے الجھ کر سوال کیا۔" کیونکہ وہ جھوٹا تھا مجھ سے جھوٹ بولے، اسکے خلاف مجھے کی

یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس کہنے آتے کہ یہ امیر زادہ ہے تمہیں قبول نہیں کرے گا لیکن میں نے سنی ہی نہیں کسی کی مگر میری آنکھوں دیکھا حال ہے کہ وہ اس پارٹی میں میرے سامنے مشراب کا گلاس پی رہا تھا اور اتنا پر سکون انداز تھا جیسے کوئی جو س پی رہا ہو "صنم کا غصے سے جبراً تن چکا تھا۔" اور میں اسے بخش فیتی اگر وہ۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ ایسا گناہ نا کرتا۔۔۔۔۔ اس نے گناہ کیا تھا اس رات انعم "وہ تڑپ کر اپنی محب کی توہین سنار ہی تھی۔" ک۔۔۔ کی۔۔۔ کیسے " انعم کی آنکھیں بھرائیں تھی اس نے بھی تو تازی تازی محبت سنجھی تھی اگر وہ بھی ایسی بھی ٹ چڑھ گئی پھر وہ کیا کرے گی وہ جاننا چاہتی تھی کہ کیا ہوا تھا اس رات۔" پھر وہ ہم سب کی نظروں سے غائب تھا، میں، صارم، فلک، زاہد، آمنہ ہم نیچے لاؤنج میں اسکا ویٹ جر رہے تھے کہ اچانک اسکا فارم ہاؤس چیخوں سے گونجا اور وہ چیخیں۔۔۔۔۔ اتنی شارپ نہیں تھیں لیکن جو اس وقت دل کو عجیب دھڑک لگا تھا ایسے لب رہا تھا کہ ہولناک چیخیں ہیں۔۔۔ ہم اوپ کی اوڑھ گئے۔۔۔ اور چیخوں کی اواز اسکے کمرے سے ار ہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہم جب۔۔۔ (اواز بھاری ہو گئی) اس کے کمرے میں گئے۔۔۔ تو "صنم اس سے اگے نابول پائی۔" آپنی کیا۔۔۔ تھا؟ "وہ قپنی بہن کو سننا چاہ رہی تھی اسکی راز داں بننا چاہتی تھی۔" جب دروازہ کھولا۔۔۔۔۔ تم جانتی ہو انعم۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ نے کسی اور۔۔۔۔۔ نے نہیں۔۔۔۔۔ میں نے۔۔۔۔۔ خود ان آنکھوں سے دیکھا۔۔۔۔۔ وہ لڑکی کو باہوں میں۔۔۔۔۔ دبوچے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ اسکا آدھے کپڑے سینے تک اتر چکا تھا۔۔۔۔۔ وہ مزاحمت کر رہی تھی۔۔۔۔۔ مگر وہ۔۔۔۔۔ ہوس کا پجاری نکلا۔۔۔۔۔ میری محبت کی دھجیاں بکھیر دیں تھیں اس نے۔۔۔۔۔ ہم سب ہکا بکا اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ سب تو دوست وہ تو حیران تھے۔۔۔۔۔ میرا جانتی ہو کیا حال تھا۔۔۔۔۔ دل کر رہا تھا ان

آنکھوں کو نوچ دوں جن سے دیکھا ہے۔۔۔۔۔ ان قدموں کو اکھیر دوں جن سے چل کر یہاں آئی۔۔۔ اس دل کو
خنجر سے چیرھ کر رکھ دوں جس میں صرف وہ بسا اسے ہوش ہی نہیں تھی وہ کیا کر رہا تھا۔۔۔۔۔ سب نے آگے ہو ج
اسے لڑکی سے دور ہٹایا اور وہ۔۔۔۔۔ نشے دھت۔۔۔ بیڈ پر کٹی پتنگ کی طرح گر گیا۔۔۔۔۔ میری زندگی کی
بھیانک رات تھی۔۔۔ اس کے بعد کئی تکلیف دہ راتیں گزاریں مگر وہ تھا گنہگار۔۔۔۔۔ میرے جذبات سے کھیل گیا"
وہ بتاتے تو رہ رہی تھی اور آخر میں ہچکیوں سے رو دی۔ "تو کیا۔۔۔ وہ آپ کے پاس نہیں آئے؟" انعم کو بے حد
نفرت ہوئی اس شخص سے جس نے اس کی بہن کی زندگی برباد کر دی۔ "ایا تھا۔۔۔۔۔ یہ بتانے کہ مجھے شرم آنی چاہیے
کہ میں نے اس پر یقین نہیں کیا۔۔۔۔۔ اس کی محبت کو نہیں سمجھا۔۔۔۔۔" صنم نے اس کی حرکت کو یاد کرتے
سختی سے آنکھیں میچ لیں۔ "انہوں نے گناہ کیا تھا۔۔۔ وہ آپ سے کیسا سوال کر رہے تھے۔۔۔۔۔ اور آپ ان
سے طلاق لے لیتی "انعم نے غصے سے کہا۔ "اس نے مجھے کہا انعم (ہچکی لی) کہ میری سزا ہے اس بات کی کہ میں نے
سامنے کو منظر کو اصل سمجھ لیا اور وہ سزا یہ دے گیا کہ وہ پلٹے گا نہیں اور آزاد نہیں کرے گا" صنم کو اس وقت بے حد
نفرت ہو رہی تھی ابراہار شاہ سے۔ "انہوں نے بہت برا کیا آپ۔۔۔۔۔" انعم نے اپنی بہن کو گلے لگا کیا۔۔۔۔۔ "صنم انعم
اندر ہو تم لوگ؟" باہر سے رضا کی اوز گونجی وہ دونوں ہڑبڑا گئیں فوراً سے دونوں نے خود کو کمپوز کیا انعم نے دروازہ
کھولا تو وہ اندر آتے انکو نئی شوپنگ جو وہ ابھی ان لیے جر کے کا یا تھا دکھانے لگا اور وہ خاموشی سے اس کی باتوں کا جواب
دینے لگیں یہ ضروری تھا



سمیہ اس وقت بال کنگھی کر رہی تھی رات کے 11 بج رہے نومبر کی سردی میں وہ بالکونی کا دروازہ بند کر چکی تھی۔ اسکے لمبے بال کمر سے نیچے تھے۔ وہ ابھی بھی اسے یاد کر کے کتناڑپی تھی جس نے میل پڑھ لی تھی مگر جواب نہیں دیا تھا وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ وہ ناراض ہو گیا ہے۔ وہ کنگھی آہستہ آہستہ بالوں میں پھیر رہی تھی اور اپنے عکس پر نظریں منجمد تھی تبھی بالکونی کے شیشے پر ہلکی سی کھٹک ہوئی۔ سمیہ نے پلٹ کر دیکھا اسے لگا شاید اسکا وہم ہے۔ لیکن دوبارہ کھٹاک ہوئی تو وہ اس طرف بڑھی دل میں خوف سا بھی آ گیا کہ اس پہر کون ہو گا اور اس کی بالکونی کے باہر؟ وہ ڈرتے ڈرتے آیت اللہ سی پڑھتے بڑھی اور پردہ سائڈ پر کیا شیشوں کے پار کوئی نہیں تھا۔ اسے حیرت ہوئی۔ پھر شک دور کرنے کیلئے دروازہ کھولا اور باہر نکل کر دیکھنا چاہا کہ کون ہے اس وقت ایک ہاتھ اسکے منہ پر آیا اور دوسرا بازو اسکی کمر میں حائل ہوا وہ جو بھی تھا اسے کمرے کے اندر گھسیٹ گیا۔ سمیہ کی جان نکلنے والی ہو گئی یہ کون آ گیا تھا اسکے کمرے میں۔ اور وہ کمر پر سخت پکڑا اور منہ پر انگلیوں کے دباؤ سے آنکھیں میچ گئی جو بھ تھا مقابل ملک ہڈی اور بلیک آنکھوں تک ماسک میں تھا۔ ایک دم وہ کمرے کے وسط میں لا کر کھڑا ہو گیا اور ابھی بھی اسے ایسے ہی پکڑا تھا جب سمیہ نے دیکھا کہ وہ رک گیا ہے بالکل جامد تو ڈرتے ڈرتے نظریں اٹھائیں سامنے ہی اسکا ماسک میں چہرہ تھا آنکھیں اور ماتھے پر بکھرے بال واضح تھے۔ وہ ان آنکھوں کو دیکھنے لگی جو اسے عجیب جزبات سے لبریز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ تو ڈر رہی تھی کہ ایسے کیوں دیکھ رہا ہے اتنا مضبوطی سے پکڑا تھا کہ ہل بھی نہیں پار ہی تھی۔ دفعتاً اسنے منہ سے ہاتھ ہٹایا جس پر سمیہ نے گہرا سانس کیا اور وہ مقابل شخص اپنے ماسک کی طرف ہاتھ لے گیا۔ "تم۔۔۔ کون۔۔۔" اس کے منہ میں الفاظ ہی تھے کہ مقابل شخص نے ماسک نیچے کر دیا اور جو چہرہ اسنے دیکھا وہ اسے ساکت کرنے کیلئے کافی تھا اسکی

آنکھیں پتھر اگئیں وہ کیا دیکھ رہی تھی کیا اسکا وہم تھا۔ وہ اسے تھامے کھڑا تھا اسکے گھراسکے کمرے میں اسکو اتنے نزدیک سے تھامے۔۔۔ وہ سرخ کٹورے ڈاکٹ اور مقابل کی حالت اس زیادہ شوکڈ تھی کیونکہ وہ بھی اسے مہوت ہو کر دیکھ رہا تھا۔ کس کی جرات کہ وہ سمیہ کو ایسے دیکھے؟ ہاں ہے ایک۔۔۔ جو اس پر حق سمجھتا تھا۔۔۔۔۔ صارم ملک۔۔۔ جو اس وقت اس مقابل کھڑا تھا۔۔۔۔۔



وہ ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ایک پل جو تو اسے ایسا لگا کہ شاید اتنا سوچ لیا ہے کہ دماغ وہم کو سامنے خواب کی صورت میں پیش کر رہا ہے کہ ابھی آنکھ جھپکے گی تو وہ ہوا میں خوشبو بن کر تحلیل ہو جائے گا۔ وہ اتنی دور سے کیسے اس کے سامنے اگیا اگر وہ سچ میں اسکے سامنے تھا۔ ویسی ہی روشن کر سٹل آنکھیں، براؤن ماتھے ہر بکھرے بال، تاؤدار گھنی مونچھیں ہلکی داڑھی، بلیک ہڈی میں اسکے دل پر کارے وار کر چکا تھا اوپر سے اسکا بنا آنکھ جھپکا کائے اسے دیکھنا۔ اور یہی حالت صارم ملک کی تھی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ جسے وہ تھامے کھڑا ہے وہ اینجل ہے وہ لڑکی جسکے تصور سے صارم ملک کو عشق ہوا تھا وہ اسکے پاس ہے اسکے حصار میں اور اسے ہی دیکھ رہی ہے۔ اسکی تیز دھڑکن کا انتشار وہ بخوبی محسوس کر رہا تھا۔ موٹی موٹی کالی آنکھیں جن میں نجانے کس وجہ سے اتنی سرخی تھی کہ صارم ملک کو اپنا دل اس میں ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا، اس کی ایک جھلک سے اسکے سراپے کا موازنہ کیا تو وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ اسکی اینجل اس وقت زیادہ اتشی روپ میں تھی، اسکی گھنی لمبی زلفیں جو کمر اور کندھوں پر پھیلیں ہوئی تھیں، اسکی

دل جانر من رقصہ


انکھوں پر لمبی پلکوں کی جھالر، دودھیا سفید رنگ وہ تو اس جہاں کی تھی ہی نہیں وہ تو اسکی سوچ سے بھی زیادہ اوپر تھی۔ وہ پہلے تو اس کی باتوں کا عادی تھا جو پسند تھی اور اب وہ اسکے حسن کا اسیر ہو چکا تھا۔

"اینجل" اس نے بھاری مگر دھیمی آواز میں اسے پکارا اور وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔ جب محسوس ہوا کہ وہ سچ میں ہے تو آنکھیں جو تھوڑی کھلی تھیں اور پھیل گئیں۔ اور پھر اسے علم ہوا کہ وہ اس کے حصار میں کھڑی تھی عجیب سی شرم و جھجک نے ان گھیرا اور پھر خوف نے اسے کپکپانے پر مجبور کر دیا۔ بے حد خوف طاری ہو گیا وہ اسکے کمرے میں تھا؟ پتی کیسے ملا؟ گھر کا راستہ؟ اگر اسے کسی نے دیکھا تو؟ یا سمیہ چودھری کو کسی لڑکے کے ساتھ دیکھا گیا تو؟ اس کے باپ بھائیوں کو علم ہوا تو؟؟ وہ کیا کرے گی؟؟ خوف سے اسکی آنکھوں کے لینز صارم ملک کی آنکھوں میں ٹھہر نہیں رہے تھے وہ لرزنے لگ چکی تھی اسکی آنکھوں اور دماغ میں ہونے والے کسی بھی قسم کے نقصان کے منظر گھوم رہے تھے پوری جان لگا کر جھٹکے سے خود کو چھڑایا اور اسے پرے دھکیلا اور وہ صارم ملک تھوڑا سا اپنے مقام سے ہل گیا تھا۔ وہ بھی ہوش میں آیا۔ سمیہ کانپتے اسے دیکھ رہی تھی دماغ ماؤف ہو گیا تھا کہ کیا پوچھے باہر کیسے بھیجے۔ "مجھے تو یقین نہیں آرہا کہ میں نے تمہیں ایسے۔۔۔ دیکھ لیا" صارم نے ہی بات کا آغاز کیا وہ اسکے بناڈوپٹے کے سراپے کو دیکھتا بولا۔ "آپ۔۔۔۔۔ پی۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔ یہا۔۔۔۔۔ یہاں کی۔۔۔۔۔ کیسے؟؟" وہ ہڑبڑا کر بولی نظریں کبھی بالکونی کے دروازے اور کبھی کمرے کے دروازے پر بار بار بھٹک رہی تھیں کہ ابھی کوئی زور سے دروازہ بجائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے کمرے میں کون ہے! پھر وہ کیا کرے گی؟۔

"تم سے ملنے آیا ہوں۔۔۔۔۔ اور تم کیا کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔ ہاں (چل جراسکے مقابل آیا) اب بات نہیں کرو گی۔۔۔۔۔ کیوں؟" صارم اس پردہ دہی دہی اواز میں گر جاشاند وہ بھی رات کا حساس کر رہا تھا۔ سمیہ نے خوف سے گلہ تر کیا۔ آنسوؤں کی گلی اسکے گلے میں بار بار ابھر کر معدوم ہو رہی تھی۔

"آپ۔۔۔ کو۔۔۔ یہاں۔۔۔ نہیں۔۔۔ انا چاہیے تھا" وہ ہمت کر بولی اور تھوڑا فاصلہ بڑھا گئی۔ اتنے میں اسکا اپنا ہاتھ سائیڈ ٹیبل سے لگا تو وہ اچھل کر پٹی اس کے لمبے سلکی بال ابشار کی طرح ہو میں لہرا کہ اس کے سینے پر اگریے۔ صارم ملک تو فدا ہی ہو گیا اس ادھر۔ کتنا بے ادب تھا وہ کتنی پریشانی سے گزر رہی تھی وہ علم نہیں تھا بس اسے دیکھنے اس سے باتیں کرنے کا کلمہ یاد کر کے آیا تھا۔ "تم تو۔۔۔ میری سوچ سے زیادہ حسین ہو اور۔۔۔ اتنا سویٹ۔۔۔ کیسے بول سکتی ہو تم؟" وہ اسے اپنی طرف گھما کر بولا۔ پھر سے نظریں بھٹک رہی تھیں اسکا دل کر رہا تھا کہ اس کے گلابی گال جو شاند سردی سے تھے یا پھر اسکی قربت کے اسے جی بھر کر چوم لے اتنا چوم کے ساری گالوں کی سرخی اسکے اپنے ہونٹوں پر سما جائے۔ اور چھوٹی چھوٹی شرارتیں بھی کر دے مگر وہ حق نہیں رکھتا تھا فلحال۔

"صارم۔۔۔ آپ جائیں یہاں سے" سمیہ رونے والی ہو گئی تھی اس نے خوف سے اس کو دیکھتے کہا۔ اور صارم ملک اسے ایسے دیکھ رہے تھے کہ جیسے پہلی اور نئی مخلوق دیکھی ہے۔ جی بھر ہی نہیں رہا تھا۔ انھیں بات کرتے سال ہو گیا تھا اور وہ صرف باتوں سے ہی عشق کر بیٹھے تھے اور اب وہ سامنے تھی اسے دوبارہ اسکی ذات سے عشق ہو رہا تھا۔ "میرا نام دوبارہ لو" صارم نے انگلی سے اسکے ہونٹوں کے کنارے کو چھو کر کہا اور وہ کرنٹ کی طرح بدک کر دور ہوئی۔

"ایسے دور دور کیوں ہو ہو رہی ہو؟" صارم کے ماتھے پر اب شکنیں آ گئیں۔۔۔ کتنا ترپا تھا وہ اسکی ایک جھلک دیکھنے کے بعد اور جب اس نے دوبارہ کبھی بات نا کرنے کا کہا تو وہ تو اپنی جان نکلتی محسوس کر رہا تھا اپنے افس کے ایک بندے سے اس نے سمیہ کی لوکیشن ٹریس کی تھی اور وہ ڈیسانڈ کرچکا تھا کہ وہ اب ناپی ھے ہٹے گا نا اسے ہٹے دے گا "جائیے۔۔۔ میرے بابا، بھائی گھر میں ہیں۔۔۔ آپ کو میں اجازت نہیں دوں گی کہ آپ بنا کسی حق کے ایسے میرے کمرے میں آئیں" اسکی اواز آخر میں سخت ہو گئی۔ صارم نے سختی سے اسکی کلائی پکڑی اور وہ جو پہلے ہی خوفزدہ تھی وہ اور ڈر کر کانپنے لگ گئی "تم میری ہو۔۔۔ سمجھی۔۔۔ اور میں تمہیں حاصل کر کے رہوں گا۔۔۔ تم نے اگر اتنا  سا بھی سوچا دور جانے کا یا بات نا کرنے کا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ پاگل کر دیا ہے تم نے مجھے۔۔۔ اور اتنس حد پر لا کر پیچھے ہٹو گی؟ سوچنا بھی نا۔۔۔ میں صارم ملک تم سے وعدہ کرتا ہے وہ جلد اے گا تمہیں اپنا بنانے اور پھر دنیا کی کوئی طاقت مجھے تم سے دور نہیں کر سکتی۔۔۔ اور اگر تم نے زرا بھی قدم پیچھے کینے کا سوچا تو اٹھا کر لے جاؤں گا۔۔۔ پھر نا کہنا کہ کیا کر دیا۔۔۔ وعدہ رہا تم سے "وہ اتنی سخت مگر خمار بھی نگاہوں سے بول رہا تھا کہ سمیہ تو ساکت ہو گئی تھی اپنی جگہ۔۔۔ جسم کے ساتھ ساتھ سانس بھی رک گئی تھی اسکے اظہار پر۔ کیا صارم ملک یہ بتا چکا تھا کہ وہ اس سے عشق کرتا ہے؟ وہ حیرت سے اسے تک رہی تھی۔ کوئی بھلا بنا دیکھے کیسے محبت کر سکتا ہے؟ "یہ آپ۔۔۔ کیا۔۔۔" وہ بس سانس ہلکا پھلکا بہا ل کرتے پوچھنے لگی وہ دل کو اسکی باتوں سے بہلا نہیں سکتی تھی اسے ٹھوس بات ثبوت چاہیے تھا اگر وہ جیتی انتظار مرتی تو اسکے پاس وجہ ہوتی کہ ہاں وہ کسی غلط آدمی سے محبت نہیں کرتی۔

"ہاں میں۔۔۔ صارم ملک تم سے عشق کرتا ہے مائی اینجل۔۔۔ تمہیں میں چھوڑ نہیں سکتا۔۔۔ نا اس جہاں میں نا اس جہاں میں۔۔۔ ابھی جارہا ہوں۔۔۔ دل تو انھیں بھر رہا مگر کیا کروں تمہیں حاصل کرنا ہے مجھے۔۔۔ تم۔۔۔ تم میرا ساتھ دو گی؟؟" وہ اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے چکا تھا۔ اب آس امید سے اس سے پوچھ رہا تھا۔

ایک پل لگا تھا سمیہ چودھری کے گال سردے سے فوراً حیا کی سرخی میں بدل چکے تھے۔ اس پر حدت نظروں کی وہ تاب نہیں لاسکتی تھی۔ پلکیں لرز کر جھک گئیں۔ اور صارم ملک کا دل کیا کہ بھر کر آگے ان پلکوں کو چوم لے۔ "بتاؤ نا۔۔۔ کرو گی میرا انتظار؟ میری دلہن بنو گی؟ میرے نام کی مہندی لگاؤ گی؟ میرے کیے اپنا دل اپنی روح سجاو گی؟؟؟ بتاؤ نا؟؟؟ مسز صارم ملک بنو گی؟؟" وہ پوچھ رہا تھا۔ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسکے ہاتھوں پر دباؤ ڈالتے۔ جذبات سے چور نظریں تھیں اور سمیہ سے پلکیں اٹھانا محال تھیں اسے شرم نہیں ارہی تھی کیسے بے بے باکانہ انداز سے پوچھ رہا تھا کیا اسے علم نہیں کہ ایک اچھی لڑکی ایسے ہی اظہار نہیں کر دیتی۔ وہ دعویٰ نہیں وہ ثبوت مانگتی ہے مرد کی محبت کے وہ کردار مانگتی ہے مرد کے پاکیزگی کیلیے۔۔۔

"صارم۔۔۔ آپ کے سب سوال مجھ پر ادھار۔۔۔ جب مجھے اپنانے کا ظرف آئے اور مجھے حاصک کرنے کے ہمت آجائے تو جواب ملیں گے آپ کو اور اس سے پہلے میں آپ کے کسی سوال کی پابند نہیں۔۔۔ یہاں تک کہ آپ مجھے چھو بھی نہیں سکتے" سمیہ نے اپنے ہاتھوں کو اسکے ہاتھوں سے نکالا اور اسکو بے جان کھڑا چھوڑے سائیڈ سے نکل کر بالکونی کا دروازہ کھول دیا کہ یہاں سے اب چلے جاؤ۔

صارم پلٹا اور مسکرایا سمیہ نے فوراً نظریں پھیر کیں کہ کہیں اسکی مسکراہٹ سے وہ پاگل نا ہو جائے۔ "وعدہ رہا۔۔۔ اوں گا۔۔۔ اور تمہیں اپنا بنالوں گا۔۔۔ تم میری ہو صرف۔" وہ اسے یاد کرواتا بالکونی کی طرف بڑھا۔ پھر رکا اور مرا وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی "تمہیں اب حاصل کرنا ہے تو کیا بنانا م کے اجاؤں؟ نام تو بتانے کی زحمت نہیں کی آپ نے" وہ اس سے روٹھ کر رہا تھا۔ اسکی بات پر وہ مسکرا دی لیکن سر جھکا کر۔ "سمیہ۔۔۔۔۔ سمیہ چودھری" وہ سر بلند کر کے اسکی آنکھوں میں چیلنجنگ انداز سے بولی کہ چودھریوں کی ہوں دیکھتے ہیں کیا کر سکتے ہو تم۔ "چیلنج ایکسپٹڈ" شاید وہ بھی اسکی نظروں کا مفہوم سمجھ گیا تھا مسکرا کر اسکی آنکھوں کی گہرائی کو حفظ کرتے کہا اور جیسے ایا تھا ویسے چلا گیا۔ بالکونی کا دروازہ بند کرتے وہ اسی کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔ یہ اس کے لیے ایک خواب سے کم نا تھا کہ جسے وہ چاہتی ہے وہ بھی اسی کا دیوانہ ہے۔



"ارے ایئے ایئے" فراز جمالی نے دروازہ کھولا تو سامنے احمد چودھری اور اسکی فل فیملی کو پایا تو مسکرا کر اندر آنے کا کہا۔ وہ سب سے ملے اور پر جوش انداز سے اندر بلایا۔ وہ سب کو لاؤنج میں کے آئے زمین بھی اکر ملنے لگی ان سے اور رضانے بھی انہیں جوائن کیا۔ صنم یونیورسٹی تھی اور آج انعم کا دف تھا۔ وہ تو انکی آمد کا سن کر ہی حیران تھی۔ لیکن یہ سن کی کہ راحم بھی ساتھ آیا ہے اسکے دھڑکن معمول پر انا بھول گئیں تھی ایک سو بیس کی سپیڈ پر دوڑ رہی تھیں۔ وہ دھڑکتے دل سے نیچے ائی اور سب کو سلام کیا۔ چور نظروں سے اسے دیکھا جو انعم کو دیکھنے سے پرہیز کر رہا تھا شاید

اسکے دماغ میں دوبارہ وہ منظر گھوم گئے تھے۔ "یو؟؟؟؟؟ بھا بھی؟؟؟؟؟" غازی گاڑی پارک کر کے اندر آیا تو انعم جو رجب بیگم سے پیار لیتے دیکھا تو بولا۔

"او۔۔۔ واؤ یو آر بیوٹیفل بھا بھی" وہ کسی کے بولنے سے پہلے ہی اسکا ہاتھ تھام چکا تھا۔ انعم تو شرم سے سر جھکائی اور کچھ جھجک بھی گئی کتنے بے باک انداز سے ہاتھ پکڑ گیا تھا۔ "غازی۔۔۔ لیوہر ہینڈ۔۔۔ یہ انعم ہے۔۔۔ صنم کی چھوٹی بہن" رجب نے اپنے بیرونی ملک کے خول میں موجود اپنے پاکستانی بیٹے کو جھڑکا۔ "اوہ۔۔۔ یو مین۔۔۔۔۔ کہ یہ بھا بھی نہیں۔۔۔ اوہ سوری۔۔۔ مائی مسٹیک" وہ فوراً سے ہاتھ چھوڑتا تھوڑی سی بس تھوڑی سی شرم سے کہتا اپنے بھائی کے ساتھ بیٹھ گیا جو اسے ہی اسکی اینٹری پر دیکھ رہا تھا۔ "کیا؟ کیوں دیکھ رہے ایسے۔۔۔ ہو جاتی غلطیاں سب سے" اس نے راحم کو کہا "دوبار ایسے ہی ہاتھ ناپکڑ لینا یہاں بہت معیوب سمجھا جاتا ہے" اس نے اپنے بھائی کی غلطی بتائی۔ "اوہ۔۔۔ رائٹ۔۔۔ سوری۔۔۔ میں خیال کروں گا آگے سے" اس نے فوراً اپنی غلطی مانی۔ اور انعم کو دیکھا جواب رجب بیگم کے ساتھ بیٹھی نجانے کس بات پر مسکرا رہی تھی۔ اسکا مشاہدہ کرتے غازی نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ اسنے بہت سی لڑکیاں دیکھی تھیں بولڈ زیادہ دیکھیں تھی مگر اس کے سامنے جو تھی جسے وہ بھا بھی تصور کر چکا تھا وہ مشرقی روپ میں اسے کافی بھائی تھی بے اختیار اس نے انعم جیسی ہمسفر کی خواہش کی تھی۔ وہ بھی خوبصورت تھی مگر اس نے خود کو چھپایا تھا اس کا چہرہ انور سے منور تھا۔ وہ کافی گور سے اسے دیکھ رہا تھا "کیا غازی۔۔۔ تمہیں انعم پسند تو نہیں آگئی؟!؟ سنیہ نے اس کے کان میں سرگوشی کی تو وہ فوراً گڑبڑا گیا۔ "بکو اس نا کرو۔۔۔ میں یہ دیکھ رہا تھا کہ بنا جانے اسے بھا بھی کہ گیا وہ پزل ہو گئیں تھی" اپنی بہن سے اب فوراً تو اپنی ابھی

امنڈے والی فیلنگز بیان تھوڑی جر سکتا تھا فحال اسے ان جزبات کو چھپانا تھا "ہاں یہ تو ہو بدھو۔۔۔ بندہ سکون سے پوچھ لیتا ہے" وہ اس کو اب آنکھیں دکھا رہی تھی "جو بھی ہے۔۔۔ شی ہیو سچ آسوفٹ سکن" وہ اس کے نرم ملائم ہاتھ کا لمس محسوس کرتا بولا۔ "بس ٹھر کی بن جاؤ اب" سمیہ نے چڑ کر کہا "واٹ۔۔۔ ٹھ۔۔۔ کیا تھا یہ؟؟ کیا مطلب اسک؟" غازی کو سمجھ نہیں آیا کہ یہ ٹھر کی کیا چیز ہے۔ "تم دونوں چپ کرو" راحم نے جھڑکا اسے۔ "ہم نے سوچا غازی آیا ہے تو مل آئیں تم سب سے" احمد فراز نے کہا۔ "ہاں بالکل جب مرضی آئیں آپکا اپنا گھر ہے" فراز جمالی نے خوش دلی سے کہا۔

"صنم ائی نہیں؟" رجب بیگم نے پوچھا۔ "بس آنے والی ہے آنٹی" انعم نے مسکرا کر کہا۔ رجب بیگم نے مسکرا کر اسے دیکھا انہیں صنم سے زیادہ انعم اچھی لگی تھی مگر یہ انکے بیٹے کی چاہ تھی کہ صنم کو بیابا جائے تو انکو کیا اعتراض۔ وہ چاہتی تھی کہ راحم نا صحیح تو غازی صحیح۔ وہ غازی کی بھی دلہن بن سکتی ہے۔۔۔ لیکن ابھی وہ خاموش تھی اپنے بچوں کی خوشیاں عزیز تھیں انہیں۔۔۔ اور اب یہ تو وقت بتائے گا کہ کیا حقیقت ہے اس سب کے پیچھے۔

"بھائی صاحب نکاح کے دن جو 54 دن رہ گئے ہیں آپ بس کل ہمارے ساتھ انعم اور صنم کو بھیج دیجیے گا وہ اپنی مرضی سے شاپنگ کر لیں گی" رجب بیگم نے چائے پیتے کہا "جی کیوں نہیں لیکن انعم؟" انہوں نے الجھ کر پوچھا کہ اسے کیوں؟۔ "اسکی سپورٹ مل جائے گی اور دونوں بچیاں ہیں ہماری ریلیکس ہو کر آپ بھیجیں زرا دل بھی بہل جائے گا" وہ محبت و اپنائیت سے بولیں۔ "جی جی جیسے آپ کو مناسب لگے" فراز جمالی نے انکساری سے جواب دیا۔

دل جانر من رقصہ

اور انکے درمیان ہلکی پھلکی باتیں ہونے لگیں۔ سمیہ اور انعم کی خوب لگتی تھی دونوں ہم عمر تھیں یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ سمیہ انعم سے ایک سال چھوٹی تھی۔

اور انعم کو پریشانی لگی تھی کہ اسکی بہن کا مستقبل کیا ہے؟ کیا بتائیں گے گھروالوں کو کیسے؟ اور کیوں وہ نکاح سے انکار کر رہی ہے؟ راز کیسے اگلیں گی؟ اپنے ماں باپ کو وہ رسوا نہیں کر سکتے تھے اپنے بھائی کے چوڑے شانوں کو ڈھلکا نہیں سکتے تھے۔ انھیں اپنی ماں کی مسکراہٹ اور اپنے باپ کا مطمئن چہرہ کچھ بھی بتانے سے پیچھے کر رہا تھا۔ وہ کیسے تکلیف سے گزار دیں انہیں؟؟؟



"تم؟" دوبار اپنے راستے میں اسے دیکھتے وہ دبے غصے سے چیخنی۔ ابرار نے اسکی کلائی پکڑی اور ساتھ ہی سٹور روم میں کھینچا اور دیوار سے لگا دیا

"اب.. "اس کے منہ میں الفاظ تھے کہ اس نے منہ پر انگلی رکھ دی۔

"ہششششش... چپ۔ کوئی بات نہیں کروا بھی" وہ دھیمی آواز میں بولا۔ وہ سانس روکے کھڑی رہی اسکی گردن

سانسیں اسکے گال اور گردن دھکا رہے تھے۔ وہ جھکا سکی گردن میں اور اسکی مہک کو آنکھیں بند کر کے اپنے اندر

اتارا۔ "میرے پاس مکمل آجاؤ مجھے ایسے آنا پڑے" وہ اسکے گال پر انگلی چلاتے کہ رہا تھا "تم اتنی پیاری کیوں

ہو؟؟؟ اتنی یونی میں نہیں تھی جتنی ابھی جان لیوا ہو "وہ اب اسکے لبوں، ماتھے گال ناک آنکھوں پر انگلی پھیر رہا تھا۔

"ابراہم مجھ سے دور رہو۔۔۔ یہ یونیورسٹی ہے۔۔۔ تمہارا فارم ہاؤس نہیں" وہ اسکی قربت میں بے حال ہو رہی تھی لیکن ضبط سے سخت آواز میں کہا۔ اسکی انگلی چلتی رکی تیز نظروں سے اسے دیکھا اور اگلے پل پورے شدت سے اس کے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں لے لیا وہ پوری آنکھیں کھولے اسکی اس حرکت کو دیکھنے لگی وہ ہل بھی نا سکی کیونکہ وہ دونوں بازوؤں میں اسے لیے کھڑا تھا۔ وہ کتنے پل اس کے نچلے ہونٹ کو دبائے کھڑا رہا۔ کبھی وہ دانتوں کی گرفت ہلکی کرتا تو وہ سکون سے سانس لیتی لیکن پھر وہ ایک دم تیز گرفت کرتا وہ تو کھلونا سمجھ رہا تھا۔ نجانے کیا لطف تھا۔ کچھ دیر بعد جب اس کے ہونٹ کو بخشا تو وہ سرخ ہو چکا تھا صنم نے شکایتی نظروں سے دیکھا۔ وہ دوبارہ جھکا مگر اس پر بہت پیار سے اس کے ہونٹوں پر مہر ثبت کی۔

"جو جس کے حقدار ہوتے ہیں ان کے ساتھ ویسا کرنا چاہیے۔۔۔ ان ہونٹوں کو پیار سے بھی چھو سکتا ہوں اگر تم اپنی زبان کو فالتو نا چلاؤ" اسکی آنکھوں میں جھانک کر کہتا دوبارہ شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھکا۔ اور یہ کمزوری تھی صنم کی کہ وہ اس کی قربت میں ساری نفرت بھول جاتی تھی سارا ماضی بھول جاتی تھی۔ اور اب بھی وہ اسکی گردن میں بازو ڈالے اس کے ساتھ دینے لگی وہ ہونٹ پیچھے کرتا تو وہ آگے ہو کر گرفت لے لیتی۔ وہ کہتا تھا کہ وہ اکیلا تڑپا ہے اس کے لیے اسکی قربت چاہت محبت کیلئے تو وہ بھی تڑپی تھی اور اسکی نزدیک آنے پر وہ چاہ کر بھی دور نا ہو پاتی تھی۔ اور یقیناً اس کے بعد وہ خود پر غصہ ہو گی کہ کیسے وہ اس دھوکے باز کے سامنے پگھل جاتی ہے۔ اور ابراہم شاہ یہ تو جان گیا تھا کہ اس کے سامنے اسکی پناہوں میں موجود لڑکی اپنے شاہ سے عشق کرتی ہے بس دل میں دکھ اور بدگمانی ہے جسے دور کیا

جاسکتا ہے اور وہ کرے گا وہ دل سے اسکے پاس آتی ہے اسکی جسارت کاری سپونس دیتی ہے وہ اسے بہت چاہتی ہے۔

اب یہ ابرار پر تھا کہ وہ کیسے اسے سنبھالے گا۔



"میں جلد آؤں گا جانم۔۔۔ اپنی محبتوں میں تمہیں فنا کرنے" یہ جملہ ابرار شاہ کے منہ سے تو نکل گیا تھا مگر نی نیند صنم کی تباہ کر گیا تھا وہ جب سے یونی سے آئی تھی بس اس کی سوچ کا محور ابرار شاہ اور اسکی باتیں تھیں۔ ابھی بھی وہ بیڈ پر بیٹھی دونوں اطراف اپنے ہاتھ جمائے اسکی بات کا مفہوم جاننا چاہ رہی تھی سمجھنا چاہ رہی تھی، اسکی سوچ کو پر کھنا چاہ رہی تھی مگر وہ اس تک پہنچ نہیں پارہی تھی۔ وہ اب کیا کرے گا؟ کیا کرنا چاہتا تھا؟ کیوں واپس آنا چاہتا ہے؟ وہ واپس اگر آیا تو وہ کیسے سب کو جواب دے گی؟ کیا وہ وقت ہو گا جب اسکے والدین یہ جانیں گے کہ وہ کسی کے نکاح میں ہے؟ وہ کیا منظر ہاگا جب آنے والے جمعے کو وہ نکاح سے انکار کرے گی؟ کیا حالات ہوں گے؟ کیا وہ اس کی بے کسوری پر یقین کریں گے؟ کیا وہ سمجھ پائیں گے کہ صنم مر سکتی ہے مگر اپنے والدین کا بھرم نہیں توڑ سکتی؟ اسکے بھائی کا مان نہیں توڑ سکتی تھی۔ وہ بے بسی کی انتہا پر تھی۔ نا وہ اس سے دور جاسکتی تھی نا اسکے بنا جی سکتی تھی نا اس کے ساتھ رہ سکتی تھی، وہ کرے تو کیا کرے حواسوں پر سوار ہو گیا تھا وہ اسکے، کیوں تباہ کرنے آ گیا تھا دوبارہ۔۔۔۔۔ اسے آزاد کیوں نہیں کر رہا تھا۔۔۔ آزاد؟ کیا وہ اس سے آزادی چاہتی ہے؟ کیا وہ جی لے گی اس کے نام کو اپنے نام سے جدا کر کے اور سب سوال و خیالات کے بعد وہ اس پر پہنچتی کہ وہ بے بس ہے دونوں اطراف سے۔

انہیں سوچوں سے اس کے سر میں بے حد درد تھی اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اسکا سر آج پھٹ جائے گا۔ وہ اپنے بالوں کو پونی سے آزاد کرتی بیڈ سے نیچے لٹکا چکی تھی۔ یعنی سارے بال پیچھے سے آگے کر دیے تھے۔ اور اپنے ہی ہاتھوں کی انگلیوں کو وہ مساج کی صورت میں اپنے سر کہ پیچھے چلا رہی تھی۔ اب وہ قدرے بہتر محسوس کر رہی تھی لیکن جو پریشانی اسکے دماغ تھی اس سے کیسے وہ نکلے؟ سب سے بڑی جو تکلیف تھی اسے وہ یہ تھی کہ وہ گھر والوں کو کیسے فیس کرے گی جب انہیں اسکے نکاح کا علم ہوگا؟ وہ کیا کریں گے؟؟؟ وہ کیسے بتائے کہ وہ راحم سے نکاح نہیں کر سکتی؟ اگر اسکے والدین نے اسے گنہگار سمجھا پھر؟ وہ تو جیتے جی مر جائے گی؟ اسکا کسور کہاں تھا؟ شاید ادھر تھا کہ وہ ایک ایسے شخص سے محبت کر چکی تھی جو اسے سنبھالنے کیلئے موجود نہیں تھا، وہ تو کب آتا ہے کب جاتا ہے؟ اسے کیا خبر، اور اب وہ اگر آگیا تو کیا کرے گی وہ؟؟ اسی تکلیف کو محسوس کرتے کرتے وہ جھٹکے سے کھڑی ہوئی اسکی دھڑکن معمول سے تیز چل رہی تھی۔ آنکھوں میں جلن تھی۔ جڑے بخار کی حدت سے درد کر رہے تھے۔ وہ واش روم کی طرف گئی تاکہ منہ دھو سکے۔ واش بیسن پر ہاتھ رکھ کر سر جھکا دیا۔ اسے محسوس ہوا کہ جیسے پانی اسکے ناک سے بہہ رہا ہے اسنے ایک ہاتھ کی پشت سے صاف کیا کہ آخر یہ شاید رونے کی وجہ سے ناک سے پانی آرہا تھا۔ پھر اسنے محسوس کیا وہ روئی نہیں تھی وہ تو تکلیف سے بس سوچ رہی تھی۔ عجیب سے کیفیت سے اسنے ہاتھ کی پشت کو دیکھا تو لال رنگ ہاتھ کی پشت پر پایا۔ ایک دم سے اسے جھٹکا لگا کہ یہ کیا ہے خوف سے سامنے شیشے میں دیکھا تو اسکے چہرے پر ناک سے لے کر کان تک سرخ لکیر تھی وہ حیرانی سے چہرہ دکھا رہی تھی۔ پھر یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی کہ اسے سخت بخار ہے جڑے اور گال درد کی انتہا پر تھے ور شاید اسی وجہ سے اسکے ساتھ یہ ہوا ہو گیا۔ سردی بھی تو کافی تھی۔ اپنے چہرے پر

چھٹے مارے ٹاول سے چہرہ خشک کیا اور باہر آئی۔ بیڈ پر کفٹر اوڑھ کر لیٹ گئی۔ اسے اب صرف کچھ پل سکون سے سونا تھا اس سوچوں کے بھنور سے نکلنا تھا۔ صحیح کہتے ہیں لوگ خوابوں کی دنیا کافی حسین ہوتی ہے کم سے کم آپ اپنی مرضی سے توجہ پاتے ہو لیکن یہاں صنم ابرار شاہ صرف اور صرف اپنے شاہ کی دیوانی اسی کے خواب دیکھتی تھی اس شخص کے خواب جس کی باتوں ماورائے آنکھوں سے اسے عشق تھا۔

♥ کبھی کسی بھی گلی میں جاؤں میں ♥

♥ تیری خوشبو سے ٹکراؤں میں ♥

♥ ہر رات جو آتا ہے مجھے وہ خواب تو ♥

🔥 تیرا میرا ملنا دستور ہے 🔥

⚡ تیرے ہونے سے مجھ میں نور ہے ⚡

♥ میں ہوں سونا سا اک آسمان، مہتاب تو ♥

♥ او کرم۔ خدایا ہے، تجھے میں نے جو پایا ہے ♥

♥ تجھ پہ مر لے ہی تو، مجھے جینا آیا ہے ♥

✧ او تیرے سنگ یاراں، خوش رنگ بہاراں ✧

♥ تورات دیوانی، میں زرد ستارہ ♥



سمیہ اس وقت اپنے لیپٹاپ پر اسائنمنٹ تیار کر رہی تھی کہ اچانک ٹائٹل بار پر صارم ملک اسکے صارم کی میل پوری آب و تاب سے چمکی۔ اس کا نام پڑھ کر ہی دل تیزی سے دھڑک اٹھا تھا، کتنا طلاطم تھا اسکے نام سے ہی وہ سامنے ہوتا تو کیا قیامت ڈھاتا۔ ہاتھ جو ٹائپنگ کر رہے تھے وہ تورک چکے تھے۔ اب اسے وہ میل کھولنی تھی جو اسکے جواب کی منتظر تھی۔ اس نے ہمت کر کے میل کھولی۔

"ہائے فیوچر مسز صارم ملک" صارم ملک کا محبت بھرا پیغام اسکے گال ناک کان سرخ کر چکا تھا۔ مسز صارم کتنا خوبصورت لفظ تھا جو وہ پڑھ رہی تھی۔ وہ تو سمجھتی تھی کہ وہی پاگل ہے مگر یہاں تو اس سے بھی زیادہ وہ محبت کرتا تھا۔ اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔ حالت اتنی غیر ہو رہی تھی اب اس سے بات کرتے ہوئے پر سورات وہ آیا تھا اور کل دونوں ہی بات نا کر سکے وہ تو یقیناً مصروف ہو گا مگر سمیہ صاحبہ کی مارے شرم کے بات کرنے کہ ہمت نہیں پڑی اور ویسے بھی اس کا خیال تھا کہ مرد عورت کو پانے کیلئے محنت کرتے ہوئے اچھے لگتے ہیں عورت مرد کے پیچھے بھاگتی اچھی نہیں لگتی۔

"اسلام علیکم" اس نے نچلے لب کو دانتوں میں دبا دیا۔ اور وہاں صارم مجا بھی فریش ہو کر اسکے جواب کا منتظر تھا اسکے جواب میں سلام پڑھ کر اونچا قہقہہ لگا گیا وہ اسکی حالت سمجھ سکتا تھا۔

"وسلام مائن اینجل، اب میرے محبت بھرے الفاظ کو تمیز کا لباس پہنا یا جائے گا؟ اتنی ناقدری؟" صارم اپنی عادت کے مطابق لبوں کو دانتوں میں دبا کر مسکرا کر ٹائپ کیا۔ سمیہ نے اسکا سپلائے پڑھا تو حیران ہوئی کہ اس میں ناراض ہونے والی کیا بات تھی۔ "اچھا تو محترم نخرے اٹھوانا چاہتے ہیں؟" سمیہ نے بھی مسکرا کر ٹائپ کیا۔ ادھر صارم کا

پھر سے قہقہہ لگا۔ "ہاں تو نا اٹھواؤں کیا؟ تم ہی تو جند جان ہو میری اور تم ہی کوئی لفٹ نا کراؤ تو بد انداز بھی ہو سکتا ہے" میل سینڈ کی گئی۔

صارم "سمیہ نے اسکے جواب میں یہ لکھا۔ وہ آگے پورا میسج لکھنا چاہتی تھی مگر جلدی سے سینڈ پر کلک ہو گیا اور وہ جانتی تھی کہ اب سیدھا جواب نہیں آئے گا وہ اسکے جواب کیلئے ہاتھ روک گئی۔

صارم تو فدا ہی ہو جاتا تھا جب وہ اسے ٹائپ پر صارم کہتی تھی۔ اس نے تو کبھی نام لیا ہی نہیں ت پر اب اتنی اپنائیت سے لکھتی تھی کہ اس پکار کی لذت وہ لفظوں میں بھی محسوس کر لیتا تھا اور وہ منتظر تھا اس لمحے کیلئے جب وہ اسکے سامنے اسکے نام سے اسے پکارے گی اور وہ اسکے ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لے اسکی چاشنی محسوس کرے گا کہ کتنی لذت ہے اسکے لبوں سے اپنا نام سننے میں۔

"جی جان صارم، حکم سائیں، جند صارم" لفظوں کو محبت میں ڈبو کر میسج بھیجا۔

سمیہ نے ایسے الفاظ اپنے لیے پڑھے گال تو پہلے ہی اسکے نام سے دھک جاتے تھے اب تو ٹماٹر کومات دے گئے تھے۔ "بہت برے ہیں آپ۔۔ شوخ نا ہو تو" وہ ٹائم کر گئی۔ انگلیاں اسکی کانپنے لگ گئیں تھی۔ کتنا بے شرم ہو گیا تھا ایک دم سے۔ کتنے آرام سے ایسے الفاظ لکھ گیا یہ جانے بنا کہ کوئی معصوم دل کا ایسے اٹیک برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ اسکی ذاتی سوچیں تھیں اور خودی ہنس دیا۔

READERS CHOICE

دل جانم من رقصہ

ادھر صارم کا بھی تہتہ لگ گیا۔ "اچھا جو بھی ہوں تمہارا ہوں" لکھ کر بھیجا۔ سمیہ تو خود کو آسمان پر محسوس کر رہی تھی۔ ایک عورت کیلئے فخر کی بات ہوتی ہے جب اسکا من چاہا مرد اسے یہ کہنے کی بجائے کہ تم میری ہو اسے یہ یقین دلادے کہ وہ اسکا ہے اور وہ ابھی اس لمحے اسے اپنی چاہت کا اقرار کروا چکا تھا۔

سمیہ نے کوئی جواب نادیا اسے سمجھ ہی نا آئی کہ وہ کیا جواب میں ریسپونس دے۔ "اچھا ایک بات تو بتاؤ سچی سچی" اتنے میں دوبارہ مسیج آیا۔ سمیہ نے تھوڑت کشمکش سے پڑھا۔ "جی پوچھیں" لکھ کر بھیجا اللہ جانے کیا پوچھنا تھا اس نے۔ "سچ بولو گی؟" آگے سے پھر تمہید باندھی گئی۔

"ہاں جی، پوچھیں، ڈرا کیوں رہے ہیں ! 😞 😞" لکھ کر بھیجا
"محسے محبت کرتی کو؟" آگے سے جواب آیا۔

اب حال یہ تھا کہ دونوں بے چین ہو گئے تھے۔ وہ بے چین تھا اس کے منہ سے اقرار سننے کیلئے وہ خود تو وکرا آیا تھا مگر اس سے کروانا تھا۔ اور یہاں سمیہ اپنے دل کہ سپیڈ کو ایسے محسوس کر رہی تھی جیسے سینے میں نہیں کان میں دل ہو۔ اس نے اپنے گالوں کو اندر سے دانتوں میں دبایا ہائے ! کیسا سوال کر گیا تھا وہ۔ اپنے ہاتھ کو دل کے مقام پر لا کر مسلا۔ چند گہرے سانس لیے۔

"بتاؤ نا۔۔۔۔۔ یا یہ سمجھوں کہ میں تمہاری پسند کے کبھی قابل ہی نہیں بن سکا" صارم ملک جانتا تھا کہ کس سے کیسے بات نکلوانی ہے دوستی میں ابرار شاہ کا ہاتھ تھا ایسے کیسے چھوڑ دے۔

سمیہ اسکی شرارت کو نا سمجھ سکی۔ "اللہ، ایسے کیوں کہہ رہے ہیں، میرے دل سے پوچھیں اپنا مقام حیران رہ جائیں گے کہ آپ کتنے اہم ہیں اور قابل" وہ اسکے میسج سے تڑپ کر فوراً سے لکھ کر بھیج چکی تھی اسے لگا دنیا رک گئی ہے کہ وہ اس کے دل میں نہیں ہے جان کر اس ہو گیا تو۔ اور وہاں سمیہ کے جواب پر وہ بہاں پھیلا کر بیڈ پر لیٹا "آئی لویو میری جان" وہ خود سے ہمکلام ہوا پھر سیدھا ہوا اور دوبارہ ٹائپ کرنے لگا۔ "مجھے حیران ہونا ہے بتاؤ کتنا چاہتی ہو؟" وہاں سے مزید تنگ کرنے لگا۔

اور یہاں سمیہ اسکی شرارت اور اپنی بیوقوفی سمجھ سکی۔ اسنے زبان کو دانتوں میں دبایا۔ "اللہ حافظ میں کام کر رہی تھی" فٹائٹ ٹائپ کیا اور بھیج دیا۔ "اچھا، سنو تو" صارم نے میسج کیا۔ مگر سمیہ نے جواب نہیں دیا مگر وہ چاہتی تھی کہ وہ کچھ ناپکچھ اسے کہتا رہے۔ "آئی ڈونٹ لویو" آگے سے میسج آیا۔ وہ تڑپ گئی اسکے اس میسج پر اور پریشان بھی۔ اتنے میں دوبارہ میسج آیا "بیکاز آئی عشق یو میری جند، میری اینجل" وہ اس سے بھی خوبصورت اظہار کر گیا تھا سمیہ کی جان میں جان آئی۔

"اینڈ آئی ہیٹ یو" سمیہ نے ریپلائے دیا صارم اسکی غصے والی شکل سوچ کر خیال میں قہقہہ لگا گیا۔

However far away

I will always love you

However long I stay

I will always love you

بسما بھٹی

دل جانر من رقصہ

Whatever words I say

I will always love you

I will always love you

whenever I'm alone with you

you make me feel like

I am free again

Whenever I'm alone with you

you make me feel like

I am clean again

I will always love you "

اسکے جزبات کی تر جانی ان لیر لس مے سمیہ کے دل میں طلاطم برپا کر دیا تھا۔ وہ لیپ ٹاپ بند کر کے سینے پر ہاتھ رکھ
چکی تھی اسکے گال ایسے سرخ تھے جیسے یہ الفاظ اس کے کان میں خود بول گیا ہو اسکے دل ایسے شور برپا کر رہا تھا جیسے
وہ اسے سامنے بیٹھ کر دیکھ رہا ہو۔ وہ فوراً اسے چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔



دل جانم من رقصہ

"ہوووو وہائےےےے، بے شرم انسان" نگین نے اسکے موبائیل میں جھانکتے اونچی آواز میں کہا۔ صارم ڈر کر اور ہر برا کرا سکی طرف مڑا جو نجانے کب اس کے کمرے میں آکر اسکے پیچھے کھڑی اسکی چیٹ پر رہی تھی کہ وہ لیا کہ رہا ہے اور اینڈ پر جو گانا لکھ کر اسنے بھیجا تھا ساتھ میں کسز اتنی ساری نگین نے آنکھوں پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

"تم۔۔۔ کہاں سے ایسی۔۔۔۔ ت۔ ہیں میمنز نہیں ہیں ایسے۔۔ کیسے۔۔۔ کسی کی پرائیویسی میں گھستے

ہیں "صارم تو خود پانی پانی ہو گیا تھا کہ اسکی بہن کیا پڑھ لیا۔ اور بدھو کو پتا بھی نہیں لگا کہ وہ کب آئی پیچھے۔

"توبہ توبہ۔۔۔ یا اللہ! معاف کرنا۔۔۔ میرا بھائی ایس۔۔۔ مسٹر صارم ملک دی گریٹ بزنس مین اتنا سستا

واشق۔۔ افففف توبہ توبہ "نگین توفل موڈ میں تھی اچھی ٹانگ کھینچ رہی تھی۔ صارم تو کھجل ساہو رہا تھا۔

"اچھا بس کرو، خبردار دوبارہ میری جاسوسی کی" صارم کے پاس تو الفاظ ختم تھے۔ "ہاں بچو۔۔ اب کہاں پسند آئیں

گے۔۔۔ اس اینجل نے تم جیسے بلے کو قبول جو کر لیا ہو گا تم پر رحم کھا کے "نگین نے ہاتھ جھاڑ کر کہا اور بیڈ پر ٹانگ یہ

ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گئی

"بکواس نہیں" صارم کی ناچاہتے بھی مسکراہٹ لبوں پر آگئی اور وہ دوسری طرف منہ کر گیا۔ "اوہ تیری۔۔۔ قسم؟"

سچی؟ اسے تو پسند کیسے اگیا ویرے؟" نگین دل ہی دل میں اپنے بھائی کے صدقے چلی گئی مگر وہ بھی اسکی 5 منٹ

بڑھی بہن تھی کیسے بخشی۔ "بس تم نادل جلایا کرونگی" وہ اسکی بات ہر سڑ گیا تھا پر وہ اسکو دیکھ کر قہقہہ لگائی۔ اور

اسکے ساتھ وہ ہنس دیا آگے بڑھ کر اپنی بہن کو گلے لگا لیا ہاں وہ بہت خوش تھا وہ جسے چاہتا تھا وہ بھی اسے چاہتی تھی۔

نگین نے محبت سے اس کے گرد باہیں پھیلا دیں۔ "اللہ تمہیں ڈھیروں خوشیاں عطا کرے۔۔۔۔۔ اچھا بابا کو کب بتانا

دل جانے من رقصہ

ہے؟" نگین ابھی بھی اسکے ایک بازو کے حصار میں تھی۔ "ان شاء اللہ وہ پر سو آرہے ہیں تب انہیں فوراً اسکے گھر بھیج دوں گا" وہ خوشی سے چہک کر بولا۔

"چلو زیادہ شوئے ناہو" ساتھ ہی نگین نے زمین پر پٹخنا ضروری سمجھا۔ "ویسے۔۔۔۔۔ میں نے انہیں دیکھا" اب وہ استنگ کرنے لگا۔ نگین نے نا سسمجھی سے اسے دیکھا۔

"رضافراز جمالی کو" وہ اب انی برا چکا کر اسے مزے سے بتا رہا تھا۔ نگین فوراً سے گڑ بڑا گئی۔ "تو۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے کیوں بتا رہے ہو" نگی۔ گلہ تر کرتے بولی۔ "وہ اس لیے کہ میں نے تمہیں ان کی پکچر زوم کرتے دیکھا تھا اور یہ بھی دیکھا تھا تم نے انکی ایر پورٹ کی پکچر پورے 5 منٹ زوم کر کے دیکھی تھی" صارم اسکی حالت غیر کر چکا تھا۔ نگین نے کرنٹ کی طرح اس کے چہرے کی طرف دیکھا کہ س نے کب مجھے دیکھ لیا یہ تو بہت خفیہ بات تھی یہ تو صرف وہ جانتی تھی کہ اپنے ایمپلوٹ سے اس نے ایر پورٹ سے رضافراز کی پکچر کھنچوائی تھی اور یہ تو تب تھا نہیں جب وہ دیکھ رہی تھی۔ "ت۔۔۔ تمہیں۔۔۔ ششش۔۔۔ شرم نہیں آتی۔ ایسے جاسوسیاں کرتے ہوئے" نگین بوکھلا کر بولی ساتھ میں نا نظر آنے والے بالوں کو کان کے پیچھے اڑنے لگی۔

"نابابا، تمہارا ہی بھائی ہوں وہ بھی 5 منٹ چھوٹا جب تمہیں شرم نہیں آتی تو میری کیا مجال میں شرم کروں۔۔۔ ویسے میں تو ومان رہا ہوں کہ میں ہوں بے شرم تم بھی مانو نا۔۔۔" صارم اسکے بازو پر چٹکی کات کر بولا اور صوفے پر بیٹھ کر اسکی حالت سے محظوظ ہونے لگا۔

دل جانم من رقصہ

"بہت ہی۔۔۔ بیغیرت ہو تم صامی۔۔۔ دفعہ ہو جاؤ،۔۔۔" وہ اس کو سلواتیں سناتی بھاگنے کے امداد سے کمرے

سے نکلی اور پیچھے صارم کا ہتھکڑ لگا

وہ بھاگتی اپنے کمرے میں آئی اور دروازہ بند کر کے ساتھ بیٹھ گئی اسکی چوری۔ جودل نے کی تھی پکری گئی وہ تو کبھی رضا فراز کو بھلا ہی ناسکی اور اب بھی اسکو دل میں بسایے تھی۔ اس نے دبی دبی مسکراہٹ سے الماری سے وہی ایرپورٹ والی پک نکال جو صرف سینے تک کی تھی۔ ہیزل گرین آنکھیں، کھڑی مغرور ناک بالوں کا پف۔۔۔ وہ حسین تھا آج بھی۔

♥ مجھے جو ہوا ہے، اسکی نادوا ہے ♥

♥ کسی نے چھو ا ہے دل ♥

♥ ہی کس کی نظر کا ہے اثر ♥

♥️ پوچھے جو کوئی تو تیرا نام دلوں ♥️



"آپی کیا کریں گے اب پر سونکاح ہے آپکا؟" انعم اسکے بخار کو چیک کرتے پوچھ رہی تھی اور صنم تو پہلے ہی ایک مکمل دن بخار سے بیہوش رہی تھی اور اب کچھ سنبھلی تھ۔

"مجھے نہیں معلوم" صنم اپنا سراپہ ہاتھوں میں تھما چکی تھی۔ "صنم" اتنے میں زرین جمالی اسے پکارتی فٹاٹ اندر آئیں۔

دو ن ان کی طرف متوجہ ہو گئیں

"بیٹا راحم کی فیملی آئی ہے وہ نکاح ابھی کرنا چاہ رہے ہیں جلدی سے یہ ڈریس پہن لو" وہ کافی تیزی میں تھیں اور انعم صنم کو کو حیرے کے شدید جھٹکے لگے۔

"کیا۔۔۔ کیون۔۔۔ ابھی؟ صنم کے حلق سے اواز نہیں نکل رہی تھی۔ انعم کی حالت بھی غیر تھی ایک تو یہ ڈر کہ اسکی بہن کا کیا ہوا گا اور دوسرا جسے وہ چاہتی ہے اتنی جلدی وہ اس سے دور ہو رہا ت موت سے بتر لمحہ وہ محسوس کر رہی تھی۔ اسکے گلے میں آنسوؤں کا پھندا آٹک گیا۔

ناوہ ہل پار ہی تھی نا ہی صنم۔۔۔۔۔ دونوں کی حالت ایک ہی تھی دونوں محبتوں کو قربان کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتی تھیں۔



“اما۔۔۔ ایسے۔۔۔ کیسے؟” صنم نے الجھ کر کہا۔ انعم بھی رہی سی اپنی ماں کو دیکھ تھی۔

“کیوں بیٹا؟؟؟؟ ایسے کیوں بیہوش کر رہے ہو سب کی ہوتی ہیں شادیاں بس تمہاری جلدی کر رہے ہیں” وہ مسکرا کر بولی اور دروازے کی طرف بڑھیں۔

“اما۔۔۔ اتم۔۔۔ اتنی جلدی کیوں؟؟؟؟” انعم نے ایک بار پھر انہیں روکا۔ بات تو اب کرنی تھی نا۔۔۔۔۔ چھوڑ نہیں سکتے تھے۔

”احمد بھائی کی والدہ ٹھیک نہیں ہیں تو انہیں کل جانا ہے حویلی، اور پھر راحم نے بھی جانا ہے نیکسٹ ویک بزنس ٹور پر پھر پورا مہینہ لگ جائے گا اور وہ سب جلدی چاہتے ہیں دیر نہیں۔۔۔ اور جلدی سے تیار ہو جو میرا بچہ۔۔۔ انعم آپ کی مدد کرو“ زرین جمالی نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھیں۔ انکو بہت سے کام کرنے تھے انکی بیٹی کا نکاح جو تھا۔

”اما۔۔۔ یہ ممکن نہیں ہے“ صنم نے سر جھکا کر کہا۔

”بیٹا زرد والی بات تو نہیں ہے یہ،۔۔۔ چلو میری بیٹی سے تیار ہو جائے“ وہ دروازے کا ناب گھماتے بولی۔
 ”اما آپ کو سمجھ نہیں آ رہا۔۔۔ میں یہ نکاح کر رہی نہیں سکتی یہ میرے بس میں نہیں میں پہلے سے کسی کے نکاح میں ہوں“ صنم الجھ کر چیخی تھی اور زور سے آنکھیں بند کر لیں تھک گئی تھی سب اکیلے جھپٹتے جھپٹتے، کوئی سمجھ ہی نہیں رہا تھا اسے، کیوں نہیں سمجھا جا رہا تھا۔ کاش کوئی اسکی تکلیف کو اس وقت سمجھتا۔
 زرین جمالی کے باہر بڑھتے قدم رکے اور وہ پلٹی انکی آنکھوں میں غصہ تھا۔ انعم کا سانس رک رہا تھا اب وہ کسی ہنگامے کو آرام سے سوچ سکتی تھی۔ انعم نے بھی سر جھکا دیا۔

”ایک تھپڑ لگاؤں گی میں۔۔۔ کوئی وقت ہے مزاق کا۔۔۔ جب دیکھو تم دونوں کو اپنی پڑ جاتی ہے، خبردار ایسا کوئی بھی فضول مزاق کیا۔۔۔ خوشی کا وقت ہے اور تم لوگوں کے ہوش نجانے کہاں۔۔۔ تیار ہو کر نیچے آؤ“ وہ ان کو جھڑکتی کمرے سے باہر نکل گئیں۔ کم سے کم انکی سیٹیاں حقیقت میں ایسا کچھ کر ہی نہیں سکتی تھیں تو صاف ظاہر ہے کہ وہ مزاق کر رہی تھی اپنی ماں کے ساتھ۔

”آپی۔۔۔“ انعم اسکے پاس آکر بیٹھ گئی۔

”میں کیا کروں انعم۔۔۔ کوئی سمجھتا کیوں نہیں ہے۔۔۔ سب اس بات کو لائٹ کیوں لے رہے ہیں؟“ اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ وہ تکلیف کی حدوں پر تھی جہاں اسکی بے بسی پوری طرح سچ سنور کر اس پر ہنس رہی تھی۔ انعم نے اسے بازوؤں کے گھیرے میں لیا۔

”ہمت کریں آپی“ انعم نے بھرائی آواز میں کہا۔

”مجھے مار دو انعم۔۔۔ میں منت کرتی ہوں تم سے۔۔۔ میرا قتل کر دو۔۔۔ مار دو مجھے۔۔۔۔۔ میری زندگی سے کچھ نہیں ملے گا۔۔۔ یا اسے کہو مجھے چھوڑ دے۔۔۔۔۔ یا تم مجھے مار دو کسی کو کچھ علم نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ میری عزت رکھ کو“ وہ انعم کے سامنے روتی ہاتھ جوڑ گئی تھی۔ وہ زار و قطار رو رہی تھی۔

”کیسی باتیں کر رہی ہیں ہمت کریں آپی اللہ ضرور اس پریشانی سے نکالے گا“ انعم کے تو خود دلا سے کے حوصلے کے الفاظ ختم ہو گئے تھے۔ وہاں سے ہمت دینا چاہ رہی تھی۔

*آپ ہمت رکھو میں باہر کا پتا کر کے آتی ہوں“ وہ اسے پانی کا گلاس پکڑاتی باہر کی طرف بڑھی۔ اسے بات کرنی تھی اپنی ماں سے یا کم سے کم راحم سے ماں نا صحیح راحم ضرور کچھ کر سکتا تھا۔ وہ جلدی سے نیچے سیڑھیاں اتری جیسے ہی کوریڈور مڑی کسی سخت چیز سے ٹکرائی اور نیچے ہی بچاری گر گئی۔

”اوہ سوری، آپ کو لگی تو نہیں؟“ غازی نے آگے ہاتھ بڑھایا۔

ایک تو پہلے ہی اتنی پریشانی اوپر سے ٹکڑ ماری اور اب ہاتھ بڑھا رہا ہے اسے اٹھانے کے لیے۔ انعم نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔

خود کو ایسی سخت نظروں سے گھورنے پر وہ گڑ بڑا گیا۔

انعم نے ہاتھ جھٹکا اور اٹھ کھڑی ہوئی اور سائڈ سے نکلنے لگی۔

"ریلی سوری میں نے جان کر نہیں کیا سب" غازی نے اپنی بات کی صفائی پیش کی۔

"واٹس یور پرابلم، کیوں بات کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جاس جہاں جانا ہے آپکو، دماغ خراب کیا ہوا ہے" وہ تو آگے سے لاوے کی طرح کی پھٹی تھی۔

"مانڈیور اٹیٹیوڈ مس انعم، آپ سے زیادہ تیز آواز آپکی بولتی بند کروا سکتا ہوں سمجھی" غازی نے اس کی بد تمیزی کا جواب دیا مگر آہستہ۔

"اوہ پلیز۔۔۔ معاف کریں آپ مجھے" وہ چڑ کر اسکے آگے ہاتھ جوڑتی آگے بڑھی۔

غازی کا پارہ ہائی کو چکا تھا اسنے تو سمجھا تھا کہ وہ نازک سی نرم مزاج ہوگی مگر یہ تو ! کافی سخت زبان کی نکلی۔ غازی نے نفرت سے اپنے اس ہاتھ کو دیکھا جو اسنے اسکے آگے کیا تھا نفرت سے دیوار میں مارا اس کے دل میں جو ہلکی سی پسندیدگی آئی تھی وہ ختم ہو چکی تھی وہ بھی چودھریوں کا خون تھا۔ اور اپنا معیار سے کم تر کیسے سوچے۔ وہ اپنی زندگی سے انعم جیسی صورت و سیرت دفن کر چکا تھا۔



”کدھر جا رہا ہے تو؟“ صارم اسے تیز تیز بیک پیک کرتے دیکھ رہا تھا۔ اور اسکی سائیکی کو سمجھنا چاہ رہا تھا۔

”جمالی ہاؤس“ دو حرفی بات کر کے وہ دوبارہ الماری میں گھس گیا۔

”کیوں؟؟؟؟ کیوں؟؟؟ کیا کرنے جا رہا ہے؟؟؟ اور یاد آیا تو نے۔۔۔ اسکے کمرے میں کیمرے لگوائیں ہیں

نا۔۔۔۔۔ کیا کرنا چاہ رہا ہے“ صارم تو بگڑ ہی گیا تھا اسکی بیوقوفی پر۔

”اسلی ہمت کیسے ہوئی اسے سوچنے کی اسے دیکھنے کی۔۔۔ میں اسکی سوچیں تباہ کر دوں گا۔۔۔۔۔ اور اس کے گھر والے

دیکھو کتنے تکلیف دے رہے اسے۔۔۔ وہ رو رہی ہے اور میں اسکے پاس ناہوں لعنت ہے پھر ابرار شاہ پر کہ وہ اپنی جانم

کی آنکھوں میں آنسو دیکھ سکے“ وہ دھاڑا تھا گر جاتا تھا۔

ایک پل تو صارم بھی گڑ بڑا گیا اسکی گرج سے۔ لیکن پھر اسنے سوچا کہ اگر وہ ابرار کی جگہ ہوتا اور اسکی اینجل کی بات

ہوتی تو وہ تو دینا کو ہی تباہ کر دیتا اسکی اینجل کو اگر اس سے دور کر دیا جاتا۔

”چل میں تیرے ساتھ چلوں“ صارم نے موبائل پاکٹ میں ڈالتے کہا۔

”نہیں۔۔۔ تو میری وجہ سے کچھ خراب نا کر تیری لائف ہے اسے خراب نا کر۔۔۔ یا تو آ کر کروں گا یا پار“ وہ دوبارہ

بیگ میں آخری چیز رکھتا بیگ بند کرتے بولا۔

”تجھ سے کس نے پوچھا؟ تجھے بتا رہا ہوں“ وہ ابرار کی آواز سے زیادہ گر جا۔

”چلیں؟“ ابرار مے ریو الوری بیک پوکٹ میں رکھتے پوچھا۔

”چل“ صارم نے بھی ریو الوری بیک پوکٹ میں رکھی۔

بسما بھٹی

دل جانر من رقصہ

ان دونوں نے تحفظ کیلئے رکھیں تھیں اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ اب استعمال میں لائیں جائیں گی۔
ان دونوں کی مرسیڈیزا گے پیچھے شاہ ہاؤس سے نکلی۔



اک دن محبت اوڑھ کر

نکلوں گلی کے موڑ پر

تیری ہتھیلی پہ لکھوں

تیرا نام میرے نام پر

پھر تو تکلف چھوڑ کر

پھر تو جھکا کر کے نظر

رکھنا میرے کاندھے پہ سر

زندگی۔۔۔ کچھ تو بتا زندگی

اپنا پتہ زندگی

دیبا اپنی آواز میں اپنا چینل رن کر رہی تھی۔ اللہ نے اسے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔
وہ حسین تھے، اچھا بیگلر آؤنڈ تھا، اسکی آواز اچھی تھی، سٹڈیز میں اچھی تھی، آرٹس میں کمال رکھتی تھی۔
اس کے بعد وہ 5 منٹس کی بریک لینے لگی کہ سمیہ کی کال آگئی۔

”ہے جانی وٹس اپ؟“ دیبامے چہک کر کہا۔

”سن میں تجھے لینے آرہی ہوں راحم بھائی کا نکاح ہے تیار رہ“ اسکی سنے بناوہ اپنی سناتی فون بند کر چکی تھی۔

”یہ کیا ہے۔۔۔ دورے پڑتے اسے۔۔ کیا کروں اب میں“ دیبانے چرچرا کر مٹھیاں بھیجی وہ اسکی دوستی کا نجائز فائدہ اٹھا رہی تھی۔

”کوئی پر اہلم ہے؟“ ڈائریکٹر نے آکر پوچھا۔

”جی سر۔۔ آئی ہیوٹوگو سرائٹس ایمر جنسی“ وہ کہتی بیگ پیک کرنے لگی۔

”کیوں دیبا؟ شوچل رہا ہے؟“ وہ پریشانی سے بولے۔

”سوری سر پلیز ٹیک اٹ“ وہ کہتی ہارن کی طرف متوجہ ہوئی جو اسے لینے آچکی تھی۔ وہ بھاگنے کے انداز میں باہر نکلی۔

وہ اس وقت بلیک پلازو، وائٹ کرتا، گلے میں سکارف کی صورت م دوپٹہ لپیٹے یعنی دونوں پلوؤں کو دونوں اطراف سے آگے کیا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر اندر بیٹھی اور خونخوار نظروں سے گھورا۔

”میں اس ڈیسنگ میں جاؤں گی؟“ وہ چیخی تھی۔

”اچھا کرادیتی ہوں میں“ سمیہ نے گاڑی ریورس کی اور مال کی طرف بڑھادی اب اسے اسکے لیے ڈریس خریدنا تھا۔ اور تقریباً 20 منٹس میں وہ اورنج شورٹ فرائک اور چوری دار پاجامے میں تیار گاڑی میں بیٹھی تھی اور وہ جمالی ہاؤس کی طرف بڑھے۔



صنم خاموش بیڈ پر بیٹھی کہ کھڑکی پر کھڑاک ہوئی۔ اور وہ اس طرف متوجہ ہو گئی۔ اور وہ اندر داخل ہوا۔ وہ کافی نکھرا نکھرا اور الگ روپ میں تھا بلیک جینز، وائٹ شرٹ پر بلیو ہڈی اور بلیک ماسک۔ وہ کس نیت سے آیا تھا۔ وہ اچھل کر بیڈ سے کھڑی ہوئی۔ اور وہ سخت نظروں سے اسکی طرف بڑھا۔ اسکے بازو کو سختی سے پکڑ کر اپنے قریب کیا۔

”میں نے سوچا تھا کہ تمہیں بہت پیار سے لے جاؤں مگر تمہیں میرا مان میری چاہت میری وفا سکون سے کہاں اس آتی ہے“ وہ اس پر اچھا خاصا ہنس دیا۔ وہ شکایتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی کہ وہ کیوں سختی سے بات کر رہا ہے۔ اسکی آنکھوں میں پانی بھرتے دیکھتے وہ اسکی آنکھوں پر بہت نرمی سے جھکا صنم نے آنکھیں سکون سے بند کر دیں وہ نجانے کیوں سکون میں تھی اسکے آنے پر جیسے وہ سب ٹھیک کر دے گا سنہ دھیرے سے اسکے دل پر ہاتھ رکھا۔ وہ اسکی آنکھوں میں ڈاب تھا آگر بڑھ کر لبوں کو گرفت میں لیا۔ کچھ دیر سیراب کرنے کے بعد اس نے اسکے نچلے ہونٹ پر دانت گاڑھے۔

”بتاؤ کس کی ہو؟“ اسکے ہونٹ کو اپنی دسترس میں لیے وہ اس پر پوچھ رہا تھا۔ ایک ہاتھ سے کمر پر سختی تھی اور دوسرا ہاتھ گردن کے پیچھے تھا۔ وہ اسے تکلیف سے دیکھ رہی تھی کیوں وہ تکلیف دے رہا تھا ایسے کیوں پیش آتا تھا اس سے وہ جانتا تھا کہ وہ سب کی بے رکھی سختی برداشت کر سکتی ہے مگر اسکی نہیں اور وہ بنا لحاظ کیے اسے تکلیف دے رہا تھا۔

”بولو“ وہ اور دانت گاڑتے بولا۔ ”آپ کی۔۔ شاہ کی“ بولا تو جاسکتا نہیں تھا لیکن ہمت پوری کی بولنے کی۔ اس نے اسکا ہونٹ چھوڑ دیا تو اپنے نچلے لب کو اندر کر گئی کافی تکلیف ہوئی تھی۔ وہ مسکرایا اور انگلی سے اسکا نچلا ہونٹ باہر نکالا

اور اس بار بہت محبت سے اس پر جھکا وہ بھی ہر بار کی طرح مگن ہو چکی تھی۔ اسے خود میں مدہوش کر کے وہ ایک ہاتھ اسکی گردن کی نبض پر لایا اور دبایا اور صنم سیکنڈ میں اسکے بازوؤں میں جھول گئی۔

"میری جانم، تم میری ہو، صرف میری۔۔۔۔ تمہیں اتنی محبت کروں گا کہ کبھی کسی تکلیف کا گماں نہیں ہوگا" وہ اسکے گال ناک ماتھے اور ہونٹوں پر بوسہ دیتے بولا

یو نہی نہیں تجھ پہ دل یہ فدا ہے

سب تو علحدہ سب سے جدا ہے

ناممکن سا تیرا چہر امل پانا

دل میرا چاہے جب بھی تو آئے

تجھ سے میں کہہ دوں واپس ناجانا

باہوں میں تیری ساری شب جاگوں

آنکھوں سے دیکھوں صبح کا آنا

۔ اور اب اسے اس کمرے سے نیچے باہر نکلنا تھا جس کا انتظام صارم کے زمرے تھا

READERS CHOICE



صارم نیچے الرٹ کھڑا ان دونوں کا ہی ویٹ کر رہا تھا۔ کہ اسے اچانک کھلکھلاتی آواز سنائی دی اسے ایسا لگا جیسے اسکی اینجل ہو لیکن جھٹلا دیا کہ اسکی اینجل یہاں کہاں لیکن وہ آواز تیز سے تیز تر ہو رہی تھی صارم فوراً پلر کے پیچھے چھپ گیا جو صنم کے کمرے کے نیچے تھا

اور وہ دونوں ناجانے کیا کرنے آرہی تھیں۔

“ویسے کیا بات ہے راحم بھائی کی پسند کی شادی ”دیبا نے مسکرا کر کہا۔ “ہاں میں تو بھائی سے دو دفعہ ٹریٹ لوں گی ” سمیہ نے ہنستے کہا۔ صارم کو اب سمجھ آئی کہ صنم کی جس لڑکے کے ساتھ رشتہ طے ہوا تھا وہ تو اس کی اینجل کا بھائی ہے اور اگر ابھی وہ جو کرنے آئے تھے اسکی بھنک اگر لگ گئی کسی کو تو اسکے اور اینجل کیلے مسئلہ ہو سکتا ہے مگر جب یہ زہن میں آیا کہ ابرا کیلئے سب کچھ تو اسے سچ میں آگے کا نہیں سوچنا تھا۔

“ویسے تمہاری صارم بھائی سے بات ہوئی؟ ”دیبا نے پکچر کلک کرتے پوچھا۔

“ہاں ہوی، اور تم کیا نام لیتی ہو میں ہمیشہ لحاظ کرتی ہوں اور تم۔۔ بھائی کہا کرو بس ”سمیہ چلتے واپس اسے جھرک رہی تھی۔

“اوے اوے ہوے اوے انیااااا محنتاں ”دیبا اسکے ساتھ چلتے ہٹ کرتے بولی۔

“ہاں ہے تو اور بہت ہے اب تمیز سے چلو ”وہ اس بھی ہٹ کرتی چل رہی تھی

آوازیں مدھم ہو رہی تھیں لیکن صارم ملک کو اسی مقام پر جامد کر چکی تھی۔ وہ اس کے الفاظ تھے یا جادو۔ وہ بھی اس کی اینجل جادو جانتی تھی شاید وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی ابھی براؤں فراک میں بالوں کا جوڑا بنائیں وہ شہزادی لگ رہی تھی وہ دھیرے سے مسکراے اپلے سر ٹکا گیا۔

♥ اے میرے دل مبارک ہو ♥

♥ یہی تو پیار ہے ♥

اور اس کے موبائل پر بیپ ہوئی ابرار کی طرف سے تھا اب اسے مزید الرٹ ہونا تھا۔



”آپی؟“ انعم کمرے میں آئی تو اسے آواز دی لیکن وہ نہیں تھی اندر۔ نکاح کا جوڑا ایسے ہی بیڈ پر پڑا تھا۔ وہ آگے بڑھی کہ شاید واشروم میں ہو لیکن اس کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ ایک دم سے گھبرا گئی۔ صنم کی تو کہاں؟ وہ بالکونی میں گئی تو کوئی نہیں تھا۔ اس کی بہن کہاں گی؟ اس نے کچھ کر تو نہیں لیا؟ اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ ماؤف دماغ سے بیڈ پر بیٹھی۔ وہ باہر کیا بتائے گی؟ وہ کیا کہے گی اپنے ماں باپ سے کہ اس کی بہن کہاں ہے؟ پھر اس کے والدین لوگوں کو کیا جواب دیں گے؟؟ وہ پریشان سی خالی نظروں سے فرش گھور رہی تھی۔ اس کا موبائل بج اٹھا اس کی ہلکی سی ٹون ایسے تھی جیسے سارے سپیکرز سے آواز اٹھ رہی ہو۔ اس نے فوراً پک کیا۔

”ہے لسن آئی نو یو آر انعم، میری امانت میں لے چکا ہوں صنم کی فکر نہ کرنا وہ میری پناہوں میں سلامت ہے“ وہ فٹافٹ کہتا کال ڈاکنیکٹ کر گیا۔

انعم پر تو ایسے تھا جیسے آسمان گر گیا ہو۔ اسکے حواس ختم ہو رہے تھے۔ اسکے کانوں میں اپنے والدین کے خوشی سے قہقہے سنائی دے رہے تھے اسکی آنکھوں میں اپنے بھائی کی محبت بھری مان بھری باتیں اور چہرا گھوم رہا تھا۔ وہ بالکل ماؤف ہو گئی۔ ایک پل اس نے بس یہ سوچا اگر اس نے نیچے جا کر بتایا کہ اسکی بہن نکاح کے وقت اپنے کمرے میں موجود نہیں تو؟ اسکے والدین کو ذلیل کیا جائے گا اس کا بھائی سراٹھا کر نہیں جاسکے گا وہ اپنا سر ہاتھوں میں جکڑ گی کیا وہ یہ سوچ کر خوش ہو و کہ اسکی بہن زمانے کو سوالوں سے بچ گئی یا اب افسوس کرے کہ محفوظ اب بھی نہیں وہ۔ اس نے سر کے بال مٹھی میں لیے کہ نظر نکاح کے جوڑے پر پڑی۔ ساری حسیں جس پوائنٹ پر آ کر ٹکیں وہ بے حد خطرناک تھا اسے یہ کرنا تھا۔

اسے اپنے والدین کی خاطر کرنا تھا۔ نیچے دو خاندان جمع تھے۔ وہ انکی عزتوں کو اچھلنے نہیں دے سکتی تھی۔ اسنے جوڑے کو اٹھایا اور سرد جسم و حس سے واشروم کی طرف بڑھی۔ اسے یہ کرنا تھا اپنے گھر کی عزت کی خاطر۔

10 منٹس میں وہ شیشے کے سامنے بیٹھی خود کو دیکھ رہی تھی۔ اگلے ساری سوچوں کو دفن کرنے کیلئے بند کرنے کیلئے گھونگھٹ گرا دیا۔ اتنے میں زرین جمالی اندر آئیں۔

”کہاں ہے یہ انعم کہا بھی تھا تمہیں لے آئے۔۔۔ خیر چلو میں لے چلوں۔۔۔ اور یہ گلہ مت کرنا کہ ماں نے چہرا نہیں دیکھا میں نے اپنی بیٹی کو دیکھ لیا تو مجھسے کام کرنے مشکل ہو جانے“ وہ اسکے گھونگھٹ پر ہی ماتھے پر بوسہ دیتی بولی اور باہر کی طرف لے کر بڑھیں۔ وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں انکے ساتھ چلی انہیں کچھ گڑبڑ تو لگی مگر وہ سمجھی کہ ہر

لڑکی پر وقت سخت ہوتا ہے شلد اسی لیے۔ اسے نیچے لاؤنج میں لایا گیا جسکا سیٹ اپ کچھ ایسا تھا کہ پردہ حائل تھا۔ سارا گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔

اسے بٹھا دیا گیا اور مولوی صاحب کو بلایا گیا۔

انعم جمالی نے کبھی نہیں چاہا تھا وہ اپنی چاہت کو ایسے اپنائے کبھی نہیں چاہا تھا کہ وہ ایسے راحم کہ نکاح میں جائے سو وہ سر دہل لیے چپ تھی۔

”صنم بنتِ فراز جمالی کا نکاح راحم چودھری بن احمد چودھری سے 10000 سکہ رائج الوقت طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟“ انعم سے پوچھا گیا وہ خالی دماغی بیٹھی تھی۔ زرین نے اس کے کندھے پر وزن دیا۔ انعم نے مڑ کے اس ہاتھ کو دیکھا۔

”قبول ہے“ ہاں اس نے کہ دیا۔ زرین نے ایسے ہاتھ کھینچا جیسے کرنٹ لگا ہو۔ ”انعم؟؟؟“ وہ زیر لب بڑبڑائی۔ وہ یہاں کیا کر رہی تھیں؟ اس کا نکاح کیسے؟؟ صنم کہاں ہے؟؟ سب میں سے زرین جمالی پہچان گئی تھیں وہ اس کی ماں تھی کیسے نا پہچانتی۔ وہ آنکھیں حیرت سے کھولے طرح طرح خیالوں سوالات سے انعم کو گھور رہی تھی جو سر جھکائے بیٹھی تھی۔ ہوش تب آیا جب ہال میں مبارک ہو کی آواز گونجی۔

مطلب نکاح ہو گیا؟؟؟ انعم کا؟؟؟ راحم سے؟؟؟ وہ اسے سوچ سے فرش پر گر گئیں۔

”اما۔۔ زرین“ ان کی طرف سب بڑھے۔ اقر نہیں کوئی آگے آیا تو وہ انعم جمالی۔۔۔ آں آں۔۔ انعم راحم تھی جو خالی دماغ اور ساکت سر دہنا کسی تاثر کی اس کمھوں سے اپنی ماں کی طرف بڑھتے دیکھ رہی تھی۔



“ما۔۔۔ ماااا۔۔۔ مم۔۔۔ مام” صنم کو آہستہ آہستہ ہوش آرہا تھا لیکن آنکھیں بند تھیں۔ وہ جو کھڑکی پر کھڑا سگریٹ کے کش لے رہا تھا راسی گردن موڑ کر بیڈ کی طرف دیکھا جہاں وہ ہوش میں آرہی تھی۔ صنم نے آنکھیں کھولی تو منظر دھندلا تھا وہ سیدھی ہو کر بیٹھی ادھر ادھر دیکھا سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ کہاں ہے۔ کمرے میں ہلکی ہلکی سی روشنی تھی۔ بیڈ شیٹ کا کلر براؤن تھا ہم رنگ تکیے تھے۔ سائڈ ٹیبل تھا جہاں پانی کا جگ پڑا تھا۔ خود وہ اپنے ہی ڈریس میں موجود تھی۔ اپنے سر کو آنکھیں بند کر کے دبایا سے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کہاں ہے۔ اپنی کنپٹی کو زور سے مسئلہ اور پھر آہستہ آہستہ سارا گزرا وقت اسکی آنکھوں میں آنے لگا۔ اسکی حیرت خوف بے یقینی سے آنکھیں کھل گئیں وہ کہاں تھی اسکا نکاح رکھا گیا تھا، انعم نیچے گئی تھی اسکے لیے آسانی پیدا کرنے، پھر وہ آیا تھا اور اسکے بعد؟؟؟ اسکے بعد؟؟؟ وہ سرہاتھوں میں تھما گئی کہ اچانک چونک کر بیڈ کو دیکھا یہ اسکا روم نہیں تھا یعنی وہ کہیں اور تھی۔ وہ خوف سے ڈر سے اچھل کر بیڈ سے اتری۔ کمرے میں نظر گھماتے سامنے کھڑکی پر کھڑے اسے کش لگاتے دیکھا۔

“سمو کر؟” وہ اسکو سیگریٹ کے کش لگاتے دیکھتے زیر لب بڑبڑائی۔ لیکن اچانک یاد آیا کہ بد تمیز اسے اٹھالایا ہے۔ وہ تیزی سے اسکی طرف بڑھی۔ اسکے کندھے سے کھینچ کر اپنی طرف کیا۔ غصے سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، گال

بخار سے دھک رہے تھے اور دماغ گھوم چکا تھا یہ جان کہ کہ اسکے ساتھ کیا ہوا۔ اور مقابل کھڑا شخص بہت سکون دہ انداز سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسکا سکون سے دیکھنا صنم کو مزید تپا گیا تھا۔
 ”چٹاخ“ صنم نے اسے رکھ کر تھپڑ مارا اسکی کالر کو جھٹکے سے پکڑا۔

”کیوں کیا تم نے ہاں؟؟؟ مجھے کہاں اٹھا کر لائے ہو؟ ہمت کیسے ہوئی مجھے ایسے لے کر آنے کی؟ تمہیں احساس ہے کہ تم نے کیا کر دیا ہے“ وہ غصے اور تکلیف سے اس پر گرج رہی تھی مگر وہ تھپڑ پڑنے کے باوجود سکون میں تھا صنم کو کافی ڈھیٹ مٹی کا لگا وہ

”مجھے چھوڑ کر آؤ ابھی کہ ابھی؟ میرے مام بابا مر جائیں گے یوسک مین۔۔۔ دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا پہلے ہی تمہاری وجہ سے میں اتنا بگھٹ رہی ہوں مجھے آزاد کرو اور چھوڑ کر آؤ ابھی کے ابھی“ وہ اسکے کالر کو ابھی بھی پکڑے گرج رہی تھی۔

ابرار نے سیگریٹ کا آخری کش لیا اور اسکا دھواں اسکے منہ پر چھوڑا وہ کیا جانتی تھی وہ اسکے منہ پر ہی سارا دھواں چھوڑ دے گا وہ اسکی کالر چھوڑتی بری طرح سے کھانسنے لگی۔ اس نے نیچے سیگریٹ پھینکا اور اسے مسل دیا۔ پھر اچانک تیز گرفت اسکے بازو پر ڈالی۔ صنم کی ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اسے معلوم تھا کہ اسے سخت بخار ہے لیکن اس سے پہلے اسکی عقل ٹھکانے لا گانی تھی۔

”کیا کہہ رہی تھی؟ چھوڑاؤں؟؟؟ کیوں؟؟؟ اور ایسے کیسے؟؟؟ میرا مطلب تو پورا کیا ہی نہیں ہے بی“ وہ اسکے بازو پر دباؤ ڈالے دوسرے ہاتھ کی انگلی سے چہرے پر لکیریں کھینچ رہا تھا اور وہ اپنی بے بسی پر بس مچل ہی سکی۔

”تم تو اتنی اعلیٰ چیز ہو کہ کیا بتاؤں۔۔۔ ایسے تو چھوڑنے والا نہیں۔۔۔ مار کر کاٹ کر پھینک دوں گا مگر یاد رکھنا (منہ دبوچہ) تم مر کر بھی ابرار شاہ سے ازادی حاصل نہیں کر پاؤ گی“ اسکی آنکھوں میں گرایا تھا وہ۔

صنم نے پوری جان لگا کر خود کو آزاد کروایا۔ ”کیا چاہتے ہو؟؟؟؟ میری زندگی پہلے ہی تباہ کر چکے ہو اب کیا چاہیے تمہیں بولو؟؟؟ کیا دکھ گیا ان 4 سالوں کے بعد مجھ میں جو پلٹ آئے ہو؟؟؟؟ مجھے ازادی بخشو میرے ماں باپ کو مت تڑپاؤ! تمہارے اگے ہاتھ جوڑتی ہوں ابرار۔۔۔۔ انکی عزتیں ہم بیٹیاں ہی ہیں اپنا نہیں سکتے تو چھوڑ دو خدا را چھوڑ دو“ وہ اسکے قدموں میں روتے روتے بیٹھ چکی تھی

ابرار جھکا اور اسکے چہرے کو دبوچ کر اوپر کیا اسکی آنکھیں پانیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ ”ڈیر ڈار لنگ، چھوڑو گاہے نہیں کبھی بھی نہیں۔۔۔ میں کیوں احساس کروں تمہارا۔۔۔ تم نے جب نہیں کیا اس رات تو میں کیوں جروں۔۔۔ اور مجھے جوئی ضرورت نہیں کسی کو یہ بتانے کی کہ تم میرے نکاح۔۔۔ میں ہو۔۔۔ میں تو تمہیں ایسے ہی کھا جاؤں۔۔۔ تمہارے ماں باپ تڑپتے ہیں تو تڑپیں۔۔۔ تم سے کس نے کہا تھا نجھسے غداری کرو۔۔۔ اور ویسے بھی دوپہر کو کڈنیپ ہوئی لڑکی اور انکی نظر میں ہو بھی لڑکی بھاگی ہوئی تو۔۔۔۔۔ رات کے 9 بجے واپس گھر لوٹے۔۔۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے کیا کریں؟ بچا تو کچھ ہے نہیں پیچھے اب پلٹ کر کالا دھبہ ماتھے پر مت سجانا ہر بار میں بچانے نہیں آؤں گا“ اس پر حیرتوں کے پہاڑ توڑ کر وہ اسکے لبوں کو انگوٹھے سے مستابول رہا تھا۔ آنکھیں اسکی صنم کے سراپے پر تھی جو بنادوٹے کے ایک قیامت بن کر سامنے تھی اسکی سانسوں سے اٹکھیلیاں کر رہی تھی۔ اور صنم گم سم ہو گئی تھی

دل جانر من رقصہ بسما بھٹی

دل جانم من رقصہ

اسکی باتوں پر حیرت اور بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ یہاں اتنی دیر سے تھی؟ اور جب گھر والوں کو خبر ہوگی کہ وہ نہیں ہے تو؟؟؟؟ کیا ہوگا؟؟

[illegible]

♥ دل کی جڑوں میں بسنے والے ♥

♥ دل کی دنیا جاڑ دیتے ہیں ♥

یہ عشق کے دعویدار،

♥ یہ حسن کے پیروکار ♥

یہ ناز و ادا کے متقاضی

بس ہوس پر ہیں راضی

دکھاتے ہیں دل کھیل کر

تڑپاتے ہیں جدائی دے کر

یہ دل میں رہنے والے صنم

رلاتے ہیں، ریتے ہیں بہت غم



ماحول میں سکوت چھایا تھا۔ سب مہمان جاچکے تھے۔ لاؤنج میں انعم خاموش سر جھکائے کھڑی تھی۔ اور باقی دونوں خاندان خاموش بیٹھے تھے۔ راحم غازی احمد چودھری رجب بیگم سمیہ اور دیبا اس انکشاف کے بعد کہ صنم کی جگہ انعم کا نکاح ہو چکا ہے عجیب سی حیران و پریشان کیفیت میں مبتلا تھے۔ فراز جمالی اور رضا اندر کمرے میں زرین بیگم کا چیک اپ کروا رہے تھے۔ صورتحال اتنی نازک بنی تھی کہ کوئی اس حالت میں بھی نہیں تھا کہ کسی کو بلا سکے یا بات کرے۔ ہر ایک اپنی جگہ شوکڈ تھا۔

جب زرین بیگم جو زمین سے اٹھایا جا رہا تھا تو کسی کا دھیان دلہن کی طرف نہیں گیا کہ وہ ایسے ہی بیٹھی ہے اسکی ماں ہے آخر۔ اسکی کزنز اسے صنم کے کمرے میں چھوڑ آئیں۔ اور سب مہمان آہستہ آہستہ جارہے تھے۔ جب سب چلے گئے تو احمد چودھری اور انکی فیملی جو نہیں گئے تھے زرین جمالی کی اچانک خراب ہوتی حالت دیکھ کر لاؤنج میں ہی بیٹھے

تھے تب انعم گھونگھٹ کو کھول کر دوپٹہ کندھے پر رکھے نیچے آئی تھی سب نے اسے دیکھا تھا اور سب کو یہی لگا تھا کہ صنم کا ڈریس پہن کر آئی ہے لیکن جب یہ سب کے دماغ میں بات آئی کہ اسکی ماں بے ہوش ہڑی ہے اور صنم موجود نہیں اور انعم اس جوڑے میں، یہ انکشاف اتنا صاف تھا کہ دھماکے ہوئے تھے سب کے سروں پر۔ کسی کو سمجھ نہیں رہی تھی کہ کیا سوال کرے اور کیا بات نا کرے۔ سب ہی خاموش تھے اپنی جگہ۔ اور راحم ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ جھٹلا رہا تھا جو وہ سمجھ رہا تھا۔ لیکن اسکے سامنے جو تھا وہ صاف تھا وہ کیا جھٹلاتا مگر راحم اس حقیقت کو مان ہی نہیں سجتا تھا وہ جس کو بیاہنے آیا تھا اسے ہی اپنے نام کر چکا ہے وہ یہی دل کو سمجھا رہا تھا۔ اور اس دوران انعم بالکل خاموش ساکت نظروں سے لاؤنچ کے بیچ بیچ کھڑی ہو گئی اب وہ ایک مجرم تھی اسکی بہن پر جو ہوا اسکی سزا اسے بھگتنا پڑ رہا تھا اور اب وہ جانتی تھی کہ اس سے سوال کیے جائیں گے اور اسے جواب دینا ہے۔

اتنے میں رضا اور فراز جمالی باہر آئے اور دونوں ہی انعم کو ایسے کھڑا دیکھ کر ٹھٹھکے۔ "انعم، چندا۔۔۔ صنم کہاں ہے؟" فراز جمالی نے اسے اپنے ایک بازو کے گھیرے میں کیا کہ شاید وہ اپنی ماں کی وجہ سے ناراض ہے ابھی تک انہوں نے اسکے کپڑوں پر نظر نہیں ڈالی تھی انعم خاموش رہی۔ نظریں اٹھا کر بات کرنے کی ہمت اس میں نہیں تھی۔ "بولو بیٹا؟" فراز نے دوبارہ پوچھا انہیں کچھ عجیب لگا۔

“یہ۔۔۔ تو۔۔۔ صنم کا نکاح کا جوڑا ہے۔۔۔ تم نے کیوں پہنا؟ اور کیا اس نے ابھی اتارا ہے؟” رضا اسکو جا۔ چتی نظروں سے دیکھتا بولا انعم پھر بھی کچھ نابولی۔ راحم کی نظر اس پر ہی ٹکی تھی کہ ابھی وہ کاش کہہ دے کہ صنم کا نکاح

اس سے ہوا ہے وہ شاید سو گئی ہے یا اسکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے کچھ کہے بس یہ کہہ دے کہ راحم کا نکاح صنم سے ہی ہوا ہے۔

”تم بول کیوں نہیں رہی؟“ رضانے اسکے بازو سے ہلایا۔ اب سب اسکے جواب کے منتظر تھے۔ انعم دھیرے انگلیوں کو آپس میں پیوست کیا اور آنکھیں بند کر لیں وقت اگیا تھا۔

”بابا۔۔۔۔۔ صنم۔۔۔۔۔ گھ۔۔۔۔۔ ریں۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ ہے“ وہ وقفے وقفے سے بوکی زبان میں واضح کپکپاہٹ تھی۔ سب اسکے منہ سے نکلے جملے پر ششدر رہ گئے

”تو کہاں ہے؟؟؟؟؟“ فراز جمالی کو کچھ نہیں بہتت کچھ غلط محسوس ہو رہا تھا۔

وہ اب اسے دھیان سے دیکھ رہے تھے وہ صنم کیلئے لائے گئے نکاح کے جوڑے میں تھی یہ تم نے؟“ فراز جمالی کی سوچوں پر عجیب دھماکے ہو رہے تھے۔

”آپی کا۔۔ نکاح نہیں ہوا ہے بابا۔۔۔۔۔ م۔۔۔۔۔ نم۔۔۔۔۔ میرا ہو۔ ہوا ہے“ وہ ہمت کر کے بول پڑی آنکھیں اور سختی سے بند کر لیں۔

”چٹاخ“ فراز جمالی کا ہاتھ اٹھا تھا۔ ایک دم ماحول وحشت زدہ ہو گیا راضا بوکھلا گیا۔ ”کیا مزاق ہے یہ۔۔۔ صنم کہاں ہے۔۔۔۔۔ صنم صنم۔۔۔ نیچے آؤ“ وہ اس پر گرج کر اونچی اونچی آوازیں لگانے لگے۔

”بابا۔۔۔۔۔ کہا نا۔۔۔ نہیں ہے صنم۔۔۔۔۔ وہ وہاں ہے جہاں ہونی چاہے تھی۔۔۔ اس نے یزاردفعہ کہا کہ نہیں کرنی شادی اسے مگر آپ کی ضد پر اس نے حامی بھری۔۔۔ یاد کریں وہ وقت جب ماما جھولی پھیلا کر اسکے گھٹنوں کے پاس

بیٹھ گئیں تھیں۔۔ آپ لوگ پوچھ تولیتے کہ کیوں انکار کر رہی ہے وہ "وہ بھی گرج اٹھی تھی وہ خود بھی عزیتوں کی انتہا پر تھی۔ سب دم سادھے اسے ہی سن رہے تھے۔

وہ پہلے سے ہی دھوکے سے کسی کے نکاح میں تھی، وہ کیسے نکاح پر نکاح کر لیتی بابا؟؟؟" وہ غصے غم سے چیخی تھی۔ اتنا بڑا راز کھلا تھا۔ سب کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔ اور راحم کی حاکت ایسے تھی کہ کاٹو بدن تو خون ناہوا سکی سماعت یہ قبول نہیں کر پار ہی تھی صنم اور کسی کے نکاح میں؟؟؟

“یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ کیا بول رہی ہو؟ میری بیٹی ایسی نہیں ہے "فراز جمالی کو یقین نہیں آرہا تھا۔ "بابا ایسا ہے۔۔۔ اسکا نکاح ہو گیا تھا مگر دھوکے سے۔۔۔ وہ کیسے بتاتی آپ کو ماما جو بھائی کو؟؟؟ اس نے مجھے کبھی اس بارے میں علم نہیں ہونے دیا وہ سب سے زیادہ ڈر پھوک نکلی۔۔۔ اس آپ کی عزت زندگی اپنی جان سے بھر کر عزیز تھی وہ بتا ہی ناپائی کہ کیا ہوا اس کے ساتھ۔۔۔ یہ میں اسے فورس نا کرتی تو وہ خود کو ختم کر دیتی لیکن کبھی یہ نا بتاتی کیوں کہ اس میں ہمت نہیں تھی کہ کوئی اسکے والدین کو اسکے کردار کے حوالے سے تکلیف دے۔۔۔ وہ آخری لمحے تک مجھ سے منت کرتی رہی کہ میں اسے مار ڈالوں اور معاملہ یہیں ختم ہو اس کے والدین تک کوئی بات نا ہو "وہ روتے روتے سب بتا رہی تھی۔ وہ زرا کور کی سب کو دیکھا جو بت بنے اسے ہی سن رہے تھے۔ فراز جمالی اپنی جگہ پر لڑکھڑا گئے کہ رضائے انہیں کرسی پر فوراً بٹھا دیا۔

READERS CHOICE

“اور جسکی امانت تھی وہ نجانے کیوں ان کو لے کے گیا۔۔۔۔۔ بابا صنم مرجاتی مگر کبھی آپ کا سر جھکا ہوا نا دیکھ سکتی تھی وہ موت کو ترجیح دیتی۔۔۔۔۔ لیکن اس کے ساتھ اب جو ہوا ہے وہ موت سے بھی بتر ہے ”وہ بہت تکلیف سے سب بتا رہی تھی۔ اسے فکر تھی کہ نجانے اسکی بہن اس وقت کہاں تھی؟۔

“تو۔۔۔۔۔ بیٹا آپ نے بتایا کیوں نہیں؟؟؟ ”احمد چودھری کی اواز سخت تھی۔ وہ آگے بھر کر اس خاندان کو تباہ کرنا چاہتے تھے جہاں یہی نہیں دیکھا جاتا کہ کون کیوں اور کیسے تکلیف میں ہے؟ اور اتنا بڑا بلند ر ہو گیا تھا جس سے نکاح تھا اسکی جگہ اسکی بہن سے نکاح ہو گیا یہ کہاں کی بات تھی یہ تو عقل سے پیدل بات تھی۔

“انگل میں نے اما کو روکنا چاہا۔۔۔۔۔ اما سے بات کرنی چاہی مگر اما کے پاس ہمیں سننے کیلئے وقت نہیں تھا۔۔۔۔۔ صنم نے کہا تھا کہ وہ کسی کے نکاح میں ہے نہیں ہو سکتا یہ نکاح مگر اما نے زیادہ سیریز نہیں لیا۔۔۔۔۔ میں نیچے راحم سے بات کرنے کے کئی طریقے کرتی رہی کہ کم سے کم راحم جانے حقیقت۔۔۔۔۔ لیکن راحم کو کوئی جانے دے ہی نہیں رہا تھا اسے اکیلا چھوڑا جا نہیں رہا تھا مغلیا کرتی انگل؟؟؟؟؟ ”وہ تو خود جس تکلیف سے گزر رہی تھی وہ نا قابل دید تھی۔

“یہ کیا کیا انعم، خجھے بتا دیتی، تم۔۔۔۔۔ خود۔۔۔۔۔ نکاح؟؟؟ ”رضا بھی حیرانی و پریشانی سے بولا۔ فراز جمالی کا سر جھک گیا تھا چوڑے اٹھے ہوئے کندھے ڈھلک چکے تھے وہ بے عزت ہو گئے تھے اپنے دوست کے سامنے۔ رضا کی نظر تو احمد فیملی کی طرف جانے کی ہمت ہی نہیں کر رہی تھی۔

“کیا کرتی میں؟؟؟؟؟ ”آئی اپ بتائیں؟ (رجب بیگم بے پاس جا کر بولی) یہ کہتی کہ جس کے نکاح کیلئے آپ لوگ آئیں ہیں وہ گھر میں موجود نہیں؟ پھر کیا ہوتا؟ (احمد چودھری کے پاس گئی) آپ کی عزت اور ہماری عزت دو کوڑی

دل جانر من رقصہ

کی رہ جاتی آپ کا خاندان تھا ہمارا تھا، میرے میں ہمت نہیں تھی کہ میں اپنے گھر سے جنازے اٹھتے دیکھتی (اسکی روتے ہچکی بندھ گئی)۔۔۔۔

مجھے معاف کر دیں۔۔۔ جو سزا دیں گے قبول ہے۔۔۔ مگر میں نے ایسے نہیں چاہا تو مھا۔۔۔ مجھے معاف کر دیں
 راحم (راحم کے سامنے ہاتھ جوڑے) میں آپ کی چاہت کو سمجھتی ہوں لیکن میرے پاس کوئی دوسرا آپشن نہیں تھا
 میرے لیے آپ سب کی عزت بہت عزیز تھی۔۔۔ اب۔۔۔ جو بھی۔۔۔ آپ کا فیصلہ ہوگا۔۔۔ مجھے قبول
 ہے۔۔۔۔۔ ساتھ رکھ لیں یا۔۔۔۔۔ طلاق دے دیں۔۔۔ آپ ہر ہے "وہ اس سے کہتی ایک نظر اسکی ویران
 آنکھوں میں دیکھتی اپنی کمرے کی طرف بھاگی

“میں جانتا ہوں صنم پاک کردار کی ہے۔۔۔۔۔ لیکن جو ہوا۔۔۔۔۔ میرے ساتھ۔۔۔۔۔ وہ ناقابل فراموش ہے
۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ بھول نہیں سکتا۔۔۔۔۔ ءمیہ غلط ہوا۔۔۔۔۔ بہت غلط۔۔۔۔۔ صنم نہیں تھی تو کوئی نا
ہوتی۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔ بہت برا ہوا" وہ ٹرانس کی کیفیت میں بوکتا گیٹ کے دروازے سے باہر نکل گیا اور تھوڑی دیر
میں ٹائر نے چرچرانے کی اواز سنائی دی۔

اور اب سب کیا فیصلہ لینے والے تھے یہ فلحال پنیڈنگ تھا کیونکہ جواہر ا تھا کبھی زندگی میں ناہوا تھا بہت بڑا دھچکا لگا تھا
فراز جمالی تو بالکل چپ ہو گئے اور رضا ڈھلکے شانوں سے اپنے باپ کے قدموں میں بیٹھ گیا۔۔ سب خاموش تھے اور
غازی اس عجیب ٹریجڈی سے سکتے میں تھا۔

اور سیمی اور دیا بلکل خاموش تھیں وہ کیا کتی اور نا کہتی۔ رجب بیگم اور احمد چودھری انعم کے باتوں کو سمجھنے کی کوشش میں تھے۔

کیا صنم کو پاک سمجھ کر اس معاملے کو سنبھالیں یا آسان تھا یا پھر قطع تعلق؟ عجیب کشمکش میں تھے وہ؟ عزت تو بچ گئی تھی خاندانوں میں مگر زندگیاں رل گئیں تھیں۔



”کیا ہوا؟ یقیناً ہنگامہ کیا ہو گا؟“ صارم نے اسے کمرے سے باہر آتے دیکھ کر کہا وہ تھکا تھکا سا اسکے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔ صارم ان دونوں کو لے کر ابرار کے فارم ہاؤس پر لے آیا تھا یہ سیف جگہ تھی اور وہ سوچ سکتے تھے کہ اسکے گھر میں قیامت کا سماں ہو گا۔

”ہاں، کافی۔۔۔ تیز ہو گئی“ ابرار نے صوفے کی پشت سے سر ٹکاتے کہا۔ ”کیا کرے گا شاہو تو اب؟؟؟ وہ کبھی بھی تجھے معاف نہیں کرے گی اس طرح اٹھانے ہر“ صارم کو انجانہ سا خوف تھا۔

”میں اسے سنبھال لوں گا۔۔۔ اسکو بچا کر لایا ہوں اسوقت سے جب اس سے سوال کیے جاتے اور اسے داغدار کیا جاتا۔۔۔ میں کیسے اسے چھوڑ دیتا تھا“ وہ بہت م تھک چکا تھا اسکی آواز نکاہت زدہ تھی۔۔۔

”ابرا۔۔۔ یار تو اسے بتا کیوں نہیں دیتا سب سچ؟“ صارم اسکی تڑپ کو محسوس کرتا ہوا۔

”بتاؤں گا سب۔۔۔ لیکن وقت آنے ہر۔۔۔ ابھی نہیں۔۔۔ ابھی مجھے اسے ٹھیک کرنا ہے“ وہ عظم کر چکا تھا کہ وہ ٹھیک کر دے گا اسے۔ جتنا وہ تڑپا تھا اتنا اسے بھی تڑپا تھا اگر وہ رویا تھا اسکا نام لے کر تو کانٹوں پر راتیں اس نے بھی

کاٹیں تھیں۔ وہ اسکے ہجر کی برابر کی شریک تھی۔ دونوں ہی فدا تھے مگر انا آ رہی تھی مجال ہے جو کوئی جھک جائے

"تم اسے کھانا پوچھو" صارم نے اسے کہا فحالیہ زیادہ ضروری تھا۔

"رہنے دوزرا، تھوڑا عقل ٹھکانے آنے دو، بگڑ گئی ہے میرے پیچھے سے" وہ کشن کو منہ پر رکھتے بولا اور آنکھیں بند کر لیں۔ صارم اسکی بات سن کر مسکرا دیا۔

"تو نے ہی بگاڑا ہے، اب بگھت" صارم نے شرارت سے کہا۔

"ہاں تو میری لیے مشکل تو ہو گی نا، ویسے بھی ابراہار شاہ کو ٹف چیلنجز زیادہ پسند ہیں" وہ کشن ہٹاتا ایک آنکھ دباتا ہوا اور دوبارہ سے سابقہ حالت میں آ گیا۔

صارم ہنس دیا ایک اسکا دوست اور اسکی سائیگی اور انکے چکر میں خود پس گیا۔

ہاے اسکی اینجل! اگر انکے رشتے میں کوئی مسئلہ ہوا نا تو وہ یقیناً ابراہار شاہ کی قبر اپنے ہاتھوں سے بنائے گا وہ بھی ٹائیلز لگا کر



READERS CHOICE

وہ کافی دیر بعد اسے دیکھنے کمرے میں آیا اور سامنے کے منظر نے اسکے پیڑوں سے زمین کھینچ لی۔

“صنم ” وہ دھاڑ کے ساتھ بھاگتا اس تک پہنچا تھا۔ وہ جہاں اسے چھوڑ کر گیا تھا وہ وہیں گری تھی۔ ابرار نے اسے سامنے کیا جسم آگ جیسا دھک رہا تھا اور ناک سے ہونٹ اور کان تک سرخ لکیریں تھیں اسکی جانم کی یہ حالت اسکی تو اپنی جان نکل گئی تھی اسے فوراً سے اٹھایا اور باہر کی طرف بھاگا۔

صارم جو گھر جانے کیلئے باہر کی طرف حجار ہا تھا ابرار کو ایسے صنم کو اٹھائے بھاگتے دیکھ کر حیران ہوا۔
 “کیا ہوا ہے؟؟” اس نے ابرار کو روکا۔ اسکا خود کارنگ پیلا پھٹک تھا سانس پھول گئی تھی اور اس قدر پریشان ہو گیا تھا کہ اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ صارم نے صنم کے چہرے پر سرخ لکیریں دیکھیں تو وہ خود بھی بوکھلا گیا۔
 “چل میں گاڑی نکالتا ہوں” وہ باہر کی طرف بھاگا۔ ابرار بھی اسکے پیچھے گاڑی میں بیٹھا۔ ابرار نے اسے ایسے سینے سے لگایا تھا جیسے دور جا رہی ہو۔ اس کا دماغ بالکل کام نہیں کر رہا تھا اسکی جانم کی یہ حالت؟؟؟ وہ کیوں اکیلا چھوڑ کر باہر آیا؟ یہ اسکی جان کو کیا ہوا تھا یہ خون کیسا تھا؟؟ وہ اسکے چہرے کو تھپک رہا تھا سینے سے بھینچ رہا تھا۔ محبت سے گالوں پر بوسہ دے رہا تھا مگر وہ ہوش میں ہوتی تو کچھ کرتی۔ صارم فل سپیڈ میں گاڑی دوڑا رہا تھا اور شیشے سے اپنے دوست کا دیوانہ پن بھی دیکھ رہا تھا جس سے بولا تو کچھ جانہیں رہا تھا مگر وہ نظریں اپنی جانم پر ٹکائے سن دماغ سے اسے اٹھانے کی تگ و دو میں تھا۔ 10 منٹس کے فاصلے سب سے قریبی ہسپتال تھا۔ گاڑی جیسے ہی رکی۔ بجلی کی سی رفتار سے وہ اسے اپنی باہوں میں اٹھائے اندر بھاگا تھا۔

“ڈاکٹر” وہ اب دھاڑا تھا اسے ایسے لگ رہا تھا کہ اس ہسپتال میں ڈاکٹر ز نہیں ہیں اور اگر ہیں تو سب کے سب کہاں ہے کیا وہ جانتے نہیں کہ ابرار کی جانم کس حالت میں ہے۔ صارم بھی اسکے پیچھے بھاگا۔

“ڈاکٹر میں آگ لگا دوں گا سب کہاں مر گئے” وہ پھر سے دھاڑا تھارات کے وقت اسکی دھاڑ درود یوار ہلا رہی تھی اسکی آواز پر جن ڈاکٹر زکی ڈیوٹی تھی وہ بھاگتے باہر آئے اور سامنے اسے دھاڑتے پایا۔ ایک میل ڈاکٹر آگے بڑھا۔ “خبردار۔۔۔ فی میل بلاؤ۔۔۔۔۔” وہ تو اس پر ہی برس پڑا اتنی ٹف صورت حال میں بھی اسے یہ خیال رہ گیا بیوقوف کو کہ کوئی مرد اسے ہاتھ نالگا لے یہ بھی نہیں سوچ رہا تھا کہ وہ ڈاکٹر ہے۔ اتنے میں ایک لیڈی ڈاکٹر آئی اور اس نے فوراً سے وارڈ بوائے سے کہ کر سٹریچر منگوا یا اور روم میں لے گئے وہ خود بھی ساتھ چلا گیا صارم بھی ساتھ ساتھ تھا۔

ڈاکٹر نے انہیں روم سے باہر رکنے کا کہا۔ “لسن۔۔۔ مجھے زندہ چاہیے سانس لیتی ہوئی 5 منٹ میں سانس لیتی ہوئی چاہیے ورنہ اگلے چھٹے منٹ میں تم سانس نہیں لے سکو گی” وہ اسکو انگلی سے وارن کرتا بولا۔ لیڈی ڈاکٹر تو اسکی سرخ آنکھوں سے اتنا ڈر گئی تھی کہ فرمانبردار کی طرح سر ہلایا اور اندر بھاگ گئی۔

“ہمت کریا سب ٹھیک ہو گا دیکھنا ابھی انہوں نے کہنا ہے کہ ٹھیک ہے” صارم نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ “اسے کچھ ہو ہی نہیں سکتا، اس کچھ ہو گا تو پہلے سانس اگر اکھڑے گی تو وہ ابرار شاہ ہو گا وہ نہیں” وہ تو صارم پر گرج رہا تھا۔ ابھی تو ملی تھی اسے 4 سال کے بعد جب وہ اسے یہ یقین دلانا چاہتا تھا کہ وہ عشق کرتا ہے اس سے اس کیلئے اب تک پاک ہے خود پر ہر نظر حرام کر دی صرف اسے چاہنے اسکی محبت میں جینے کیلئے اور بنا سچ جانے بنا دل سے بدگمانی دور کیے بنا اسکے عشق کی شدتیں اور جزبات کی گہرائی کو جانے وہ کیسے دور ہو سکتی ہے اسے جینا ہے ابھی اتنا کہ ابرار شاہ 80 کا ہو جائے اور وہ اسکے پہلو میں بیٹھے اس کی کسی بات پر قہقہہ لگائے اور اسکے آگے کے کئی دانت ناموجود

ہوں۔ اور وہ پھر بھی اسکے لبوں پر جھکے اور سکون محسوس کرے کہ اب اسکے دانت اسکے لبوں پر جھکنے کیلئے پریشان نہیں کر رہے۔ مگر وہ کس حالت میں تھی اب۔ وہ تڑپ گیا تھا اسکی حالت پر۔

وہ مسلسل باہر چکر کاٹ رہا تھا۔ صارم تو بس اسکی دیوانگی اور جنون دیکھ رہا تھا۔ 5 منٹس گزر گئے تھے اور ڈاکٹر نہیں آئی ادھر ابرار شاہ کا صبر کچھ زیادہ ہی تھوڑا تھا دروازے کی طرف بڑھا چاہے اب توڑنا کیوں نا پڑتا اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھ کر دروازہ توڑ کر ڈاکٹر کا قتل کرتا وہ خودی باہر آگئی اور خوف سے اسے دیکھنے لگی

”بوکو۔۔ کیا ہوا ہے؟“ وہ اسکے سر پر چیخا۔

”ریلیکس“ صارم نے ڈاکٹر کی حالت دیکھ کر ابرار کا بازو دبایا۔

”سر۔۔۔ وہ۔۔۔ بس۔۔ بخار میں مبتلا ہیں۔۔ اور۔۔ اکثر تیز بخار اور بی پی گرنے سے۔۔ ناک سے خون بہہ جاتا ہے۔۔ پریشان ناہو۔۔۔ میں نے انجیکشن دیا ہے جلد ہوش آجائے گا سانس چل رہی ہے۔۔۔ آپ پھر گھر لے جائیے گا“ وہ تو ڈر ڈر کر کہتی سائڈ پر ہو رہی تھی۔

ابرار نے سکھ کا سانس لیا اور فوراً اندر کی طرف بڑھا۔

ڈاکٹر تو دیوار کے ساتھ چپکی تھی کتنی فرمانبرداری دکھائی تھی پانچ منٹ میں باہر آ کر رپورٹ دی تھی۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں؟“ صارم نے ڈاکٹر کی خوف سے ہوائیاں اڑی صورت دیکھ کر پوچھا۔

”میں تو ٹھیک ہی ہوں کرم سے۔۔۔ یہ کس کو لے آئیں ہیں آپ؟؟؟ انکو علاج کی ضرورت ہے۔۔۔ ایسے ڈرا کر کون کام کرواتا ہے؟“ وہ تو ہونکوں کی طرح صارم کو دیکھتی بولی۔

”ابرا شاہ۔۔۔ ایسے کام ابرا شاہ کرتا ہے۔۔۔ آپ ریلکس رہیں اور گلو کوز کی ڈوز لے لیں میں تو کہتا ہوں ”وہ انکی شکل دیکھ کر مشکل سے ہنسی دباتا کیفے کی طرف بڑھا۔

ابرا اندر داخل ہوا تو گہری نیند میں سوئی تھی۔ اسکے چہرے سے بلڈ صاف کر دیا گیا تھا وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا اسکے چہرے پر نظریں ٹکائے بیڈ کی طرف ایسا پاس اسکے بیٹھا اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا ہاتھ اسکے بخار کی خبر دے رہے تھے۔ اس نے اس ہاتھ کو لبوں پر لگا لیا۔“ میری جانم۔۔۔ ایسے کون کرتا ہے۔۔۔ بخار زیادہ اچھا لگ گیا جو اسکی آغوش میں آنکھیں موندی سو رہی ہو؟ سونا تو میری آغوش میں چاہیے نا! اور سوا اسکے ساتھ رہی ہو؟“ وہ اسکے چہرے سے بال ہٹاتا تھا پر بوسہ دیتا بولا۔ ان چند منٹس میں ابرا شاہ کی جان سولی پر لٹک گئی تھی اور اسے خبر نہیں تھی جس کی وجہ سے وہ تڑپ گیا تھا۔ کتنے بے رحم ہوتے ہیں وہ لوگ جن سے محبت ہو جاتی ہے عشق کا پاٹ پڑھا کر تڑپا تڑپا کر ایک جھلک دکھاتے ہیں، آنکھیں موند کر ڈراتے ہیں۔۔۔۔۔ ان سے عشق پر ہی تو خدا کے سامنے مزید زندگی کی دعائیں مانگی جاتی ہیں اور یہ بے مروت حسن والے بس نخروں پر رہتے ہیں تڑپاتے ہیں بات نا کر کے، نادیکھ کر، ناریسپونس کر کے، بس چپ کر کے دل چیرتے ہیں جس کی دڑاریں نظر نہیں آتی مگر گہری بہت ہوتی ہیں۔

♥ اے دل میں رہنے والے مکین

♥ میرے دل کی کچھ خبر ہے کیا تجھے؟

♥ تڑپ ہے انجانی سی۔۔

♥ چھن ہے تیکھی سی

♥ آہ ہے چیرتی

♥ تیرے نام کے پجاری ہم

♥ تیری نظر کے سوا لی ہم

♥ تیرے عشق میں فنا نا ہو جائیں

♥ آخود میں سمیٹ لے

♥ اے میرے دل میں رہنے والے مکیں

♥ میرے دل کی کچھ خبر ہے کیا تجھے؟



”کیا فیصلہ ہے آپکا چودھری جی؟“ ”رجب بیگم نے احمد چودھری سے کہا۔ سب کی نظریں ان پر تھیں۔ جس کی زندگی تباہیوں کی زد میں آئی تھی وہ تو نکل گیا تھا نجانے کہاں۔ اور اب جو فیصلہ لینا تھا وہ حتمی تھا۔“ اس لڑکی کو ہمیں بتانا چاہیے تھا ”احمد چودھری نے اپنی بیگم کو دیکھ کر کہا۔

”کیسی باتیں کر رہے ہیں چودھری جی؟! اسنے عزت رکھی ہماری، صنم بچی کا کیا معاملہ ہے وہ ہم بعد میں دیکھ لیں گے ظاہر ہے اسکے نکاح کیلئے ائے تھے مگر اگر وہ راضی نہیں تھی تو یعنی وہ بتانا چاہ رہی تھی۔۔۔ اب جس بچی کا نام جڑا ہے ہمارے راحم سے ہم اب جدا کر کے ساری زندگی کی زلت ان پر نہیں ڈال سکتے چودھری جی، آپ ایک بیٹے کے نہیں ایک بیٹی کے باپ بن کر سوچیں“ ”انہوں نے انکے ہاتھ ہر ہاتھ رکھا۔ غازی اپنی ماں کی سوچ پر مسکرایا وہ

چاہتی تو او ویلا مچا دیتی جو ہو گیا تھا اس پر سب کے سامنے رسوا کر دیتی فوراً سے طلاق دلوانی گھر میں بیٹھے بیٹھے ہنگامہ مچا دیتی لیکن ایک ٹیکسل ماں کی بجائے کتنے پیارے انداز سے وہ اپنے شوہر کو گائیڈ کر رہی تھیں اسی لیے کہتے ہیں کہ تربیت یافتہ بیوی نسلیں سوار دیتی ہے اور ہر شریف مرد اپنی بیوی سے ڈرتا ہے۔۔

احمد چودھری نے اپنی بیوی کو دیکھا

”غرور ہونا چاہیے آپ کو اس لڑکی پر جو اپنی بہو کے روپ میں بیٹی بنی ہے، وہ چاہتی تو نیچے آکر ہماری عزتوں کا جنازہ بھی نکال سکتی تھی، اسنے ہماری عزت رکھی ہے، یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین اور فراز بھائی نے انکی تربیت اچھی کی ہے بیوقوفی سے کام نہیں لیا اس نے، اب ہماری باری چودھری جی، دل بڑا کریں ہماری بھی بیٹی ہے کسی کی بیٹی کی عزت رکھیں گے خدا کی بیٹی کی عزت رکھے گا“ وہ بہت ہی خوبصورت بول رہی تھیں انکے الفاظ نہیں جادو تھا جو احمد چودھری مے ساتھ ساتھ وہاں بیٹھے ہر فرد پر چل رہا تھا۔ احمد چودھری اپنی بیوی کی سوچ اور بات پر مسکرائے اور انکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا دبایا اور وہ سر جھکا کر مسکرا دیں اس منظر کو دیکھتے سمیہ غازی اور دیبانے سکون کی سانس خارج کی۔ انہیں تو اس گھر کی دونوں سیٹیاں عزیز تھیں یہ ہو یا صنم وہ سب مسکرا دیے

”فراز۔۔۔ یار سن میری بات“ احمد چودھری اٹھ کر انکے پاس گئے وہ سر جھکائے خاموش تھے بالکل خاموش۔ رضا بھی خاموش تھا۔ وہ کیا بولتے جو ہو چکا تھا انکی بیٹی نے کیا تھا چاہے اسکا کیڈ نیپ ہی ہو اتھا انکی عزت پر بات آئی تھی

”انعم بھی ہماری بیٹی ہے اور جو ہوتا ہے خدا کی رضا سے ہوتا ہے، ہمیں وہ ہماری بیٹی اور بہو کے روپ میں قبول ہے، بس سن،، تو پریشان نا ہو، رہی بات صنم کی تو اسکا حل نکال لیتے ہیں یقیناً ہماری یہ ناقص عقلی ہے کہ ہم اپنے بچوں کو

ایسا ماحول نہیں دیتے کہ وہ ہم سے چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بات شنیر کریں بلکہ ہم تو انہیں ایسا ماحول دے دیتے ہیں کہ وہ باہر اپنا خیر خواہ ڈھونڈتے ہیں، اسے بے شک ڈھونڈیں گے سب کریں گے مگر اس سے ناراض ناہونا۔۔۔ بیٹی کو سمجھنا کہ ایسا کیا ہو گیا کہ وہ کہہ ناسکی کوئی تو بات چھپی ہے سب کے پیچھے کہیں نا کہیں ماں باپ بھی کسور وار ہوتے ہیں ”وہ ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھے بول رہے تھے۔ فراز جمالی انکی فراخ دلی پر مزید سر جھکا گئے انکی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا انکے دوست نے انکی لاج رکھ لی۔

”اٹھ گلے نہیں ملے گا کیا؟“ احمد چودھری نے خوشی سے کہا فراز تو فوراً سے گلے گئے انکی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے اور رضا بہت ہی نا سمجھ آنے والی کیفیت میں تھا۔ وہ ہنسے روئے کیا کرے؟ اسکی بہن موجود نہیں تھی اور جو تھی اسکی زندگی کا فیصلہ ایسے کیسے ہو گیا؟ اسکی قسمت کیسے کسی کے نام جڑ گئی اور جس کے ساتھ جڑی تھی کیا وہ قبول کرے گا؟ بس یہاں اکر رضا کی ساری مسکراہٹ سمٹ گئی

”انگل۔۔۔ راحم اور وہ کہاں گیا ہے؟“ رضا نے اپنے دل میں اٹھنے والے سوال کو زبان پر لانا ضروری سمجھا بہن کا معاملہ تھا آخر۔

”اسکی فکر نا کرو بچے، میرا بیٹا ہے، میں سمجھا دوں گا۔ زندگی میں سب کچھ مل جائے یہ ضروری نہیں اور وہ کہیں نہیں گیا جزباتی نہیں ہے وہ“ وہ مسکرا کر بولے رضا خاموش ہو گیا وہ جب تک خود اسکے منہ سے ناسن لیتا وہ سکون سے نہیں رہ سکتا تھا اس کے نزدیک تو بیٹی مسلط کی گئی ہے اس پر۔

”ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہمیں تو بہت پسند ہیں بھابھی“ سیمہ نے مسکرا کر کہا تو رضا ہلکا سا ہی مسکرا سکا۔

”بہت شکریہ احمد۔۔ بہت بہت شکریہ۔۔ میری اور میری بیٹی کی عزت رکھنے کیلئے۔۔ میں تیرا کیسے شکریہ ادا کروں“ فراز جمالی کی آواز بھرائی تھی۔

”کیسی بیگانی باتیں کر رہا ہے یہ اللہ نے بتایا ہے کہ راحم کیلئے ہماری انعم بیٹی ہی صحیح ہے ہم ہی صنم کو تنگ کر رہے تھے، تو بس رب کا شکر ادا کر ہمارے نہیں“ وہ مسکرا کر بولتے دوبارہ گلے لگ گئے۔

”میری بیٹی کو بلائیں فراز بھائی“ رجب بیگم نے مسکرا کر کہا ان کی تودلی خواہش پوری ہوئی تھی کیسے ناچہکتی۔
”میں بلاتی ہوں انہیں“ سمیہ نے چہک کر کہا اور اوپر کی طرف بڑھی۔ دروازہ کھولا تو وہ بیڈ کے ساتھ زمین پر بیٹھی گھٹنوں میں سر دیے ہوئے تھی۔ ڈوپٹہ زمین پر بکھرا پڑا تھا۔ بالوں کا جڑا بنا ہوا تھا۔

”انعم بھابھی؟“ سمیہ نے مسکرا کر اسکے بازو پر ہاتھ رکھا تو اس نے چونک کر سر اٹھا کر اسے دیکھا تو مسکرا دی۔ ”بابا بلا رہے ہیں نیچے چلیں“ اس نے محبت سے کہا اور انعم نے خوف سے گلہ تر کیا نجانے کیا فیصلہ سنانے لگے تھے وہ۔ چاہے اس نے کہہ دیا تھا کہ اسے بے شک جو سزا دیں قبول ہوگی مگر اب جب وہ راحم کے نام ہو چکی تھی تو اس سے دور ہونے کی سزا سنانے لگے تھے کتنے بے رحم تھے سب؟ کیا کسی نے بھی نہیں کہا ہو گا کہ راحم کے نام سے جدا نا کریں! بے حس لوگ۔۔۔ بے شک اسے پانے کیلئے اس نے کوئی محنت نہیں کی تھی کچھ سوچا نہیں تھا مگر جب اسکے نکاح میں آگئی تھی تو اب اس کے نام کو اپنے نام سے جدا کرنا مطلب موت کو کھلے عام دعوت دینا کہ آ جاؤ اور اپنی پناہوں میں لے لو یہ دینا بہت بے رحم ہے۔

وہ دھڑکتے دل سے اٹھی جو بھی تھا اب سب کے سامنے سننی تھی اپنے لیے منتخب کی گئی سزا۔ لرزتے جسم کے ساتھ ڈمگاتے قدموں سے وہ اس کے ساتھ بیچ آئی۔

”میری بیٹی ادھر آؤ“ رجب بیگم نے بازو پھیلائے اس نے حیرت سے دیکھا انہیں سب کو دیکھا پھر، سب ہی مسکرا رہے تھے کیا ماجرا تھا۔ وہ دھک دھک کرتے دل سے کانپتے وجود سے انکی پناہوں میں آئی۔

”مجھے اپنی ساس کے نام پر ماں قبول کرو گی؟“ انہوں نے اسکی تھوڑی کو پیار سے پکڑ کر پوچھا۔ اس نے حیرت سے انکو دیکھا وہ کیا کہہ رہی تھیں۔

”کیا بات ہے بیٹا خودی سزا کی بات کی تھی تو ہم نے سزا سوچ کی کہ انعم راحم کو اب احمد چودھری کے گھر میں انکی بیٹی بن کر رہنا ہو گا۔ بتاؤ قبول ہے؟“ احمد چودھری نے مصنوعی رعب سے کہا اں حم کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا سن رہی ہے۔ اس نے دوبارہ رجب بیگم کو دیکھا ”بیٹا اگر آپ اس رشتے کو رکھو گی تو ہم قبول کریں گے جس حالت میں نکاح ہوا ہے اس میں آپکی ذاتی رائے شامل نہیں تھی، آپ بتاؤ کہ کیا آپ اس رشتے کو آگے نبھانے کا سوچو گی؟“ انہوں نے دوبارہ محبت سے کہا۔

”آئی۔۔۔ میرے دل میں کوئی بھی چور نہیں جس کی بنا پر انکار کروں، مجھے میرے رب نے جس کے ساتھ جوڑنا تھا جوڑ دیا، میں کوشش کروں گی کہ آپکی امیدوں پر پورا اتروں“ وہ سر جھکا کر بولی۔ رجب بیگم تو واری جارہی تھیں۔ جلدی سے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا اور اپنے سینے سے لگا لیا۔

”ادھر آؤ میرا بچہ“ فرار جمالی نے باہیں پھیلائیں تو وہ روتی انکے سینے سے لگی سب کی آنکھوں میں نمی آچکی تھی

”بابا، ر۔۔۔ راحم!“ اس نے اپنے باپ کے چہرے کو تک کر کہا جس کے ساتھ زندگی گزارنی تھی اسکی رضا تو باقی تھی

”فکرنا کرو وہ سمجھ جائے گا اور باقی تم سدھار دینا“ احمد چودھری نے پیار سے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ جھینپ کر دو بارہ اپنے باپ کے سینے سے لگ گئی۔

پہلے جو اس سے دوری کا سوچ کر ہی اوسان خطا ہو رہے تھے اب اسکے لبوں پر ناختم ہونے والی مسکراہٹ نے گھیرا کیا وہ آنکھیں بند کر گئی اسکا دل پوری جان سے بس ایک نام پکار رہا تھا۔

راحم چودھری، اسکا راحم، اور وہ یقیناً سوچ چکی تھی کہ وہ اس کو پیار سے یار احو بلائے گی یا اپنی ساس کی طرح چودھری جی۔۔۔ ویسے موڈرن ہے وہ راحو ہی بلائے گی، اوکے ڈن۔۔۔ وہ فائنل کر چکی تھی کہ اس نے کیا نام لینا ہے اور اپنی اس سائیکلی پر۔ خودی مسکرا کر اپنے باپ کے سینے پر سر جمائے آنکھیں موند لیں۔

عشق میں نگاہوں کو ملتی ہیں باریشیں ❀

پھر بھی کیو کر رہا دل تیری ہی خواہشیں ❀

دل میری ناسنے دل کی میں ناسنوں ❀

دل میری ناسنے دل کا میں کیا کروں ❀

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

نگین ایک سکیچر تھی اسے ہاتھ میں ایلڈ نے ہنر دیا تھا کہ وہ کوئی بھی چیز سیم ٹو سیم کاغذ پر اتار لیتی تھی۔ اسکے گھر میں ایک الگ ساہال تھا جہاں اسکے سکیچز پڑے ہوتے تھے پینٹ پڑے ہوتے تھے نگین اور صارم کی پیدائش پر انکی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا اور انکے بابا تھے جو گریٹ بزنس ٹائیکون مانے جاتے تھے انکے کپڑے کا کاروبار تھا اور اکثر و بیشتر وہ باہر کے ملکوں میں پائے جاتے۔ اپنے دونوں بچوں کی ہر خواہش پوری کی تھی۔ جھوٹے منہ سے بھی کچھ مانگا تو دیا تھا۔ اور نگین فائن آرٹس میں ام فل کر رہی تھی جب کہ صارم ایم بی اے کرنے کے بعد اپنے باپ کا بزنس دیکھ رہا تھا۔ وہ اب بھی اپنے ایک رف سے حلے یعنی بالوں کو جوڑے میں مقید کیے، دو لٹیں جو دونوں گالوں پر آوارہ جھول رہی تھیں۔ بلیک شرٹ جو گھٹنوں تک تھی ساتھ وائٹ ٹراؤزر پہنے، آنکھوں پر گلاسز لگائے پینٹ برش پکڑے ایک تصوراتی سکیچ بنا رہی تھی یعنی اسکے دماغ میں ایک پکچر تھی تخیلاتی جو وہ بنا رہی تھی جس میں ایک مرد ہنڈسم سا اپنی محبوبہ کو گول گول گھمار رہا تھا اور وہ ساحل سمندر پر تھے۔ جب وہ اس مرد کی آنکھیں بنانے کے مقام پر آئی تو اسکی سوچوں کا رخ رضا جمالی کی طرف چلا گیا جو اس سے کالج میں تین سال سینئر تھا وہ کتنا شاندار تھا۔ وہ تو آنکھیں بنانے لگی تھی ویسی جیسے وہ سوچ رہی تھی مگر ہاتھوں نے دل کی تصویر پر بلیک کہا اور رضا فر از جمالی کی آنکھیں بنا ڈالیں اور اس لڑکی آنکھیں اپنی جیسی نگین کو اسکی آنکھیں بہت پسند تھیں جب وہ ہنستا تھا تو اسکی آنکھیں بھی ہنستی تھیں اور اسکے گال پر ڈمپلز پڑتے تھے، وہ جب غصے میں ہوتا تو اسکی آنکھیں سرخ ہو جاتی اور جانیو لگتیں، اور جب وہ وارفتگی سے کسی کو دیکھتا تو اگلے بندے کو قتل بھی کر سکتی تھیں، اللہ بناتا تو سب کو خوبصورت ہے مگر کوئی ایک چہرے کا نقش ایسا ہوتا ہے جو بے حد خوبصورت لگتا ہے اور نگین نے سچے دل سے کہا تھا کہ رضا فر از کے پاس صرف اسکی آنکھیں ہی

دل جانر من رقصہ

ہوتی تو بھی وہ اس سے بے پناہ محبت کر لیتی۔ وہ مدہوش تھی اسے سوچنے میں کہ یہ دیکھ ہی ناسکی کہ کیا بنا رہی ہے اپنے اس پوٹریٹ ہر وہ رضا فراز کے مسکراتے چہرے کو بنا چکی تھی۔ جب ہوش آیا کہ اس نے کیا کر دیا تو زور سے دانتوں کو لبوں پر جمادیا۔ ناوہ رکھ سکتی تھی اسکے دل کی چوری پکڑی جاتی اور نا پھاڑ سکتی تھی ایسے کیسے وہ اسکا پوٹریٹ پھاڑ سکتی تھی وہ تو خودی مشکل میں پھنس گئی۔ پھر اچانک پاس پڑے ریڈ کل کے پینٹ کو اٹھایا۔

دھیرے سے رضا فراز کی آنکھوں والے حصے پر لب رکھے وہ دعا کرتی تھی کہ خدا اسے ایک موقع دے کہ وہ رضا جمالی کی آنکھوں پر بوسہ دے۔

اس نے مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر کے پینٹ کو پورے پوٹریٹ پر سپرے کر دیا۔ اور تب آنکھیں کھولیں جب سارا ریڈ پینٹ سے ڈھک چکا تھا۔

“رضی۔۔۔ تم بھی نا۔۔۔ مجھے فارغ کر دو گے سکی دن۔۔۔ پگلو۔۔۔” اسکو تصور میں ڈانتے بولی اور سر جھٹکا

♥ دل عبادت کر رہا ہے دھڑکنیں میری سن ♥

♥ تجھ کو میں کرلوں حاصل لگی ہے یہی دھن ♥

💙 زندگی کی شاخ سے لوں کچھ حسین پل میں چن 💙

تجھ کو میں کرلوں حاصل لگی ہے یہی دھن



احمد چودھری ابھی ابھی اپنی فیملی کے ساتھ گھر کی طرف نکلے تھے۔ رضا فحال اپنے کمرے کی طرف گیا تھا۔ اور فراز جمالی اپنے روم میں گئے تھے جہاں انکی بیوی کے ساتھ انعم بیٹھی تھی اور دونوں خاموش تھیں۔

“زری، اتنا کمزور تو کبھی نہیں سمجھا تھا میں نے” وہ انکا ہاتھ محبت سے تھامے بولے۔ بخار بھی محسوس ہو رہا تھا وہ سمجھ گئے تھے کہ ان کی بیوی حساس تھی تبھی وہ اپنی بیٹیوں کا سوچ کر ہی اپنے حواس کھو بیٹھیں تھی۔

“اما، سب کچھ بتا چکی ہوں۔ آپ کو۔۔۔ میں کیا کرتی۔۔۔؟ میرے ہاس کوئی دوسرا اوپشن نہیں تھا۔۔۔۔۔ میں کیسے آپ دونوں کی عزت داؤ پر لگاتی؟” وہ اپنی ماں کو اپنے کیسے گئے کام کی صفائیاں دے رہی تھی۔

“مجھے بتانا چاہیے تھا نا انعم، نجانے وہ کیوں اب میری بیٹی کے پیچھے پڑ گیا ہے۔۔۔ کون ہے وہ؟ اس نے پہلے ہی اتنی تکلیف دی میری بچی کو وہ اکیلی سہتی رہی اور اب اسے ایسے اٹھا کر لے گیا۔۔۔ اسکی بہن نہیں کیا۔۔۔ ماں بیٹی والا نہیں ہے کیا۔۔۔” وہ دکھ سے کہہ رہی تھی انکی بیٹی انکے پاس نہیں تھی وہ کیسے سکون محسوس کر لیتی۔ راز جمالی نے اگلے ہاتھ پر دباؤ بڑھایا۔

“نام کیا ہے اسکا انعم” فراز جمالی نے سرد لہجے میں پوچھا۔

“ا۔۔۔ ابرا شاہ۔۔۔ ابرا شاہ بابا۔۔۔ یہی نام ہے مجھے یاد ہے انہوں نے خود بتایا تھا” انعم نے سوچ کر فوراً اسے جواب دیا۔

“ہمیں اس سے رابطہ کرنا چاہیے ایسے کیسے ہماری بچی کو لے گیا۔۔۔ کہاں کے اخلاق ہیں یہ؟” زرین جمالی رو رہی تھیں۔ انکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

”اما، اب آپ نہیں روئے گی، اسکا میں وہ حال کروں گا کہ اس کے زہن میں بھی نہیں ہوگا“ رضا جو شائد اپنی ماں کی حالت کا پوچھنے آرہا تھا انکی باتوں سے اسکا پارہ ہائی ہو گیا۔

”نا بھائی۔۔ کچھ ایسا نا کرنا جس سے ہم سب بھی تکلیف میں آجائیں“ انعم نے فوراً سے کہا کہ کہیں اسکا بھائی مار ہی نا دے ابراہن شاہ کو اور جس طرح اسکی سخت سرد آواز تھی وہ یقین سے کہہ سکتی تھی کہ صنم کسی ایسے ویسے لڑکے کے ہتھے نہیں چڑھی۔

”کیوں نا کچھ کہوں انعم؟؟؟؟؟ وہ ہماری صنم کو تکلیف بھی دے سکتا ہے؟ اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہے میں ہی اسے نہیں چھوڑوں گا“ وہ غصے سے دھاڑا اسکی بہن موجود نہیں تھی دھکے سے نکاح ہوا تھا اور اب اسے اٹھالے گیا تھا اسکی قربانی انعم کو دینی پڑی اس کا نکاح ہو گیا۔ کیا بکواس تھی۔۔۔۔

”فراز آپ ہی کچھ کریں، اور رضا تمہیں میری قسم کچھ الٹا سیدھا نہیں کرو گے سمجھے“ وہ تو ڈر گئیں تھی اسکی سخت آواز پر اور سرخ آنکھوں سے ایک ہی تو بیٹا تھا اور اتنے دیر بعد آیا تھا۔ انکو اور کیا چاہیے تھا کہ انکا بیٹا انکے پاس ہو۔

”اما“ وہ انکی اس بات پر دبے غصے سے بولا۔

”رضا۔۔۔ بیٹا۔۔۔ کچھ باتیں بڑوں کی کرنے کی ہوتی ہیں زندگی ہوتی ہے تو سب کام ہوتے ہیں ہم صرف یہ دیکھ رہے ہیں کہ صنم سے نکاح ہوا اور اسے لے گیا یہ رخ ہم صنم کی زبانی دیکھ رہے ہیں، مگر ایک رخ رہتا ہے اور وہ ہے ابراہن شاہ کا رخ۔۔۔۔۔ یہ بات یاد رکھنا کوئی بھی مرد پلٹ کر کسی عورت کو نہیں دیکھتا اور وہ اس کے لیے یہاں تک آیا اور اسے لے گیا اسکی طرف کی بات جانی ضروری ہے۔۔۔ ہماری بیٹی کی زندگی کا سوال ہے۔ وہ یقیناً کچھ تو جز بات

رکھتی ہے اسکے لیے تبھی تو ڈر سے کچھ بتانا سکی اسے ورنہ اسی رات آکر گھر میں ہمیں بتاتی اور ہم کوئی اقدام اٹھاتے " وہ بہت دور کی گہری سوچ سے بات کر رہے تھے۔ اور انکی باتیں وہاں بیٹھے سب کو اچھے سے سمجھ آ گئی۔

“ہر بات کو غصے مار کٹائی سے حل نہیں کرتے، ریلیکس کرو اور کل اس پر بات کریں گے کہ ہمیں اب کیا کرنا ہے ! اور ہم سچ میں تم پر ناز کرتے ہیں انعم، تم جیسی اولاد خدا سب کو دے " وہ آخر میں نم آنکھوں سے کہتے اسکے سر پر بوسہ دے کر بولے۔ زرین جمالی نے اسے سینے سے لگایا انکی تربیت پر حرف نہیں آنے دیا تھا انکی بیٹی نے۔ رضا نے بھی اسکے ماتھے پر بوسہ دیا وہ فخر محسوس کر رہے تھے اپنی بیٹی پر۔

“بی بی جی باہر راحم صاحب انیں ہس وہ انعم بی بی سے ملنا چاہتے ہیں " اتنے میں ملازمہ نے اکر کہا۔ انعم نے کھوجتی نظروں سے باپ اور بھائی جو دیکھا آیا کہ وہ جائے یا نا۔

“تم جاو اور سب کلیر کرو۔۔ اس کے نکاح میں ہو بیٹا۔ اپنا رشتہ کسی بھی پوائنٹ پر کمزور مت پڑنے دینا۔ " فرار جمالی نے اسے ہمت دی وہ سر ہلاتی باہرائی اور ملازمیہ نے بتایا کہ وہ باہر والی کرسی پر بیٹھا ہے وہ چلتی باہر لان میں آئی جہاں وہ پوکٹس میں ہاتھ ڈالے کسی پھول جو دیکھ رہا تھا۔

“اہم " انعم نے کھنکھار پیدا کہ میں آچکی ہوں۔ وہ چونکا مگر پلٹا نہیں زر اسی گردن موڑ کر دیکھا اور پھر آگے کر لیا۔ دونوں میں کافی گہرہ خاموشی تھی۔

“آپ۔۔ نے۔ کوئی۔۔ بات کر۔۔ نی تھی؟ " وہ سکون سکون سے بوکتی بات کا آغاز کرے لگی۔ اور راحم اسکا سکون سے بات کرتا دیکھ کر پلٹا۔

“آپ جانتی ہو یہ کیا ہوا ہے؟؟؟؟؟ یہ کیا ہے اپنے؟؟؟؟؟ کیسے کیوں؟؟؟” وہ بے یقینی سے دھاڑا تھا۔ اسکی زندگی تباہ ہو گئی تھی اس کی چاہتے اسکے خواب سب روندے گئے تھے اسکی محبت کبھی اسکی تھی نہیں۔

“جی معلوم ہے۔۔۔ مجھے کوئی پچھتاوا نہیں” وہ سکون سے کہتی اسکے سامنے کھڑی ہوئی اگر۔

“یہ کیا کیا ہے آپ نے انعم، سب آپ نے کیا۔۔۔ یہ رشتہ میرے کیے ناقابل برداشت ہے” وہ ایک دفعہ پگر ٹوٹ کر بولا۔

“آپ کیلئے ناقابل برداشت ہے مگر میرے کیے قبول ہی قبول ہے” وہ زرا سا سر جھکا کر بولی انکھیں اب اپنی حیا سے جھک گئیں۔

“کیا۔۔ مطلب؟” وہ الجھا تھا اسکی بات ہر

“میں نے آپ کے ساتھ کوتاہی امت اور اسکے بعد جنت میں مانگا تھا۔۔۔ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ آپکی محبت میرے دل میں تب ڈالے جب آپ میرے محرم بنے۔۔۔ مجھے نہیں معلوم تھا میرے رب نے سب ایسے لکھا تھا۔۔۔ اگر آپ نالتمے تو میں شاید کبھی کس اور کی ہو ہی ناسکتی۔۔۔” وہ نظریں جھکائے اپنی چاہت کا اقرار کر گئی، شوہر تھا اسکا اس سے کیسی شرن کیسی جھجک، ابھی کہے گی اظہار کرے گی تو کچھ بد کے گا اچھا ہوگا اس پرہ لگے کہ کہ اسکی شریک حیات اس کے ساتھ وفادار ہے۔

“یہ۔۔ یہ کیا کہہ رہی ہیں۔۔ آپ” اسے تو اسکے اظہار سے جھٹکا لگا تھا وہ تو انعم سے یہ اسپیکٹ نہیں کر رہا تھا۔

”میں پورے دل سے آپکا ساتھ قبول کیا ہے راحم، میں جانتی ہوں مشکل ہے صنم کو بھلانا اسے آپ چاہتے ہیں مگر وہ کسی کی امانت تھی وہ چاہتی کس اور کو ہے وہ فنا کسی اور کے نام ہوتی ہے، اور کسی ایسے شخص کو چاہنا جو آپکا نہیں گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔۔۔ مجھ سے محبت بے شک ناکچھے گا۔۔۔ مگر میرے ساتھ چلنے کی کوشش ضرور کیجیے گا میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں آپ کا قدم لڑکھڑائے گا نہیں، اور مضبوط ہو جائے گا کیونکہ آپ کے ساتھ آپ کی محرم ہو گی جو آپ کا ساتھ آپکی سوچ سے بھی بھر کر نبھائے گی۔۔۔ امید ہے کہ میرا کوئی بھی کلف تکلیف نہیں دے گا آپ کو۔۔۔ مگر سوچیے گا۔۔۔ نامحرم کو نہیں۔۔۔ ایک محرم جو۔۔۔ خدا کو بہت پسند ہیں اپنے وہ بندے جو اپنے محرم کے وفادار ہوتے ہیں۔۔۔ مجھے چھوڑنے کا سوچیے گا بالکل بھی نہیں۔۔۔ آپ سے دور جانے یا الگ ہونے کیلئے ساتھ نہیں چنا۔۔۔ ساتھ جینے کیلئے یہ سفر چنا ہے۔۔۔ میری باتوں پر غور کیجیے گا ”وہ اپنے دل کی تڑپ وان چھوٹے چھوٹے جملوں میں کہہ رہے تھی اور نجانے کیوں چپ اسے سن رہا تھا۔ ایک بہن اپنے حسن سے جادو چلا گئی تھی دوسرا حسن سے تو نہیں البتہ باتوں کے سحر میں جکڑ چکی تھی۔

وہ اپنی بات کہتی آہستہ آہستہ پیچھے قدم لیتی پلٹ گئی۔

اور راحم اسکی باتوں کی ضد میں کتنی دیر ایسے ہی کھڑا رہا وہ کہنے اتنا آکچھ آیا تھا اور اس لڑکی کے سامنے بوکتی بند۔۔۔ کیا ماجر تھا اور اس مے ساتھ کیسی زندگی ہوئے والی تھی۔ وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہوئے گیٹ کھول کر گھر سے باہر چلا گیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اب کیا ہوگا اور وہ کیسے سنبھالے گا سب۔



یہ توریت تھی زمانے کی جھکتی بیٹی تھی، عزتیں تو بیٹیوں سے ہی قائم رہتی، مجال ہے کہ بیٹے بھی جھک جائیں، بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ بیٹے اپنی چاہتوں کو چھوڑ دیتے ہیں صرف اپنے والدین کیلئے، بیٹوں کی خاطر والدین بھی بیٹیوں کو قربان کر دیتے ہیں، اور اگر بیٹی خود جھک جائے تو انکے وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ مگر شاید کبھی ایسا وقت آئے کہ بیٹوں اور بیٹیوں میں فرق ناڈالا جائے اور ان کی بات کو اہمیت دی جائے، زمانے کے ڈر سے انپر مرضیاں نا تھوپنی جائیں۔۔۔ کاشش !۔۔۔



”ہینجل؟“ صارم کمرے میں آیا سکون سے فریش ہو کر چائے پی کر وہ اب اس سے بات کرنا چاہتا تھا اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ کتنی خوبصورت ہے اور جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے وہ کتنی حسین ہو رہی ہے اور وہ اس کے لیے پاگل، بیقرار اور دیوانہ۔

سمیہ نے اس کی میل دیکھی کتنے پل وہ اس میل کو دیکھتی رہی پھر میل اوپن کی۔
”جی“ اس نے بس اتنا میسج بھیجا۔

صارم نے بھنویں اچکائیں کیوں کہ وہ کبھی بھی شورٹ میسج نہیں کرتی تھی یا اپنی فلاسفی ضرور جھارتی تھی۔ اسکی باتوں سے ہی تو صارم ملک محبت کر بیٹھا تھا
”سب ٹھیک ہے؟؟“ صارم نے لیپٹاپ کو سرہانے پر رکھا اور خود الٹالیٹ کر سکرین کی طرف نگاہیں کر لیں۔

"آپ کو کیا لگتا ہے؟" کچھ وقت میں جواب آیا۔

"مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا فلحال تو۔۔۔ تم بتاؤ کوئی بات کوئی ہے کیا؟" صارم کو عجیب سی پریشانی ہو رہی تھی۔ وہ فٹافٹ جانا چاہتا تھا کہاں برداشت تھا کہ وہ اپنی اینجل کو ایسے تکلیف میں پریشان دیکھے۔

"ہاں بالکل ہے۔۔۔ میرا نکاح فلکس ہو گیا ہے، سوچ رہی تھی آپ کو بتا دوں اور اتنے میں آپکا میسج آگیا" وہ لبوں کو دانتوں میں دبا کر لکھ رہی تھی اس کا چہرہ اسپاٹ تھا

اس نے دیکھا تھا اسے پلر کے پیچھے جب وہ دیبا کے ساتھ پی ہے گارڈن میں آئی تھی اور صارم کا وہاں اسے عجیب کشمکش میں تھی اور پھر نو ہوا وہ سمجھ گئی کہ کیا سین ہے اور اب اس سے سیدھے سیدھے سوالات کرنا چاہتی تھی۔۔۔ صارم تو اسکے میسج پر کرنٹ کھا کر اٹھا۔ اس کی آنکھیں ایک لفظ "نکاح" پر ٹک گئیں تھیں۔ وہ اتنے سکون سے کیسے بتا رہی تھی، کیا وہ مزاق کر رہی تھی؟ یقیناً صارم ملک یہ مزاق ہے۔ وہ چھیڑ رہی ہے بدھو تمہیں،۔۔۔ اور اگر ایسا ہوا تو؟؟؟ نہیں نہیں۔ وہ نفی میں سر ہلاتا آنکھوں کو زور زور سے مسلتا لیپٹا جو اپنی گود میں رکھا زرا سے سینڈز میں اسکی جان پر بن آئی تھی۔

"تم۔۔۔ بکو اس بالکل نا کرو۔۔۔ اپنے الفاظ واپس لوسمیه" وہ غصے سے ٹائپ کر رہا تھا وہ اسے بتانا چاہ رہا تھا کہ وہ اسکی ڈرامبازی پکڑ گیا ہے۔

READERS CHOICE

"کیوں برا کیوں لگ رہا ہے آپکو؟ کوئی مجھے آپ سے زیادہ چاہ سکتا ہے اور اس نے مجھے حاصل کرنے کیلئے دیکھیں نکاح بھی فکس کر دیا" وہ سخت چٹانوں جیسی سختی سے ٹائپ کر رہی تھی وہ اگر سامنے ہوتا تو وہ اسے آنکھوں سے ہی جھسم کر دیتی۔ وہ غصے اور تکلیف سے بھری بیٹھی تھی۔

صارم کا دماغ گھوم گیا وہ کیا لکھ کر بھیج رہی تھی اس کے پاس عقل ہے کہ نہیں یا گھاس چرنے گئی ہے؟؟ اس نے ٹھک کر کے لیپٹاپ کی سکرین بند کی بیڈ سے اٹھا سائیڈ ٹیبل سے کیز اٹھائیں اور باہر کی طرف لمبے لمبے ڈانگ بھرے اب وہ اسکی عقل اسکے سامنے جا کر ٹھکانے لگائے گا اتنی ہمت کہ وہ صارم ملک کو ٹریپ کرے۔ وہ تو اینجل کے نام پر ہوا کو بھی چھونے نادے اور وہ اس پر کسی اور کو فوقیت وہ اسکی بنیادیں ہلا دے گا اپنی اینجل پر کوئی نظر اٹھا کر تو دیکھے۔ سمیہ نے انتظار کیا کہ ابھی آئے گا میسج مگر وہ اوفلائن ہو گیا وہ دکتے سر سے بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگائی۔ دماغ میں کل کے دن کے سارے مناظر گھوم رہے تھے کیا سوچا تھا کیا ہو گیا۔ ابھی کچھ منٹس ہی گزریں ہونگے کم سے کم 15 منٹس کہ بالکونی پر ناک ہوئی۔ وہ پہلے اپنا وہم سمجھی لیکن اچانک اسکے دماغ میں آیا کہ صارم ملک نے کوئی شور نہیں مچایا کہیں وہ یہاں ! یہاں اسکی سوچیں فنا ہوئی اور سانس اٹک گئی اور آنکھیں پوری کھل گئیں وہ بجلی کی تیزی سے بالکونی کی طرف بڑھی اور دروازہ کھولا اور وہ سامنے بلیک شرٹ میں کھڑا تھا آنکھیں لہو پڑکا رہی تھیں، جبرے تنے ہوئے تھے۔ وہ تو اس صارم ملک کو دیکھ کر ہی خوف محسوس کرنے لگی اور اپنے قدم پیچھے لیے وہ اندر آیا اور اس کی کلائی کو پکڑ کر کھینچا اور وہ کٹی پتنگ کی طرح اسکے سینے سے آگئی۔ وہ خوف سے اسے دیکھ رہی تھی اسے سوچنا چاہئے تھا کہ وہ کس سے پنگالے رہی ہے۔

"کیا کہہ رہی تھی؟؟؟ ہاں؟؟؟ میری آنکھوں میں دیکھ کر بولو" وہ اسکے بازؤں کو اب پکڑ کر جھنجھوڑ کر بولا۔ سمیہ کا سانس مزید سکڑ گیا وہ اتنا سخت ہو گیا اتنا نکاح کی بات کی تھی نکاح ہوا تھوڑی تھا ایسے کون سختی سے پیش آتا ہے بھلا !

"للل۔۔۔ لیو۔۔۔ می۔۔۔ در۔۔۔ درد ہو۔۔۔ رہا ہے مجھے" وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔
"میرا جواب سمیہ، صرف مجھے جواب دو" وہ سختی سے اسے باور کر رہا تھا کہ جو بکو اس تم نے کی تھی کچھ دیر پہلے وہ اب اسکے سامنے کہے۔

"ہاں تو کیا ہے؟ کیوں بھڑک رہیں اتنا۔۔۔ آپ نے بھی کچھ ایسا نہیں کیا؟؟؟" وہ بھی تھک چکی تھی اپنی سوچوں کے ہاتھوں کی برسی اس پر۔ وہ دونوں اس وقت خیال میں نہیں تھا کہ انکی آوازوں سے کوئی اوپر کمرے میں آسکتا ہے۔

"کیا کیا میں نے؟؟؟؟؟؟؟" وہ تو اسکے دماغ کے فتور کو ہی سمجھ نہیں پارہا تھا۔

"صنم۔۔۔ صنم کی بات کر رہی ہوں مسٹر۔ صارم ملک۔۔۔ جس کو آپ نے اپنے دوست کے تھرو کڈ نیپ کروایا ہے" وہ بھی اسکی آنکھوں میں گرجی تھی۔

یہاں صارم کی پکڑ ڈھیلی پڑی یہ بھلا کیسے جانتی تھی؟ اسے کیسے معلوم اور اس بات کا اس کے نکاح سے کیا تعلق؟
سمیہ نے اسکے گرفت ڈھیلی محسوس کرتے اپنا آپ چھڑوایا۔ "اب ایسے کیوں پزل ہو گئے۔۔۔ دھاڑیں مجھ پر چیخیں

جوا بھی کر رہے تھے، کیسے آپ نے بنا آگے کا سوچے انکا ساتھ دیا اور لے گئے انہیں اٹھا کر ! "وہ دوبارہ اسکی بولتی بند کرنے پر چیخی تھی۔

"تم۔۔۔ تم۔۔۔ کیسے۔۔۔۔۔ کک۔۔۔ کہہ سکتی ہو۔۔۔۔۔ بی۔۔۔ یہ سب۔۔۔۔۔؟" ہنا چاہ کر بھی لر کھڑاتی آواز میں بولا "آواز ناکانپے آپکی مسٹر صارم ملک، سچ اگلیں کیون کیا آپ نے ایسا؟ زرا انہیں سوچا کہ اسکے بعد کیا ہوگا؟؟؟ کچھ نہیں سوچا آپ نے؟ کیا آپ مجھے بھی ایسے رسوا کریں گے؟ کیا میری عزت آپکی نہیں؟؟؟؟؟" وہ چیخی تھی اسکے بس کی بات نہیں تھی۔

"لسن ٹومی اینجل تمہیں کچھ نہیں معلوم کچھ۔۔۔۔۔" ااکے الفاظ کو سمیہ نے ہاتھ کے اشارے رکوا یا وہ جھوٹ بہانا سننا نہیں چاہتی تھی۔

"مجھے کچھ سننے کی تمنا بھی نہیں ہے رسیکٹڈ صارم ملک۔۔۔ آپ کوشش کریں میرے بھائی اور بابا کی نظر سے بچ جائیں" وہ ابھی سرد اور کٹیل کبھے میں بولی تھی۔

"وہ دونوں ایک دوسرے کے نکاح میں ہے اور نکاح پر نکاح ہوتا ہے بھلا؟ کیوں چیخ رہو اس بات کو لے کر؟" وہ زرا دھیمے لہجے سے بولا کیونکہ وہ سنجھ گیا تھا کہ اسکی اینجل اسکے اس راز کو جان گئی ہے اور کیسے وہ ابھی خودی پتہ لگوالے

READERS CHOICE

گم

”کیوں چیخ رہی ہوں؟؟؟ مجھسے ہو چھ رہیں ہیں کیوں چیخ رہی ہوں؟؟؟ میرے بھائی کی زندگی تباہ کر دی آپ دونوں نے۔۔۔ کاش یہ راز اس وقت کھلتا جب یہ نکاح ہوا تھا میرا بھائی تڑپتا تو نا ”وہ اب رونا شروع ہو چکی تھی۔ صارم نے آنکھیں بند کیں وہ کم۔ سے کم اسے تکلیف نہیں دے سکتا تھا مگر دے بیٹھا۔

”سوچیں زرا، آپ مجھے اتنا چاہتے ہو ہمارا نکاح ہو، اور اس دن مجھے کوئی اٹھا کر لے جائے اور آپکا نکاح میری کسی فرزند سے سمیہ سمجھ کر ہو جائے تو۔۔۔ تو کیا کریں گے؟؟ کیا حالت ہوگی آپکی؟؟ سوچا ہے؟؟؟ کچھ ایسا میجن کر سکتے ہیں؟ نہں نا؟“ وہ اسکی شکل پر گیرے ندامت کے تاثرات دیکھ کر بول رہی تھی وہ نجانے کیوں خود کو شرمندہ محسوس کر رہا تھا۔

”میں تمہیں کسی کا ہونے دے ہی نہیں سکتا اینجل، جان بستی ہے تم میں کیسے۔۔۔ کیسے تم ی۔۔۔ یہ سوچ رہی ہو کہ۔۔۔ کوئی اور۔۔۔ اور تم!۔۔۔ نہیں نہیں بلکل نہیں ”وہ تو بوکھلا گیا تھا ساری باتوں کو پس پشت ڈال کر بس یہ بات پکڑی تھی کہ وہ اسے کیا بھیانک بات امیجن کروانا چاہ رہی تھی بے حس لڑکی۔

”تو آپ سوچیں میرے بھائی کی حالت، میری جان بستی ہے ان میں اور وہ تڑپ رہے ہیں مجھے سکون نہیں مل رہا، سانس میری بھی تنگ ہو رہی ہے۔۔۔ میں کیا کروں بتاؤ نا؟؟؟“ وہ تڑپ تڑپ کر روتی اسکے سینے سے لگی تھی اور صارم نے کسی قیمتی شے کی مانند اسے اپنے بازوؤں کے گھیر میں لیا تھا وہ اسکی حالت سمجھ رہا تھا مگر کیا کرتا اسکا دوست بھی ضروری تھا وہ کتنا دیوانہ ہے صنم فراز کے پیچھے کوئی صارم سے پوچھے۔

”ہنجل۔۔ کوئی اور چونس نہیں تھی دونوں ہی مر جاتے اگر انکے ساتھ ہم کوئی بھی زبردستی کرتے، اور کم سے کم میں اپنے بھائیوں جیسے دوست کو مرتے دیکھ نہیں سکتا“ وہ اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتا اسکو ہلکی ہلکی آواز میں کہہ رہا تھا۔ سمیہ کا جسم لرز رہا تھا وہ رہ رہی تھی تکلیف سے اسکا بھائی نجانے کل سے کہاں تھا فون تو پک کیا تھا اور صرف یہ کہا کہ آجائے گا وہ اور پھر ابھی تک نجانے کہاں تھا اور اسکے تڑپنے پر وہ گھر بیٹھی بیقرار تھی

”صارم“ اس نے سر اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔

”میری جان حکم“ وہ اسکی آنکھوں پر بوسہ دیتا بولا کتنا پانی تھا کہ جیسے ہی اس نے لب رکھے تو آنسو لڑی کی صورت میں بہنے لگے۔

”انہیں کہیں کہ میرے بھائی کی خوشیاں دے دیں، صنم کو لے آئیں، میرے بھائی کو ناٹز پائیں۔۔۔ پلیز۔۔ آئی بیگ یو۔۔۔“ وہ اسکی کالر کو پکڑے دھاڑے مارتے روئی۔ صرم نے اسکے چہرے کو پیالے میں بھرا

”ششش۔۔۔ لسن؟ کبھی سکون سے بیٹھ کر سب بتاؤں گا ابھی چپ بلکل خاموش اب آنسو نہیں، کم سے کم مجھے بلکل ناٹز پاؤ“ وہ اسی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے کہہ رہا تھا۔

”اور سنو، سب ٹھیک ہو گا میرے طرف دیکھو“ اسکا چہرہ اوپر کیا اور اس نے پانی سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھا

”سب ٹھیک ہو گا، جو ہو رہا ہے سب ٹھیک ہو گا، ہمت رکھو، اور خبردار مجھ سے دوبارہ کوئی ایسا مزاق کیا“ وہ اس کو اب مصنوعی غصے سے ڈانٹ رہا تھا وہ جان گیا تھا کہ یہ نکاح کا سین صرف غصے میں کہا ہے ورنہ روم روم تو اسکا صارم ملک کا خواہاں ہے، تبھی تو چیختے چلانے پر اسکی ہی پناہوں میں غم کم کر رہی تھی۔

”پکاسب ٹھیک ہوگا؟ کچھ غلط نہیں ہوگا؟“ وہ اسکے چہرے کو تکتے آس سے پوچھ رہی تھی۔ صارم نے اثبات میں سر ہلایا اور دھیرے سے محبت سے اسکے ماتھے پر لب رکھے اس نے آنکھیں سکون سے بند کر لیں۔

”سوری فار میکنگ یو بدھو“ سنہلنے پر زرا شرارتی انداز میں بولی ظاہر ہے اسکا ملک بھاگتا آیا اسکے نکاح کا سن کر۔ صارم نے آنکھیں سکیر کر اسے دیکھا۔

”تم میں صارم ملک کی جان بستی ہے۔۔۔۔ اور اسے ہی بسنے دو یہاں تک کہ سب تم سے پوچھیں کہ کون ہے صارم ملک جس کی مہک جس کی سانسیں جسکی تڑپ جسکی جنونیت جسکی چاہ جسکی تشنگی تم سے محسوس ہوتی ہے، لوگ پوچھیں کہ کون ہے یہ جس پر تمہارا دل دھڑکتا ہے۔۔ سمجھی!“ وہ اس کے ماتھے سے ماتھا جوڑے پریم کتھا پڑھا رہا تھا یا شاید منتر وہ نہیں سمجھ سکی لیکن اسکی باتوں کے سحر میں جکڑی جا چکی تھی۔

اور یہ لمحہ اچانک ٹوٹا جب اسے احساس ہوا وہ کتنے پاس کھڑی ہے اسکے، وہ ہڑبڑا کر پیچھے ہونے لگی مگر صارم نے گھیرا تنگ کر لیا اور آئبروز اچکائی کہ اب نکل کر دکھاؤ۔ اور وہ بچاری شرم سے اسکے ہی سینے ہر سر رکھ گئی اور صارم ملک کا قہقہہ لگا۔

”ایوکالڈ می سمیہ۔۔۔۔ کیوں؟ اینجل کہتے ہیں نا تو کیوں کہا سمیہ؟؟؟ شاؤٹ بھی کیا، بازو۔ بھی اتنے زوووور سے پکڑے“ وہ اب اسے راہ فرار کیلئے گلے کرنے لگی

”تو تم نے کیوں صارم ملک کہا، پہلے تو جلدی نام نہیں لیتی اور اب فل نیم! کیوں بھئی؟ تم مجھے ایسے غصے سے بالکل نہیں بلاو گی۔۔ اور سوری مائی اینجل (بازوؤں پر بوسہ دیا) بس برداشت نہیں کر سکا جو تم نے کہا۔

”اب شاوٹ مت کرنا ورنہ کچا کھا جاؤں گی، اور اس پر سمیہ چودھری پچھتائے گی بلکل نہیں سمجھے!“ وہ اب اسے تیور دکھا رہی تھی

”اچھا میری جند، جان صارم جو حکم اپکا سائیں“ وہ اسکے ماتھے پر لب رکھتا سرشاری سے بولا۔ اور دور ہوا۔
 ”اب جارہا ہوں ریلیکس رہنا اور سو جانا ورنہ جاؤں گا نہیں“ وہ اسکی حاکت سے لطف کے رہا تھا کیسے ٹماٹر کو رہی تھی
 شرم سے اسکی اینجل اور وہ خفگی سے دیکھتی بالکونی کا دروازہ بند کر گئی



”یہ کیا تم جم نہیں جاتے؟“ دیا جو سمیہ کے روم میں جارہی تھی غازی کے روم کے پاس سے گزرتا اسے اپنے شرٹ کی فٹنگ چیک کرتے دیکھا تو اندرا گئی۔
 ”تمہیں کیا ہے۔۔۔ مجھے ویسے بھی جم جانے کی ضرورت نہیں ویسے ہی مسلز بنے ہیں“ وہ منہ بناتا ڈھیٹوں کی طرح بولا یہ دوسری بار اسے کمزور کہا گیا ت ”اوہ۔۔۔ ہا ہا ہا ہا ہا ہا“ دیا کا اسکی بات سن کر قہقہہ لگا اور غازی نے چور نظروں سے اسکا قہقہہ دیکھا کتنی بد تمیز تھی کسے منہ کھول کر ہنس رہی تھی۔

”کیوں زیادہ ہنسی ارہی ہے؟؟ لڑکیاں مرتی ہے اسی لک پر“ وہ اپنی سمارٹ فزیک کو شیشے میں دیکھ کر ایک مان سے بولا۔

”تمہارا ناٹیسٹ ہی خراب ہو گیا ہے پتہ ہی کوئی نہیں کہ کس لڑکی کو دیکھنا ہے کسے نہیں زرا لیول نہیں تمہارا“ وہ اس کے پاس کھڑی ہو کر شیشے میں دیکھتی بولی۔

”تو کیا اب تمہیں دیکھوں مس ایکسٹراسمارٹ؟“ غازی نے اسکے بال کھینچے۔

”ہاں دیکھ لو فری میں جنت مل جائے گی مسٹر وڈ آؤٹ مسلز“ وہ اپنے بالوں کو صحیح کرتے ادا سے بولی۔

”ٹچ می“ غازی کی اواز زرا بھاری وہی۔ دیبانے چونک کر شیشے میں دیکھا جہاں وہ عجیب طرح سے مسکراتا اسے دیکھ رہا تھا۔

”ہوش میں ہو؟؟؟“ وہ اسکی بہکی نگاہوں سے ایک دم گھبرا گئی وہ پیچھے ہونے لگی کہ اس نے کمر میں بازو حائل کر دیا۔ دیبا اس کے خلاف کچھ کرتی اپنا ہاتھ اسکے بازو پر محسوس کیا اور آنکھیں حیرت سے کھلیں، اسکے بازو مسکو لرتھے کافی اچھے بنے ہوئے تھے اسنے بازو کے ڈولو پر ہاتھ پھیرا تو وہ سائڈ مسکراہٹ سے ہنسا۔ دیبانے جب بازو ٹائٹ کیا تو اس کے بازو کی ساخت واضح ہوئی۔

”اومائی گاڈ۔۔۔ تم“ وہ تو حیرانی سے بول ناسکی۔ فوراً سے پیچھے ہٹی اور اسے اوپر سے نیچے دیکھنے لگی اور وہ قاتلانہ اور فخرہ مسکراہٹ سے اسے دیکھ رہا تھا۔ گے

”شرٹ اٹھاؤ“ دیبانے اس کہا۔ اور اسکی مسکراہٹ سمٹی۔

”میرے سکس پیکس صرف میری وائف دیکھے گی“ اس نے رعب سے کہا

”اوہہ واؤ تمہارے سکس پیکس ہیں؟؟؟ ہائے۔۔۔ یار مجھے بنا لو اپنی بیوی بٹ دکھاؤ نا“ جی تو بچو کی طرح خوش ہو رہی تھی یہ سوچا ہی نہیں کہ کیا بول گئی۔

”پکا؟“ وہ اس کی بازو کھینچتا بولا اور یہاں دیا کو احساس ہوا کہ کیا بول گئی۔

”تم نا۔۔ بہت برے ہو ہو“ وہ بچاری نجل ہوتی اسے دھکا دیتی روم سے نکل گئی اور وہ پیچھے تہقہہ لگا اٹھا۔



”رضا پ؟ یہاں میرے پاس؟؟؟ کیسے؟؟؟“ وہ ایک ٹرانس سی کیفیت سے بول رہی تھی۔ ہر طرف سبز اہی سبز اتھا خود وہ کسی ریاست کی شہزادی لگ رہی تھی جیسے کسی فلم میں شہزادیاں سفید لباس پہنتی ہیں ویسے وہ کافی کیرز والا فراک پہنے چمک رہی تھی اور رضا دور سے چلتا آیا مگر وہ عام سے حلیے میں تھا بلیک پیٹ ہر براون شرٹ۔ لیکن اسکی آنکھیں خمار آلود تھیں وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا اس تک آیا۔ چہرے ہر کوئی مسکرا ہٹ نہیں تھی۔ اسکی آنکھیں بولتی تھیں۔

”اپ میرے سامنے؟ مجھے یقین نہیں ارہا کہ اپ میرے پاس ہو میرے سامنے؟“ وہ مدہوش سی اسکے گال کو چھونے لگی۔

”ہاں تمہارے پاس بہت قریب تمہارا بننے آیا ہوں“ وہ اب ہلکا سا مسکرایا تھا اور دو انچ کے فاصلے پر رکا۔

”اتنا سکوں کیوں ہے آپکی پناہوں میں؟“ وہ اسکی گردن کے گرد بازو ڈالتے ہو کی۔

”اور ایک دن تم انہیں پناہوں سے پناہ مانگو گی، تم میری پناہ میں آنے پر پچھتاؤ گی، تب میں تمہیں آتش میں جھونک دوں گا جو تمہیں میری چاہ میں جھلسا دے گی“ وہ اسکے گال سے گردن تک لکیر کھینچتے بولا اور وہ مدہوش سی اسے دیکھ رہی تھی

دل جانم من رقصہ

“پرواہ نہیں۔ جھلسا دینا بس شرت یہ ہے، اپ تب بھی مجھے اپنی پناہوں میں قید کر کے اس آتش کو بجھا دو گے۔

قبول ہے؟” وہ بھی اسکے گال سے گردن لکیر کھیچتے بولی وہ مسکرایا اور دھیرے سے اسکے لبوں پر جھکا۔ اور اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں جب اس کے دانت نے اسکے لبوں پر وار کیا تو۔۔۔۔۔

نگلین جھٹکے سے اٹھی۔ دل دھک دھک دھک دھک کر رہا تھا لگتا تھا ایک سو بیس کی سپیڈ سے بھی اگے بڑھ گیا۔ وہ کیا خواب دیکھ رہی تھی۔۔

استغفرُ اللہ۔۔۔ وہ اس کو اپنے ہاس۔۔ چھپی۔۔۔ توبہ۔۔۔۔۔ نجانے کیا کیا وہ سوچ رہی ہے یہاں تک کہ اسکے کس۔۔۔ اففف۔۔ وہ جھنجھلا کر رضائی کو منہ میں دبا گئی۔ اس نے محسوس کیا تھا خواب میں بھی اسکے چھونے کی ٹرپ، اسک ذائقہ جو محبت سے ہوٹوں پر بوسہ دیتے وہ محسوس کروار ہاتھا۔ اس خواب کو سوچتے اب اسے نیند نہیں آنی تھی۔ دوبارہ سے تکیے پر سر رکھا اور اس خواب کو سوچنے لگی۔ یہ کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ اسے کوئی خواب ائے اور اسے یاد رہ جائے اور وہ پھر حقیقت میں ہو جائے۔ ابھی بھی وہ خواب کے کسی بھی پہلو کو نہیں بھولی اسکے دماغ میں عجیب خیال آنے لگے کہ کیا یہ خواب سچ ہوگا؟؟؟ کیا وہ اسکا ہوگا؟؟؟ کیسے ملے گا؟؟؟

اور اس نے اپنے سر کے نیچے سے تکہ لے کر شرم و حیا سے ہی اس میں منہ ے دیا اسکے دل نے دہائی مچائی تھی کہ ہاں ہو جائے سچ یہ خواب اسکی پنائیں اور وہ۔۔۔۔۔

اکیاں میری پوچھ رہی ہیں

🇵🇰 دل کو بھی چین نہیں ہے 🇵🇰

♥ تو اکھیاں کتھے لڑائیاں وے، تو اکھیاں کتھے لڑائیاں وے ♥

♥ دھڑکن یہ کہتی ہے، اب تیرے بن نارہنا ♥

♥ اک تو ہی یار میرا مجھکو کیا دنیا سے لینا ♥

♥ تجھسے شام میری تجھسے دن ڈھلے ♥

♥ لمحہ اک جیوں نا کوئی بن تیرے ♥

♥ دھڑکن یہ کہتی ہے دل تیرے بن دھڑکے نا ♥

♥ اک تو ہی یار میرا مجھکو کیا دنیا سے لینا ♥

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

“جانم ”وہ دھیرے سے اسکے گال کو تھپتھپا کر بولا۔

ابھی ابھی بیدار ہوئی تھی اسکے بلانے پر بخار کی شدت اتنی تھی کہ ہوش میں انہیں رہی تھی اور ایک دفعہ پھر ابرار شاہ نے آسمان سر پر اٹھالیا تھا۔ اور اب جا کر اسکا بخار کم ہوا تھا اور وہ اسے ڈسچارج کروا کر گھر کے آیا تھا یہ کہ کر کہ وہ انکھ کھولے تو بیڈ پر ہی ہوتا کہ اسے تکلیف نا ہو کہ جب وہ جاگے تو اسے گھر لے کر آئے۔

اسنے ہلکی ہلکی آنکھیں کھولیں اور اسکی طرف دیکھا جو اس پر جھکا مسکرا رہا تھا۔ وہ بھی ہلکا سا مسکرائی اسکی آنکھیں اسکی بیمار رہنے کا پتہ دے رہی تھیں۔ آنکھیں موٹی ہو گئی تھیں کچھ روئی بہت تھی کچھ آنکھیں کافی دیر سے بند تھیں۔ اس نے لرزتا ہوا تھا اٹھایا تو ابرار نے فوراً سے گال اگے کیا جو اسکی انگلیوں اور ہتھیلی میں اگیا وہ مسکرائی اسکی ادا پر۔

”کیسا فیل کر رہی ہو اب؟“ وہ اس کے ہاتھ پر بوسہ دیتا بولا جس اسکی گال پر تھا

وہ مسلسل اسے دیکھ رہی تھی پھر اسے آنکھوں کے اشارے سے پاس آنے کو کہا تو وہ جھکا۔

”ا۔۔۔ و۔۔۔ رپ۔۔۔ پاا۔۔۔ س“ وہ بی دبی آواز سے بولی ابھی بخار ٹھیک سے اتر نہیں تھا اور کچھ اسکا بولنے کو دل نہیں کر رہا تھا وہ اسکے ایک انچ کے فاصلے پر آگیا مسکرا کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیا اسکا بوسہ تھا کہ کیا اسے پنہ جسم میں سکون سا محسوس ہوا

”یہاں بھی۔۔۔ وہ اپنے دائیں گال پر انگلی رکھ کر بولی۔ وہ مسکرا کر اس پر بھی جھکا اور محبت سے چوما۔

”یہا۔۔۔ بھی“ وہ اب بائیں گال کا کہ رہی تھی وہ پھر سے جھکا اور محبت سے لب رکھے۔ ”یہاں) تھوڑی پر انگلی

رکھی (۔۔۔ یہاں) ناک پر تھوڑی رکھی (۔۔۔ یہاں)“ آنکھوں پر انگلی رکھی (۔۔۔ یہاں) ہونٹوں ہر انگلی

رکھی (۔۔۔ پیار کرو۔۔۔ بنار کے شاہ۔۔۔ تمہیں پتا ہے نا میں کتنا چاہتی ہوں تمہیں شاہ۔۔۔ مجھے میری تڑپ کا

حساب دو ابھی دو۔۔۔ اسی وقت دو۔۔۔ مجھے سیراب کرو اپنے نام سے۔۔۔“ وہ اسکے گال پر انگلیوں سے ڈزائین بناتے

بہکتے انداز سے کہہ رہی تھی۔ آنکھوں میں شربت خمار تھا، جس میں صرف اور صرف اسکے شاہ کا خمار تھا۔

”تمہیں معلوم ہے میں کتنا تڑپا ہوں؟“ اس نے اسکی تھوڑی پر بوسہ دیا اور کتنے پل اس کی نرم و ملائم سی سفید تھوڑی

کو چومتا رہا

”کتنا یاد کیا ان آنکھوں کو جو مجھے دیکھنے کیلئے بیقرار رہتی تھیں“ اب اسکی آنکھوں پر بوسہ دیتا مسکا کر بولا۔

”او۔۔۔“ وہ کچھ کہنے لگی تھی کہ اس نے انگلی اسکے لبوں پر رکھ دی وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔

”ہشششش۔۔۔ میں بول رہا ہوں۔۔۔ مجھے سنو۔۔۔ میری تڑپ کو سمجھو“ وہ اس کے نیچے ہونٹ پر انگلی دائیں سے بائیں پھیرتے بولا وہ مسکرا کر آنکھیں جھکا گئی۔

”تڑپ کا حساب چاہے؟“ وہ اس کی ناک کو چھو کر بولا

”شک کر رہے ہو شاہ؟“ وہ اس کی آنکھوں کو محبت سے چھوتی گردن میں بازو ڈال کر بولی۔

ابرار مسکرایا۔ اور واری ہی تو گیا تھا اسکے انداز پر بے خود ہو کر اسکے لبوں پر جھکا وہ جانتا تھا کہ سب سے حسین اسکے لبوں پر بوسہ دینا ہوتا ہے کیونکہ وہ اسکی تڑپ کا بھرپور ساتھ دیتی ہے وہ تھک جائے تو وہ خود کو سیراب کرتی ہے بنا سانسوں کے جانے کا۔ اور ہوا بھی یہی وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے خود کو اس میں مگن کر چکی تھی۔ وہ بھی بے خود مدہوش ہوتا رات کو سر کرنے کی اجازت دے بیٹھا۔ جی بھر کر اسکے لبوں سے سراب ہو واجب دونوں کے سانس الجھ گئے تو دور ہوا اور اسکے ماتھے پر سر ٹکایا اور گہرے سانس لیے۔

”مجھے بے حد چاہو گے!“ وہ اب اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتی پوچھنے لگی۔

”تم سے عشق ہے رہے گا“ وہ اسکا جواب دل سے دے رہا تھا۔

”ساری زندگی کرتے رہے ہو گے، مجھے ایسے ہی پیار کرو گے، میری ایک ایک ادھر مر مٹو گے، میرے ساتھ پل گزارنے کے موقع ڈھونڈ ہو گے۔۔۔ اور۔۔۔“

”ہشششش۔۔۔ لسن“ وہ اسکی ڈیمانڈ سننا نہ سکا اسکے لبوں پر جسارت کرتا روک گیا۔

”مجھے میرے کام نابتا و جانم، یہ شاہ تم سے اب گن گن کر کام نکلوائے گا بھی اور کرے گا بھی۔۔۔ وعدہ۔۔۔ بس دور نا جانا“ وہ اس پل بے حد مدھوش تھا اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ وہ بولے وہ بس اسے سنے کو محسوس کرے۔
 ”مجھے حساب دو شاہ۔۔۔ جو میں تمہاری چاہ میں تڑپی ہوں۔۔۔۔۔ تمہاری پناہوں کیلئے تڑپی ہوں۔۔۔ مجھے پیچھے کے گزرے وقت میں نہیں جانا۔۔۔ مجھے تمہارے ساتھ جینا ہے اب۔۔۔ مجھے فنا کرو اسی پل ابھی اپنے آپ میں شاہ“
 وہ مدھوش سی بہکی بہکی سی اسکے گالوں پر بوسہ دیتے بولی۔

اس نے دھیرے سے اسکی گردن پر لب رکھے۔ اس کی مہک کافی جانیو اتھی ایک گہرا سانس اسکی خوشبو کا اندر اتارا
 ”بنالوں اپنا؟ ہمیشہ کیلئے؟ اتر جاؤں تمہاری روح میں؟؟ مہکادوں تمہیں اپنی سانسوں سے؟ فنا کردوں خود میں اپنی دھڑکنوں سمیت؟“ وہ ایک آخری اجازت کا طالب تھا۔ وہ مسرور سی مسکرائی۔

”میرے سے عشق کرنے کی دوبارہ اجازت ناما نگنا شاہ۔۔۔ حکم کیا کرو، رعب سے لیا کرو“ وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتی اسکے دل کے مقام پر سر رکھ گئی۔ وہ تو اسکی چاہ کا منتظر تھا کمر میں بازو جمائل کر کے خود میں سمو یہ۔
 اور رات کو دھیرے دھیرے گھلنے کی اجازت مل گئی۔۔۔۔۔ چاند کو شرمانے کا ارڈر ہوا۔۔۔۔۔ سانسوں کو شور مچانے کا لائسنس ملا۔۔۔۔۔ دلوں کی سرگوشیوں کا وقت ہوا۔۔۔۔۔ ہوا کے خاموش ہو کر گزرنے کی دھن بجی۔۔۔۔۔ ایک عشق زادہ اپنی عشق زادی سے ملنے کیلئے بے تاب ہوا۔۔۔۔۔ اب رات ڈھل رہی تھی۔۔۔۔۔ انکے عشق کی داستان رقم کرتے کرتے۔۔۔۔۔ محبت نے منوایا تھا انا کو دفنا کر۔۔۔۔۔ غرور کو ختم کر کے۔

تم کو پایا ہے کہ جیسے کھویا ہوں

کہنا چاہوں کچھ اگر تو کیا

اک تمہیں چاہنے کے علاوہ

اور کچھ بھی بچا ہی نہیں

بول دوناز راول میں کیا ہے چھپا

میں کسی سے کہوں گا نہیں

بول دوناز راول میں ہے کیا چھپا

میں کسی سے کہوں گی نہیں

اسکی آنکھ کھلی تھی اس روشنی سے جو کھڑکیوں پر پڑے دو پردوں کے درمیان سے باریک مگر تیز تھی اور اسکی آنکھوں کو کھولنے پر مجبور کر گئی۔ ایک آنکھ کھول کر سامنے پردے کو دیکھا اور انگرائی لینی چاہی مگر ہاتھ کسی نرم نرم چیز سے ٹکرایا چہرہ اب اس طرف موڑ کر دیکھا تو وہ اسکے گال تھے نرم نرم وہ مسکرا دیا۔ ان لمحوں کو یاد کر کے جب وہ اسکی دسترس میں تھی، اس وقت کو یاد کر کے جب وہ اپنی اور اسکی تڑپ کا حساب دے رہا تھا، ان گھنٹوں کو سوچ کر جو اسکی پناہوں میں آرام سے بیت گئے۔ وہ کروٹ لیتا اسکی طرف اسکو دیکھنے لگا جو کمفرٹ میں گھسی گہری نیند میں تھی ایسے جیسے کوئی بہت لمبی مسافت سے لوٹا ہو اور سویا ہو اسکی تھکن اسکی نیند سے پتہ چلے اور وہ بھی سکون سے سوئی تھی۔ وہ اسکے گالوں کو انگلی سے چھونے لگا روئی جیسے تھے ان گالوں کو محسوس کرتا وہ ماضی کے کچھ لمحوں میں کھو گیا

”ہائے کچھ کھاتی پیتی نہیں ہو؟؟“ ابرار نے اس کا ویٹ دیکھتے کہا جو وہ ویٹ مشین پر کھڑی چیک کر رہی تھی۔ (اس یاد تھا کہ میڈیکل ٹیم آئی تھی فری چیک اپ کیلئے اور سٹوڈنٹس چیک کروا رہے تھے اور صنم نے اس سے ضد کی تھی وہ ویٹ دیکھنا چاہتی ہے اس نے کبھی چیک نہیں کیا۔)

”اللہ اللہ صرف 45 !!! ! استغفر اللہ۔۔۔ کھایا پیا کرو۔۔۔ مجھے سکی لڑکیاں پسند نہیں“ ابرا پھر ویٹ مشین پر جھکا کہہ رہا تھا جب دیکھا کہ صنم نے جواب نہیں دیا تو سراٹھا کر اوپ دیکھا تو وہ آنکھیں سکیرٹیں خونخوار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ ابرار کو بہت زور کی ہنسی آئی مگر بروقت سر جھکا کر وہ کنٹرول کر گیا۔ ایسے موقع پر لڑکے گڑ بڑ جاتے ت مگر ابرار شاہ کی ہنسی چھوٹ جاتی تھی۔

”کیا کہا تم نے؟؟؟ لڑکیاں؟؟؟“ صنم نے اسکی کالر سے پکڑ کر نیچی آواز میں گڑاتے اٹھایا اور وہ بھی طاعدار کی طرح اٹھ کھڑا ہوا۔ چہرہ مارے ضبط کے سرخ ہو رہا تھا۔

”تم ہنس رہے ہو مجھ پر؟؟؟ تمہاری میں آنکھیں نا اچھوڑ دوں اگر کسی کو دیکھا بھی۔۔۔ جو خواہش ہے مجھے کہو نا کر سکوں تو کہنا“ وہ اس سخت گھوریوں سے نوازتے بولی۔

”ہاں نا۔۔۔ بھی۔۔۔ ناگال موٹے ہیں۔۔۔ ناکلا ناں مضبوط ہیں نا ہی۔۔۔ کمر۔۔۔ اور نا ہی۔۔۔ اہم اہم“ اور آخر میں آنکھ دباتا وہ زو معنی انداز سے بولا

”ہااااا۔۔۔۔۔ نے شرم۔۔۔ بد تمیز۔۔۔ زہر لگے ہو“ وہ تو شرم سے پانی پانی ہوتی باہر نکل گئی بھاگنے جیسا انداز تھا۔ اور پیچھے ابرار کا فلک شکاف قہقہہ لگا اور پھر اسکے پیچھے گیا جو بھی تھا اسی کا تھا وہ۔

دل جانر من رقصہ بسما بھٹی

وہ ماضی سے باہر آیا جب صنم کا ہاتھ نیند میں ہی اسکی گردن کے گرد حائل ہوا اور وہ اسکے سینے کے ساتھ سر لگا کر سو چکی تھی۔

"میرا گڈا، مجھے نہیں معلوم تھا میری جانم میری باتوں کو سریس لے جائے گی" وہ اس کے پھولے نرم روئی جیسے گالوں کو دیکھتا ہوا۔

"جانم" اسکی گال پر ہلکی سی بانٹ کرتا بولا اینویں ہی اسکا دل کر رہا تھا کہ وہ اٹھے اور اسکو دیکھے اسے سنے۔ اور وہ اسکی آواز کو خاطر میں نہ لائی۔

"نانجا نرم؟" وہ دوبارہ اسکی گال پر ہانٹ کرتا بولا اور وہ کسمسا کر اس کے سینے میں مزید سردے پینے لگی۔

"اٹھو نایار، میرا گڈا" وہ اس کے موٹے رس بھرے لبوں کو دو انگلیوں میں دباتا ہوا۔

"شاہ، سونے دونا۔۔۔۔۔ پلےز" وہ نیند سے شل آنکھیں لیے اسکی طرف دیکھتی ہوئی۔

"جانتی یو کہاں ہو؟" وہ اسکا چہرہ اپنے سامنے کرتے بولا۔ وہ جو آنکھیں بند کر کے سونے لگی تھی اس کی بات پر اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں اس لمحے یقین نہیں کہ میں آپکی دسترس میں ہوں؟" وہ اسکے گردن پر ہانٹ کرتے بولی اوع ہلکا سا مسکرایا اس کی دی ہیوی چھوٹی سی ہانٹ پر۔

"مجھے کیا معلوم کہ پھر سے کسی کی باتوں میں آجاؤ اور مجھ سے دور چلی جاؤ؟" وہ زرا سرد لہجے میں بولا۔ وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ تم وہی ہو جس نے اعتبار نہیں کیا تھا اور دور چلی گئی تھی اور اب اگر اسکی پناہوں میں ہو تو کیسے سکون سے بات کر رہی ہو جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

"ابرار.. " وہ کچھ کہنے لگی تھی کہ اس نے سختی سے جبر اٹھایا۔

"شاہ۔۔۔ شاہ کہو۔۔۔ چاہے نفرت میں ہو یا بہت محبت میں، شاہ کہو، ابرار کہنے کیلئے دنیا ہے۔۔۔ مجھے تمہارے منہ سے شاہ کے علاوہ کوئی اور نام ناسنوں " وہ تو بھڑک گیا تھا۔

اور وہ اسکی عجیب سائنس پر ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دی اور اسکے شاہ کو مزید تپ چڑھی۔

"اچھا تو جناب کو میرے شاہ کہنے سے عشق ہے؟" وہ اس کا غصہ بلائے اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھتی بولی۔

"ہاں ہے بہت بے، تمہارے نام سے، تمہاری سانسوں سے، تمہاری دھڑکنوں سے، تمہاری باتوں سے، تمہارے

آنکھوں سے، تمہاری اک اک ادا سے، تمہاری مسکراہٹ سے، تمہارے ہونٹوں سے، تم پوری کی پوری سے " وہ

مدہوشی میں بہکتے انداز میں سر اس کے سر سے ٹکائے اسکے کانوں میں رس گول رہا تھا اور وہ ساکت اسکے الفاظ سن رہی

تھی کتنی بیوقوف تھی کہ وہ پہچان ناسکی وہ اتنا سچا اپنے الفاظ میں کہ وہ اسے جھٹلانے کا سوچ تک ناسکی۔

"شاہ؟" وہ دھیرے سے اسکے گال پر انگلیاں پھیرتے اپنی طرف متوجہ کرتے بولی۔ اس نے دھیرے سے نگاہیں اٹھا

کر اسے دیکھا

"میں تم سے بہت بہت بہت محبت کرتی ہوں اتنا کہ تمہاری سوچ ختم جائے" اسکی آنکھوں میں پانی آچکا تھا وہ زرا سا مسکرا کر اسکی آنکھوں پر بوسہ دیا۔

"اسی لیے مجھ پر یقین نہیں کیا؟" وہ اب اس پر طنز کیا۔ صنم نے خفا مہاز سے اس کے طنز کو سہا۔ وہ اٹھنے لگا تھا مگر صنم نے کالر پکڑ کر اٹھنے نا دیا۔

"ایک بات کا سچ سچ جواب دینا" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے بولی۔ "پوچھو، تمہارا ابرار شاہ ہوں، مجھے تمہیں حاصل کرنے کیلئے کسی جھوٹ کی ضرورت بھی نہیں" وہ پھر سے طنز کر رہا تھا نہیں برداشت ہو رہا تھا اس سے کہ اس وقت جب سب اسے برا کہہ رہے تھے تو جس کی امید تھی کہ یہ جانتی ہے مجھے اسی نے رخ موڑ لیا۔

"اگر تم اچانک روم میں آؤ اور مجھے کسی کی باہوں میں دیکھو اور میں نے اسے بھی مدہوش ہو کر پکڑا نہیں دبوچے ہو۔۔۔ تو کیا فیل کرو گے ابرار شاہ؟" اب سرد آواز میں بات کرنے کی باری صنم کی تھی۔

ابرار کا جڑ اتن گیا اسکی بات سن کر غصے سے اسکے گلے پر زور ڈالا۔ آنکھیں لہو چھلکا رہی تھی۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ تڑپے گی گلہ چھڑوانے کیلئے مگر وہ سانس روکے اسی کو بنا پلک جھپکائے دیکھ رہی تھی کہ مارنا ہے تو مار دو صنم ہے تمہارے آگے کوئی ایری غیر لڑکی نہیں۔

"بس؟ کیا ہوا؟" اس نے زرا سی گرفت ڈھیلی کی تو وہ اسکی برداشت کو دیکھتی بولی۔

"ہمت۔۔۔ ہمت بھی کیسے ہوئی ایسا سوچنے کی؟؟؟" وہ اس پر نیچی آواز میں گرایا

"میں نے سوچا ہے صرف ورا برار شاہ کی حالت دیکھو زرا۔۔۔ زرا سوچو میں نے تو ایک لائیو ٹیلیکاسٹ دیکھا تھا ابرار شاہ تمہیں دیکھا تھا کسی کو اپنے اندر سمانے کیلئے بیقرار تھے، بس ناچلتا تو اسکی ہڈیاں توڑ کر اپنے اندر کر لیتے، نشے میں دھت اس کی گردن میں دانت گاڑے پاگل ہوئے تھے تم، ڈیٹ واز لو بائٹس مسٹر ابرار شاہ" وہ روتی چیختی تھی اور وہ اپنی جگہ جامد ہوا تھا وہ لڑکی جس سے اسے عشق تھا اس نے ابرار شاہ کو کس روپ میں دیکھ لیا۔

"وہ۔۔۔ میں۔۔۔ تھا۔۔۔ مگر۔۔۔ میں نے۔۔۔ کچھ نہیں

-- کیا تھا۔۔۔ صنم۔۔۔ تم تھی میری نگاہوں میں۔۔۔ میں نہیں جانتا۔۔۔ میں مدہوش تھا۔۔۔ مگر تمہیں سوچ کر "وہ تو بوکھلا گیا تھا اسکے رونے سے اسکی ایک بار پھر ماضی کے گزرے سخت لمحوں کو سوچتے۔

"سنو ابرار شاہ، مجھے بس یہ بتاؤ۔۔۔ کیا تم پاک ہو؟؟؟ تمہاری سوچیں؟ تمہاری نظر؟" وہ اس سے آخری بار پوچھ رہی تھی تھک گئی تھی اس سے دور رہ رہ کر اسکا شوہر تھا وہ اب اسے دور نہیں جانے دے سکتی تھی جب اس نے اسے پور پور اپنے نام سے مہکا دیا تھا تو کیسے اب اسے جانے دیتی اب بس اب اسے آگے بڑھنا تھا۔

"تم بتاؤ؟ میری آنکھوں میں کیا ہے؟ میری چاہتوں میں کوئی کھوٹ لگا؟ میری رات بھر شدتوں میں زرا بھی غداری لگی؟ بتاؤ؟" وہ اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرے مان سے پوچھ رہا تھا۔

"مجھے تم پر کبھی شک ہوا ہی نہیں ابرار شاہ، لیکن میرے اور تمہاری داسا کے درمیان ایک عہد ہوا تھا جسے پورا کرنے کے چکروں میں میں اتنی دور ہو گئی" وہ آنکھیں جھکائے بولی اسے رنج تھا جو ہوا۔

"کیا مطلب؟" وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا

"انہوں نے کہا تھا کہ وہ مجھے قبول کر لیں گی اگر میں تمہارے فارم ہاؤس آجاؤں، مجھے کیا چاہئے تھا کہ ایک داسا ہیں تمہاری وہ مجھے قبول کر لیں اپنے شاہ کیلئے، میں تو آگئی لیکن وہاں میں نے شراب دیکھی میں نے تم سے بات کرنی چاہی مگر ایک بات میں نوٹس کر رہی تھی کہ تمہیں مجھ سے دور دور کیا جا رہا تھا، اور جب اوپر ہنگامہ ہوا اور جب کمرے میں گئی تو تم۔۔۔ ایک لڑکی کو۔۔۔ برے طریقے سے پکڑے کھڑے تھے اور وہ خود کو بچانا چاہتی تھی میں جب بے یقینی سے کمرے سے باہر آئی تو داسا کی کال آئی تھی اور میں انکی آواز سنتے رو پڑی اور انہوں نے کہا کہ میں انکی زندگیوں سے نکل جاؤں کیونکہ تمہاری زندگی میں میرا وجود کچھ نہیں، میں ٹوٹی روتی گھر آگئی اور سوچا کہ تم سے ڈائریکٹ پوچھوں کہ یہ کیا تم نے مجھے چین نہیں آ رہا تھا اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اگلے دن جب تم باہر مجھ سے ملنے آئے تو میں بیقراری سے باہر آنے لگی تھی کہ مجھے لاؤوڈیو کال آئی تمہاری داسا کی طرف سے جنہوں نے میرے بھائی پر شوٹر کا نشانہ فکس کر دیا تھا۔ اس کے آفس کے سامنی بلڈنگ پر وہ نشانہ رکھے ہوئے تھا میری جان نکل گئی تھی یہ منظر دیکھ کر اور انہوں نے کہا تھا کہ میں دور رہوں تم سے ورنہ وہ میری فیملی نہیں چھوڑے گی، میں پیچھے ہٹ گئی یہ سوچ کر کہ تم پیچھے نہیں ہٹو گے اور مجھے زبردستی بھی چرانا پڑے تو چرالو گی مگر تم بھی دور ہونے ہر ترجیع دے گئے اور میرا سکون چین نیندیں ساتھ لے گئے شاہ اور اب تک تم اے غصہ تھی کہ اگر میں نہیں لوٹی تو تم کیوں نہیں آئے کیسے گزر گئے تمہارے دن و شب؟؟" وہ ہچکیوں سے روتی ایک ایسی روداد سنا گئی تھی جو شاہ کی ہاتی کوزلزلوں کی زد میں لے آئی۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر آگے ہو کر اسکی آنکھیں چومی اور بنا ایک لفظ کہے شرٹ پینتے کمرے سے باہر کی طرف بڑھا۔

بسما بھٹی

دل جانر من رقصہ

اور ان سب میں رضا فراز جمالی کو کیا غرض کہ مس نگین ملک کتنی خوبصورت ہے اور کتنی محبت کرتی ہے۔ اسے بس یہ معلوم تھا کہ صارم ملک جو کہ ابرار شاہ کا گہرا دوست ہے اس کی بہن کو وہ آنکھوں پر بٹھاتا ہے اسکوں بہنوں سے بڑھ کر پیار کرتا ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ تکلیف مس نگین کو ہو اور صارم ملک اور ابرار شاہ کو ناہو۔۔۔



"کوئی نام وفا پوچھے"

"میں نام تیرا لوں گی"

"ہووووووو"

"آنکھوں میں بسے ہو تم"

"تمہیں دل میں بسا لوں گی"

"جب چاہوں تمہیں دیکھوں"

"آئینہ بنا لوں گی"

دیبا اپنے دھیان سمیہ کے ساتھ بیٹھی گارہی تھی اور سمیہ بھی ہلکا ہلکا سا جھوم رہی تھی اور لیپٹا پر کام بھی کر رہی تھی

READERS CHOICE

غازی جو سمیہ کو بلانے آرہا تھا اسکی آواز سن کر رکاوہ کافی امپریسڈ ہوا اور دھیرے سے صوفے کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اور اسے سننے لگا۔ وہ بہت خوبصورت گاتی تھی۔

Page 170 of 350

Posted on: <https://ezreaderschoice.com/>
Email: readerschoicemag@gmail.com

"آگے؟" جب وہ رکی تو وہ اس کے کان کے پاس سرگوشی میں بولا کہ دیبا ڈر کر اچھلی اور سمیہ نے بھی اسے دیکھا اور پھر غازی کو جو ابھی بھی ویسے ہی صوفے پر بازو رکھے اسے دیکھتا مسکرا رہا تھا کافی محظوظ ہوا تھا وہ اسکے ڈرنے پر۔
 "تم بوتل کے جن کی طرح کیوں نازل ہوئے ہو" وہ اپنی سانسوں کو سکون میں لاتی اس پر غصے سے چیخی بد تمیز نے ڈرا دیا تھا۔

"ماما بلار ہی ہیں سہی" وہ ابھی بھی اسے دیکھتا سمیہ کو بولا۔

"آہہ" سمیہ نے اس کا اکا۔ مڑو راکہ وہ درد سے چیخ اٹھا۔ "یہ تمہیں میں دیکھ رہی ہوں، تمہارے اندر جو منٹ منٹ بعد باہر کے ملک کی روح آتی ہے ناسد ہر جاؤ" نا محسوس انداز میں وہ اسے بتا گئی تھی کہ وہ اسے کیے دیکھ رہا ہے اور دیا کو تو سمجھ نہیں آئی۔

"جاؤ جاؤ۔ اتنی تم" وہ کان چھڑواتا اسے باہر کو رستہ دکھاتا بولا۔

"یہ بد تمیزی کرے تو اچھے خاصے مکے مارنا" وہ باہر جاتے دیا کو بولی۔

"وائے ناٹ میری جان" دیبا نے آنکھ و نک کرتے کہا۔ اور ہنستے اسے دیکھا۔

"تم اتنی سی ہو، میرا ایک وار نہیں سہہ سکو گی" وہ اسکی اور سماٹنس پر چوٹ کرتے بولا۔

"بس بس، یہ تم لڑکے اور تم لڑکوں کی خام خیالیاں" وہ ایک ادا سے بالوں کو جھٹک بولی۔

وہ آگے بڑھا بازو پکڑ کر کھڑا کیا کمر پر بازو جمائل کیا دوسرے سے گردن پکڑی۔ وہ تو ایک دم کے حملے سے بوکھلا گئی۔
 اور پٹر پٹر اسے دیکھنے لگی اسے معلوم ہی نہیں ہوا کہ کیا ہوا اسکے ساتھ۔

دل جانر من رقصہ

"اب۔۔۔۔۔ مات دو ہم لڑکوں کی خام خیالیوں کو" اس کے گردن پر ہلکا سا زور دیتا بولا۔ اور دیبا کی دھڑکن اس کے اتنے پاس ہونے پر معمول پر نہیں تھی یہ پہلی دفعہ تھا کسی لڑکے نے اسے اتنے قریب یا تھا وہ اپنی موٹی موٹی آنکھوں سے اسے بس دیکھ رہی تھی وہ بہت حسین تھا ہاں لڑکیاں مرتی ہوں گی اس پر۔۔۔۔۔ اور یہ سوچ آتے ہی نا جانے کیوں اسے غصہ آیا اور ایک ٹانگ اس کے گھٹنوں کے درمیان ماری۔

"اوووو ففففف" وہ درد سے بلبلا تا دور ہو اور جھک گیا۔

"جنگلی" وہ درد سے دوہرا ہوتا چیخا۔

"دیبا نیازی سے پنگا، ول نیور چنگا۔۔۔ اور دس فیٹ کی دوری ہر رہا کرو، کسی میں اتنی ہمت نہیں ہوئی آج تک ایسے پکڑنے کی سمجھے" شروع میں تو وہ اسے مزاح چکھانے پر داد والے انداز میں بولی لیکن آخر میں وہ اسے سرد انداز سے بولی۔ اس کا ضروری تھا ایسے بولنا وہ خود کو اس کے سامنے کمزور کردار کی زرا بھی غلط فہمی نہیں ڈالنے دے سکتی تھی وہ پاک تھی ہر لحاظ سے تو وہ کیوں بنا حق کے اسے چھوے بھی۔

وہ اس کو وارن کرتی کمرے سے باہر چلی گئی۔ اور غازی خود کو کوسنے لگا وہ بے اختیار ہی اسکی اوڑھ بڑھاتا لیکن یہاں وہ مان گیا کہ اس میں سچ میں دود و منٹ بعد باہر کے ملک کی روح آ جاتی ہے جو یہ زرا نہیں سوچتی کہ یہ پاکستان ہے اسکا امریکا لندن کینیڈا نہیں۔

بدھو



♥ زرا یاد کر۔۔۔۔

♥ میرے ہم نفس۔۔۔

♥ میرا دل جو تم پہ نثار تھا۔۔۔۔

♥ وہ گھٹا گھٹا سا جو پیار تھا۔۔۔۔

♥ تیرے شوخ قدموں کی دھول تھی۔۔۔۔

♥ میرا بھی دل بیتقرار تھا۔۔۔۔

♥ زرا یاد کر۔۔۔۔

♥ میرے ہم نفس۔۔۔۔

♥ میرا دل جو تم پہ نثار تھا۔۔۔۔

کمرابکل اندھیرے میں ڈوبا تھا۔ وہ رنگ جو کمرے کو رونق بخشتے تھے وہ بھی اس اندھیرے میں ڈوبنے کیلئے پوری جان سے ساتھ دے رہے تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ ہوا ہر وقت چلتی ہے اور اسکی آواز ہوتی ہے اور اس کمرے میں کیسی ہوا تھی جو چل تو رہی تھی سانسوں کو ہموار کرتے مگر ایسے جیسے ساکت ہو ساکن ہو منجمد ہو بے بس ہو اور

چپ!۔۔۔۔۔

وہ اندھیرے میں بھی کرسی پر بیٹھی سامنے نظرے ٹکائے ہوئے تھی۔ کبھی وقت تھا کہ یہ حالت اسکی بہن کی ہوا کرتی تھی وہ آیا کرتی تھی اور اپنی بہن کا کمراروشنی سے بھر کر اسے جتاتی تھی کہ تم کیا ہر وقت اندھیرے میں رہتی ہو۔ اور وہ خاموش ہو جاتی مگر روشنی کو گل کرنے کی کوشش نہ کرتی۔ لیکن اب! تاریخ عجیب طرح سے رپیٹ ہوئی تھی۔

اب اسکی ویسی حالت تھی جیسے کبھی صنم کی ہوتی تھی۔ اب اسکے خود کے کمرے میں اندھیرا تھا۔ وہ بھی کسی کے نام کی ہو کر اندھیروں کو نجانے کیوں سا تھی بنا رہی تھی! لیکن ایک بات جو نئی تھی اسکے اندھیروں کو ختم کرنے کیلئے اسکے پاس کوئی نہ تھا۔

کتنابے رحم تھا وہ اپنے نکاح میں تو کر گیا تھا مگر ناختم ہونے والی سوچوں اور گہرے جنون میں مبتلا کر گیا تھا۔ "النعیم؟" زرین جمالی نے دروازے پر دستک دی۔ اور ان کی دستک سے اسکی یادوں سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔ زرا سی گردن موڑ کر دروازے کی طرف دیکھا اندھیرا تھا لیکن یہ تو معلوم ہی تھا کہ کونسی چیز کہاں ہے۔ "النعیم، اندر ہو؟؟ سو تو نہیں گئی؟" دوبارہ انکی آواز آئی۔ وہ اس وقت سخت تھکن محسوس کر رہی تھی کیسے اسکی چاہنے اسکی تڑپ نے اسے چند دنوں میں بیمار سا کر دیا تھا۔ وہ ہمت کر کے اٹھی کمرے کی لائٹس جلائیں تو آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا یہ روشنی کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ ہاتھ کو ہٹا کر دروازے کی طرف بڑھی۔ "کیا بات ہے بیٹا؟ کہاں تھی؟ طبیعت ٹھیک ہے میری بیٹی کی؟" زرین جمالی نے اس کی پیلی رنگت دیکھ کر کہا ساتھ میں ماتھا بھی چیک کیا بخار تو نہیں تھا۔

"جی ماما بس سردی کے جودن ہیں بس زرا سی سستی ہوئی اور کچھ نہیں" وہ خود کو کمپوز کرتے بولی

"اچھا میرا بیٹا میری بات سنو، ابھی کچھ دیر پہلے رجب بھابھی کی کال آئی تھی وہ کہہ رہی تھی کہ وہ انیس گی شام میں گھر اور تم انکے ساتھ جا کر کچھ شوپنگ کر لینا" وہ صنم کو یاد کرتے تھکے تھکے لہجے میں بولی۔

"ماما۔۔۔۔۔ ان کو تکلیف تو ہوئی ہو گی نا۔۔۔۔۔ صنم کی جگہ۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ اور راحم۔۔۔۔۔ وہ تو بہت متنت زیادہ خوش تھے،۔۔۔۔۔ کیوں یہ موڑ آ گیا ماما ہماری زندگی میں کاش۔۔۔۔۔ کاش۔۔۔۔۔ راحم کی شادی انکی چاہت سے ہو جاتی" وہ بکھرے لہجے میں اپنی ماں سے بول پڑی اسکو چین نہیں آ رہا تھا کہ راحم اسکا ہو کر بھی نہیں ہے وہ اسکے نکاح میں ہے مگر وہ اسکی چاہ میں نہیں۔۔۔۔۔ کیسے گزارے کی اس کرب میں زندگی کہ جسے چاہا وہ ہی محبت نہیں کرتا۔

"مایوس ہو رہی ہو اللہ کی رحمت سے؟؟" انہوں نے ہمت بندھانے کیلئے اسکا ماتھا چوم کر پوچھا۔

"نہیں۔۔۔۔۔ ایک اللہ کا سہارا ہی تو ہے۔۔۔۔۔ اسکی رحمت سے کیسے مایوس ہو سکتی میں!" وہ سر جھکا کر بولی۔

"پھر صبر کرو میری بچی، چاہتوں کو حاصل کرنا آسان کام نہیں یہ تو دھیرے دھیرے آپکی دسترس میں آتی ہے، وہ بھی کوئی چاہت و محبت ہوئی جو فوراً سے مل جائے؟؟ انتظار صبر میں بہت چاشنی ہے بیٹا۔۔۔۔۔ اس لزت کو محسوس کرو۔۔۔۔۔ پھر غم نہیں لگے گا۔۔۔۔۔ پھر غم سے دوستی پانی آ جائے گی۔۔۔۔۔ پھر تکلیف نہیں ہو گی" وہ کتنے پیار سے اسے سمجھا رہی تھیں۔ وہ سمجھ رہی تھی اپنی بیٹی کی حالت۔ جس راستے کو اس نے چنا تھا اس راستے کا اگلا قدم کہاں اور کیسے رکھنا ہے وہ خود نہیں جانتی تھی لیکن اس کی کامیابی تبھی ملے گی جب وہ انہیں راستوں سے منزل تک پہنچے، کبھی بھی سیدھی سڑک کا مسافر اچھا ڈرائیور نہیں بن سکتا اور یہ تو پھر محبت کا راستہ تھا ایسے کیسے مل جاتا؟

بسما بھٹی

دل جانر من رقصہ

"ج۔۔۔۔۔جی مام۔۔۔۔۔آپ پریشان ناہو۔۔۔۔۔مجھے صبر کرنے میں کوئی حرج نہیں اپ ان کو کہ دیں کہ میں
ساتھ چلوں گی" وہ دھیرے سے مسکرا کر بولی تو وہ اسکی گال پر بوسہ دے کر چلی گئیں
وہ دروازہ بند کرتی دوبارہ روشنیاں بجھا گئی جس کے دم سے روشنی تھی وہی مر جھایا تھا یہ کیسے روشنیوں میں خود کو بہلا
لے؟

وہ گھٹی گھٹی سی نوائے دل

میری آہ درد کا ساز تھی

جو پڑھی تھی اشکوں نے ٹوٹ کر

کسی بے خدا کی نماز تھی

جسے رو دیا ہے زرا زرا

میری بے بسی کا فشار تھی

تیرا بھی دل بیقرار تھا

زرا یاد کر

میرے ہم نفس

میرا دل جو تم پہ نثار تھا

بِسْمِ بھٹی

دل جانم من رقصہ

"ارے کون ہے نبی جو میرے بیٹے کا دل لے گئی؟" احتشام ملک نے اپنے بیٹے کو چھیرتے کہا۔

"بابا۔۔۔ شی از سولولی، آپ کو بہت پسندائے گی، اور آپ جلدی سے رشتہ لے جائیں بس" صارم تو دیوانہ سا ہو رہا

تھا اپنی کیفیت بتاتے ہوئے۔ اپنے باپ کے ساتھ دونوں کی بہت بستی تھی ارام سے کچھ بھی کہہ دیتے تھے

"ارے اس کچھ بتا تو کہاں کی ہے نام کیا ہے؟ کس کی بیٹی ہے؟" انہوں نے چائے کا سپ لیتے پوچھا

"سمیہ چودھری نام ہے، وہ یہاں کے مشہور بزنس مین احمد چودھری کی بیٹی اور راحم چودھری کی بہن ہے، یونیورسٹی

جاتی ہے، اور مجھے بہت پسند ہے۔“ اپنی بات کہتا اب وہ اپنے باپ کا منتظر تھا جنہوں نے انکی محبت کو پروان چڑھانا تھا۔

“ہاں نام تو سنا ہے میں باقی میرا شیر جو کہے گا وہ ہوگا” انہوں نے مسکراتے کہا۔

“اووووو۔۔۔ بابا الویو” وہ انکے گلے لگا اسکی زندگی جو اسے دلانے والے تھے۔

”ارے واہ واہ صبح بابا کے گلے لگے ہو، بابا سچ بتائیں کیا چال ہے اسکی کیا مانگا اس نے؟“ نگین جو ناشتہ کیلئے آ

رہی تھی ان کو ایسے گلے ملتے دیکھا اور صارم کے بال کھینچتے کہا

“بہن جو اس نے مانگا ہے اس کیلئے اس بد تمیز بے شرم نے کوئی چا پلو سی کی ہی نہیں” احتشام نے اپنے بیٹے کو شرم دلانا

چاہی جو بے باک انداز سے اپنی محبت اور شادی کی بات کر رہا تھا۔

“ہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔ ظاہر ہے بابا ایسے کاموں میں ڈرنا اور شرم نہیں کرنی چاہئے ” اس نے نگین کے بال کھینچتے باپ کو

آنکھ دبا کر کہا۔

”اور تمہیں کیا لگتا ہے سمیہ مان جائے گی؟“ نگین نے استہزائیہ ہنس کر کہا۔ دونوں باپ بیٹوں کے مسکراتے چہرے سمٹے ظاہر وہ سوال کیوں مایوسی والے کر رہی تھی۔

”بلکہ وہ بھی مجھے پسند کرتی ہے وہ انکار کیوں کرے گی؟“ صارم نے اسکی عقل پر ماتم کرنا چاہا۔
”اچھا۔۔۔۔۔ !۔۔۔۔۔ جو تم کر چکے ہو اسکے بعد بھی وہ تمہیں اپنی بیٹی دے دیں گے؟“ نگین کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔

”کیا مطلب؟“ احتشام ملک نے حیرانی اور پریشانی سے پوچھا۔ صارم بھی نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔
”جو تم نے اور ابراہار بھائی نے کیا ہے اس کا کیوں نہیں بتایا بابا کو؟“ وہ سرد لہجے میں اسے گھورتے بولی۔
صارم کا رنگ ایک دم سفید ہو گیا بد تمیز باپ کے سامنے شروع ہو گئی یہ توراز تھا۔ احتشام ملک نے نا سمجھی سے صارم کو دیکھا ”اپنی بات کی وضاحت دو“ احتشام ملک نے سپاٹ چہرے سے کہا بات انکو چھوٹی نہیں لگ رہی تھی۔ اور پھر نگین نے من و عن ساری بات بتائی کہ کیسے یہ اور ابراہار صنم کے گھر گئے جس دن اسکا نکاح رکھا گیا تھا اور اغواہ کر کے لے آئے۔ صارم کا سر جھک گیا وہ اپنے باپ کی آنکھوں میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

”صارم۔۔۔۔۔ کیا یہ سچ ہے؟؟؟“ احتشام ملک کو یقین نہیں آ رہا تھا انکے بچے ایسے بھیا نک عزتوں پر آنچ دینے والے کام کر گزریں گے۔

”ج۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ جی بابا“ سر جھکائے کہا۔

”تمہیں اندازا ہے کہ تم کیا کر آئے ہو؟؟؟ کسی کی بیٹی کو کسی کے گھر کی عزت کو تم کڈنیپ کر لائے یو؟؟؟ ابرار بیوقوف تھا کیا؟؟؟ اس یہ امید نہیں تھی۔۔۔ یہ صرف میاں بیوی کا معاملہ نہیں ہے صارم اس لڑکی سے انکے پورے خاندان کی عزت جڑی ہے۔۔۔ تمہیں زرا شرم نہیں آئی کہ تم نے کیا کیا؟ تمہاری اپنی ایک بہن ہے تمہیں ڈر نہیں آیا۔۔۔ کیسے تم نے اور ابرار نے یہ حرکت کر دی؟؟؟ اگر نکاح کیا تھا تو اسے سب کے سامنے قبول کیوں نہیں کیا؟ ایسے چوری چھپے کیوں لے کر آگیا وہ اور تم نے اسکا ساتھ دے دیا؟؟؟؟؟ بیوقوف ناہو تو۔۔۔۔۔ اور تم نے جو کیا ہے اس کے بعد تمہیں خواہش ہے کہ میں تمہاری شادی ادھر ہی کروادوں جہاں کی عزتوں کو تم رول کر آئے ہو؟؟؟ بیغیرت کیسے بن گئے تم صارم ”احتشام ملک تو غصے سے پھٹ پڑے۔ نگین نے سر جھکا لیا اسے بتانا ہی تھا کتنے آرام سے اسکے دونوں بھائی گھوم رہے تھے۔

صارم سے مارے شرم و بے عزتی سے سرنا اٹھایا گیا اس کے پاس جواب نہیں تھے۔
احتشام ملک بولتے ہی اپنے کمرے کی طرف چلے گئے۔

اتنا آسان نہیں تھا اس کے لیے اپنی اینجل کو پانا۔۔۔ پر کیوں؟؟؟ کیوں۔ رکاوٹیں آ جاتی ہی؟؟؟؟؟
وہ خاموشی سے باہر چلا گیا اور نگین کی آنکھیں پانی سے بھری تھیں۔



”آپ نے کیوں کیا داسا بتائیں“ وہ دھاڑا تھا کہ شاہ حویلی کانپ اٹھی تھی۔ سب ملازمین اس سے دور دور چھپے بیٹھے تھے۔ اور جب وہ آیا تھا تو داسا تو خوش ہوئی لیکن جب اس نے اپنی جانم کے ساتھ دھوکے بازی کا سوال کیا تو اسکی داسا بالکل خاموش ہو گئیں انکے پاس جواب نہیں تھا جس سے وہ اپنے چھوٹے شاہ اپنے بیٹے کی نشانی کو صفائی پیش کرتی۔

”داسا جواب دیں۔۔۔ کیوں کیا آپ نے میرے ساتھ ایسا؟ کیسے میں تڑپ تڑپ کر رویا تھا آپکی گود میں کہ اس نے میرا یقین نہیں کیا اور مجھے ایسے تڑپتے ہوئے دیکھ کر کیسے آپ چپ رہیں؟ میں اس دور ہو گیا یہ سمجھتا رہا کہ وہ میری محبت کے قابل نہیں۔۔۔ لیکن اس لڑکی نے تو عشق کیا تھا اپنے شاہ سے وہ کیسے مجھ پر یقین ناکرتی۔۔۔“ وہ دکھ تکلیف سے چیخ رہا تھا اسکے اپنے تھے تکلیف دینے والے وہ باہر کیا گلہ کرے۔

”ہم کیا کرتے۔۔۔ ہم سے برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ آپ باہر سے کسی لڑکی کو شاہ حویلی کی بہو بنائیں۔۔۔ ہمارے خاندان میں باہر شادی کوئی کرتا ہی نہیں۔۔۔ ہم جانتے نہیں ہم نے غلط کیا۔۔۔ اسکی سزا تم نے مجھے یہ دی کہ حویلی سے گئے تو شکل نہیں دکھائی۔۔۔ اور اب بھی ہم سے ملے تک نہیں“ وہ روتی نثر مسار ہوتی اس سے کہہ ری تھی۔

”آپ نے بہت غلط کیا۔۔۔۔۔ پر آپ فکر ناکریں۔۔۔۔۔ میری بیوی تو وہ پہلے ہی تھی اب وہ شاہوں کی نسل بھی بڑھائے گی۔۔۔۔۔ اب پھر کچھ کر لیں ہماری بربادی کیلئے۔۔۔ اور ہاں اب اگر کچھ کریں تو سیدھا جان سے مار دینا کیونکہ ہم اب الگ نہیں ہوں گے۔۔۔۔۔ معاف نہیں کروں گا آپکو کبھی“ وہ ان کو سرد لہجے میں کہتا حویلی سے گاڑی بھگالے گیا۔

”شاہو۔۔۔ چھوٹے شاہ” وہ کچھ لرزتے جسم کے ساتھ بولیں اور زمین بوس ہو گئیں۔

”بیگم سا” ملازموں میں ایک دم بگھڑ مچ گئی۔



”بھائی” سمیہ کمرے میں آئی تو اپنے بھائی کو دیکھا جو کمرے اندھیرا کیے بیڈ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اس دل کٹ سا گیا اپنے ڈیشنگ بھائی کی اس حالت پر وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اندر آئی۔ روشنی جلائی۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا خاموش رہا وہ چل کر اس کے ساتھ زمین پر بیٹھ گئی۔ وہ ابھی بھی سر بیڈ سے لگائے آنکھیں بند کیے ہوئے تھا۔ وہ اس کو دیکھتی رہی کہ اب وہ ریسپونس کریں اور آگے بڑھ کر اپنی بہن کو بازو کے گھیرے میں لے لے ہر الٹی سیدھی باتیں سنے مگر وہ کیسا مر جھایا تھا کہ اسے ریسپونس نہیں کر رہا تھا۔

”بھائی۔۔۔” وہ رونے لگ گئی موٹے موٹے آنسو اپنا راستہ بناتے آنکھوں سے امنڈ آئے تھے۔ وہ کافی دیر خاموش رہا پھر فوراً اسے اسے اپنی باہوں میں بھر لیا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وہ اسے اپنے سینے سے لگائے خاموش تھا اسکی تکلیف اتنی تھی کہ وہ شاید اسے بیاان کر پاتا۔ اس کی چند اس کی بہن۔ اسک بیٹیوں جیسی بہن اس دکھ کو محسوس کرتی بے بس ہو رہی تھی۔

”بھیا۔۔۔ سنو” وہ پھر سراٹھا کر اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرا۔ اس نے زرا سی آنکھیں کھولیں اور اسکی طرف دیکھا۔

”نا کرو۔۔۔ ایسی حالت نابنائیں۔۔۔ مجھے ناماریں ایسی حالت میری جان لے لے گی بھائی“ وہ اپنے بھائی کا جڑا
اجڑا اس چہرہ، آنکھیں سرخ اور موٹی جورت جگے کی گواہ تھیں اور بخار سے پیتا جسم۔ اسے کہاں عادت تھی اپنے
بھائی کو ایسے دیکھنے کی۔

”میرے بس میں نہیں ہے چندا۔۔۔۔۔ میں کیسے سمجھ لوں کہ جسے اپنا بنانے گیا تھا اسے بنانا سا بلکہ کسی ایسی لڑکی
کو اپنے نکاح میں لے آیا جس کے ساتھ کی کبھی طلب میں کر ہی نہیں سکتا تھا وہ تو میری بہنوں جیسی تھی۔۔۔۔۔ میں
کیسے دل کو سمجھا لوں۔۔۔ وہ ہی تو دل میں ہے روح میں اسکا ہی نشہ ہے۔۔۔ میں کیسے بھول جاؤں کی وہ میری نہیں
۔۔۔۔۔ وہ کسی کی ہے ! ۔۔۔ وہ میری۔ ناہوتی۔۔۔۔۔ چاہے مجھے نا اپنائی۔۔۔۔۔ مگر ایسے نا ہوتا۔۔۔۔۔ چندا ایسے نا
ہوتا۔۔۔۔۔ میری طلب بس صنم تھی۔۔۔ میں کیسے آگے بڑھ جاؤں۔۔۔۔۔ جس لڑکی کو اتنے سالوں سے دل میں
بسیا۔۔۔۔۔ کبھی خود سے بھی اسکا زکرنا۔ کیا کہ کہیں اس پر کوئی غلط بات نا آجائے۔۔۔ جس کے عشق میں فنا ہونا چاہ
رہا تھا۔۔۔۔۔ وہی میری نا ہو سکی۔۔۔۔۔ کتنے آرام سے مجھ سے دور ہو گئی۔۔۔۔۔ کاش مجھے معلوم ہوتا۔۔۔۔۔ میں
اسے سوچتا ہی نا۔۔۔۔۔ اس کی چاہت کو دل میں آنے دیتا ہی نا۔۔۔۔۔ دل چیر دیتا۔۔۔۔۔ روح فنا کر دیتا مگر اسے نا۔
سوچتا۔۔۔۔۔ کاش یہ پل نا آتا۔۔۔۔۔ کاش ”وہ 2726 کا خوبو مر دا اپنی محبت کے اس مختصر سے دور اپنے کو اپنی
بہن کے سامنے بلک بلک کر روتے بتا رہا تھا۔ اپنی سانسوں کے چلنے کا جواز مانگ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ فنا ہو رہا تھا اسکی یادوں
میں ہی۔۔۔ وہ نہیں سمجھا پا رہا تھا اپنے دل کو۔۔۔ نہیں برداشت ہو رہی تھی اسکی دوری۔۔۔۔۔

”بھائی۔۔۔ وہ کسی کی امانت تھی جو ہوا اسکے ساتھ وہ کم ہمت تھی نہیں بتا سکی اپنے گھر والوں کو کہ وہ کسی کے نکاح میں ہے، اور جب ہمت کر کے بتایا تب کسی نے سنا نہیں۔۔۔ آپ بتاؤ اگر وہ سب کے پریشتر میں نیچے نکاح کے بول پڑھوا لیتی تو کتنا گناہ تھا۔۔۔ بھلا نکاح پر نکاح کیسے ہوتا؟؟؟ وہ تو غدار نکلتی اپنی چاہت کی اپنے نکاح کی اپنی زندگی کی اپنے رب کے بنائے گئے اصولوں کو توڑتی۔۔۔ اور آپ کیا اس گناہ کے ساتھ جی لیتے؟؟؟؟ یہ اچھا ہوا کہ پیلے آپکے سب کھل گیا بعد میں کھلتا تو آپ کیا کرتے بھائی تب زیادہ افیت ہوتی آپکو جس کو دسترس میں لینا چاہتے تھے اسکی کو گناہگار بنادیا۔۔۔ یہ پچھتاوا آپ کو ساری زندگی سکون نالینے دیتا” وہ اپنے بھائی کے آنسو صاف کرتی اسے دلا سادیتی روشنی سے آگاہ کر رہی تھی۔ وہ بتانا چاہتی تھی کہ اسکا بھائی سیراب کے پیچھے بھاگ رہا ہے جو اس مارڈالے گا اور اسکا فائدہ کسی کو نہیں ہوگا۔

”میں نے اسے بہت چاہا سہی۔۔۔۔۔ بے پناہ” وہ پھر سے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا کہ میرا بھی یقین کرونا جس کی یہ حالت ہے بلا وجہ نہیں۔

”کسی نامحرم سے محبت کر رہے ہیں؟؟؟ اللہ کے اصولوں کو توڑ رہے ہیں؟؟؟ اپنے لمحوں کو گناہ سے بھر رہے ہیں !؟؟” سمیہ نے اسکے ہاتھوں کو پکڑ کر سوال کیا راحم نے چونک کر اپنی بہن کو دیکھا وہ کیا سوال کر رہی ہے !۔۔۔

”بتائیں.... کیا قرآن میں لکھا ہے کسی نامحرم کو چاہنا؟؟؟؟ اور وہ بھی اگر شادی شدہ یا کسی کے نکاح میں ہو؟؟؟؟”

وہ دوبارہ سے پوچھ رہی تھی۔ سننے میں کافی کڑوی باتیں تھیں لیکن وہ اپنے بھائی کو بچانا چاہتی تھی اسکے بھائی کے ساتھ

ایک زندگی جڑی تھی جو اسکے نام کی تھی جسے ساری زندگی راحم کے نام جینا تھا۔ وہ پاک تھی تو اسکا بھائی کیوں دوزخ کی طرف جانا چاہ رہا تھا۔

راحم کے پاس جواب نہیں تھے۔ وہ صحیح تو کہہ رہی تھی بھلا نامحرم سے کیسی محبت؟ وہ محبت نہیں کبیرہ گناہ ہوتا ہے۔۔۔

”میں جانتا ہوں۔۔۔ مجھے معلوم ہے۔۔۔ لیکن“

”لیکن کیا بھائی؟ جنت منتظر ہے اور آپ دوزخ کو چوز کر رہے ہیں حالانکہ دوزخ آپکو اپنے قریب آنے سے منع بھی کر رہی ہے !!! جنت منتظر ہے کہ آپ آئیں اور وہ آپ کو اللہ کی بے بہا نعمتوں سے نواز دے۔۔۔ وہ آپکو ہر دکھ سے بچالے۔۔۔ اور آپ دوزخ کو چن کر دونوں جہانوں کو تباہ کرنا چاہ رہے ہیں؟“ ”سمیہ کی آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر گرے اسے اس وقت صدمہ یاد آیا وہ بھی تو نامحرم تھا اور وہ خود کو اس کی محبت میں گرفتار کر بیٹھی تھی ! خود کو سنبھال سکتی نہیں اپنے بھائی کو دین سکھا رہی تھی؟؟؟“

”سمی۔۔۔۔۔ بہت مشکل ہے۔۔۔ دل نہیں سنبھلتا“ وہ سر جھکا کر بولا

”نا ممکن تو نہیں۔۔۔ انعم بھابھی آپکے نام سے جڑ گئیں ہیں جن کی ذمہ داری آپ پر ڈال دی گئی ہے، ان کو کیوں تکلیف دے رہے ہیں؟ میں نے تو سنا تھا کہ جو محبت کرتے ہیں وہ کسی کی بھی محبت کے احساسات کو بہت گہرائی سے محسوس کرتے ہیں۔۔۔ اور اگر ایسا ہے تو کیا آپ کو انکی تکلیف سمجھ نہیں آتی؟ یا یہ کہہ لوں کہ آپکی محبت محبت نہیں تھی !“ ”سمیہ نے اسکے ہاتھوں پر دباؤ ڈال۔

”سیمیہ۔۔۔ میری محبت سچی ہے۔۔۔ میں نے دل سے چاہا تھا صنم کو“ وہ تو تڑپ گیا تھا اسکی بات پر۔

”تو بتائیں۔۔۔ انعم بھابھی کی کیا حالت ہوتی ہوگی یہ وہ بھی تو جانتی ہیں کہ آپ کتنا پسند کرتے تھے صنم آپ کی کو۔۔۔ اور آپکے نکاح میں تو ہیں مگر آپکی چاہتوں میں نہیں، آپکی دعاؤں میں تو نہیں۔۔۔ آپ کی سوچوں میں تو وہ نہیں، آپ کی محبت تو نہیں، ! وہ تو ساری زندگی آپکے نام کر دیں گی اس لیے کہ آپ صنم آپ کی کو چاہتے رہیں؟؟؟

نہیں بھائی اپنے سے جڑی زندگیوں کو تباہ نا کریں قدر کریں ورنہ خدا آپ سے یہ محبتیں جو آپ سے وابستہ ہیں کہیں چھین نا لے“ وہ اسکے ہاتھوں پر بوسہ دیتی رو پڑی سر رکھ دیا اسکے ہاتھوں پر۔

”بھائی پلیز۔۔۔ نا کریں۔۔۔ ایسے نا خود کو تباہ کریں۔۔۔ انکو انا جلائیں اس۔ نادکھتی بے معنی آگ میں۔۔۔ خدا را آگے بڑھیں“ وہ رو رہی تھی اور وہ ساکت اسکے لفظو کو اپنے دماغ میں گھومتا محسوس کر رہا تھا۔

”میں تو دعا کرتی تھی کہ اللہ میرے دل میں آپکی محبت تب ڈالنا جب آپ میرے محرم بنے ورنہ نہیں“

”یہ میرے بس میں نہیں آپ کو بھولنا“

”آپکے لیے یہ رشتہ نا قابل برداشت ہوگا، میرے لیے تو قبول ہی قبول ہے“

”آپ نا ملتے تو میں کسی کی بھی نا ہوتی“

”میرے ساتھ قدم بڑھا کر دیکھیے وعدہ ہے کہ کبھی بھی قدم ڈگمگائے گا نہیں، مضبوط رہے گا“

”سوچے گا ضرور، نا محرم کو نہیں۔۔۔ محرم کو“

اسکی باتیں اس کے دماغ میں گردش کرنے لگیں ہر طرف انعم کی آوازوں کی گونج تھی۔ اسکے لفظوں کی سچائی اور اسکے دل کی پاکیزگی کی گواہ تھیں۔ اس نے آنکھیں زور سے بند کر لیں اور پھر دھیرے سے کھول کر اپنے ہاتھوں کو دیکھا جہاں اسکی چند اور ہی تھی اس سے اسکی زندگی کی التجا کر رہی تھی۔ وہ مسکرا ہوا ہنی اس چھوٹی سے شیرنی پر جس نے اپنے بھائی کو اندھیرے میں مرنے نہیں دیا اسے جھنجھوڑا کہ ضروری تو نہیں کہ ہر محبت ملے۔ اللہ تو کبھی اپنے بندوں کا برا نہیں چاہتا، جوڑ ہمیشہ اس سے بنتا ہے جو اللہ چنتا ہے جو آپکے حق میں بہتر ہو اور وہ مایوس ہو کر اللہ سے ہی شکوہ کر رہا تھا جس نے ہر چیز ہر نعمت دی۔ شکر ہے اس مالک کا جس نے اسکی بہن کے ذریعے دماغ کھولا اور اسکا دماغ کھلا بھی یقیناً اللہ چاہتا تھا کہ راحم چودھری سدھر جائے اور انعم کی محبت کو اپنائے بے شک وہ جسکو ہدایت دے وہی سدھرتے ہیں ورنہ نہیں۔

”چند بس“ اس نے اپنی پیاری سی چندا کو سینے سے لگایا اور اس کے رونے میں مزید تیزی آگئی۔
 ”بس بس۔۔۔ اب نارو بلکل نہیں۔۔۔ میری چندا اتنی پیاری باتیں کرتی ہے مجھے آج معلوم ہوا۔۔۔“ وہ اس کے سر پر بوسہ دیتا ہوا۔ ”بھائی میں جانتی ہوں مشکل ہے۔۔۔ مگر ناممکن نہیں۔۔۔ جو آپ کے نام کے ساتھ جڑی ہے اس کے ساتھ ارشتے میں بس وفاداری دی دیں۔۔۔ انہیں مت تڑپا یہ گیا۔ وہ سوچتی ہوں گی کہ کفی مشکل ہے آپ کے ساتھ رہنا کیوں کہ آپکے دل میں کوئی اور ہے مگر آپ انہیں بتانا کہ زندگی میں وہ ہیں اور جو اللہ زندگی میں دے دے اسکی قدر کرنی چاہیے دل میں تو سو خواہشات جنم لیتی ہیں اور دم توڑ جاتی ہیں بنا پر وان چڑھے۔۔۔ انکو تکلیف مت دیجیے گا صنم آپ سے محبت کا سوال شاید معاف یو جائے، مگر انعم بھائی کا جو آپ کی منکوحہ ہیں انکی تکلیف

پر آپ سے سوال کیا جائے گا۔۔ اور اپنے رب کو ناراض نا کرنا ”وہ دوبارہ مسکرا کر اپنے بھائی سے التجا کر رہی تھی۔ اس کے 22 سال کی زندگی میں جتنا وہ نامحرم اور محرم کو سمجھ سکی اتنی عقل سے وہ اپنے بھائی کو سمجھاگی۔
 ”تم دعا کرنا۔۔ میں اسے کوئی تکلیف نادوں۔۔۔ میرے مشکل ضرور ہے۔۔۔ مگر ناممکن نہیں۔۔۔“ وہ آسودگی سے مسکرا کر بولا۔ سمیہ نے خوشی سے اپنے بھائی کو گلے لگایا اللہ نے سن لی تھی اسکی دعا اب اسکا بھائی خود کو تباہی کی طرف نہیں لائے گا۔

”میرے لیے مشکل ہے صنم تمہیں بھولنا، لیکن مجھے اب آگے بھی بڑھنا ہو گا کیونکہ جو میرے نام کے ساتھ جڑی ہے وہ شائد مجھ سے بھی زیادہ گہری اور پاک محبت کرتی تھی کہ اس نے مجھے اپنے دعاؤں سے مانگ لیا ”وہ سوچتا آنکھیں بند کر گیا اور ایک ننھا موتی آنکھ سے ٹوٹ کر گال پر گرا۔

اے خاموش دل کی دھڑکنوں۔۔۔۔

زرا میرا اک کام کرو۔۔۔۔۔

میری چاہتوں کا جام بھرو۔۔۔۔

میرے آنسوؤں کا مے بناؤ۔۔۔۔۔

میری سانسوں کا خمار لے لو۔۔۔۔

میرے دلبر اسے جا کر کہو۔۔۔۔۔

ان ساری چیزوں کو لے کر۔۔۔۔۔

فقط اتنا سا احسان کرو۔۔۔

سب کچھ گھول کر اپنے مے خانے میں۔۔۔

ساقی بن کر پیار سے۔۔۔۔

اپنے دیدار کا جام دو۔۔۔۔۔

میری تڑپ کو مان بخشو۔۔۔

اپنا دیدار میرے نام کرو۔۔۔

اے خاموش دل کی دھڑکنو۔۔۔۔۔

زرا میرا اک کام کرو۔۔۔

گاڑی پورچ میں آکر رکی۔ اسکا سر بے حد درد کر رہا تھا وہ اپنی داسا سے لڑ کر خفا کر رہا تھا۔ جن سے اتنا پیار کرتا تھا انہوں نے اسکی محبت کو دور کر دیا۔ 4 سال۔۔۔ 4 سال وہ اس سے دور رہا خود بھی تڑپا اور اسے بھی تڑپایا۔ اپنے دکھتے سر کو مسلتا وہ سر سیٹ سے لگا گیا اور آنکھیں موند لیں۔ اسکی آنکھوں میں انکی لرزتی آواز کے ساتھ چہرہ لہرا رہا تھا مگر وہ اب پلٹنا نہیں چاہتا تھا۔ "شاہ" صنم کو صبح سے اسکے یوں جانے پر پریشان تھی اور اسکی ٹینشن میں بخار بھی چڑھا چکا تھی دل کو دھڑکا لگا تھا کہ کچھ ہونا جائے تبھی اسکی گاڑی کا ہارن سنا اور اوپر کھڑکی سے دیکھا دل کو ٹھنڈ سی پڑ گئی لیکن وہ گاڑی سے نکلا نہیں تھا وہ اسے ناکلتے دیکھ کر بھاگتی نیچے آئی تھی۔ اور اسکی طرف کے شیشے پر ناک کر کے کہا۔

اس نے آنکھیں کھولیں تو اپنی دشمن جاں کو سامنے پایا جس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔ دوپڑہ شائد گرچکا تھا یا کمرے میں ہونے کی وجہ سے لیا نہیں تھا وہ اپنے نازک حسین سراپے سے آتش برپا کیے تھی۔ بالوں کی ہائی ٹیل کی ہوئی تھی اور آنکھوں کی سرخی اور لبوں کا گلابی پن اس بتا رہا تھا کہ وہ اس کیلئے پریشان رہی ہے۔ دھیرے سے مسکرایا اور دروازہ کھولا۔

”سب ٹھیک ہے شاہ۔۔۔ کہاں تھے۔۔۔ میں پریشان تھی“ وہ اس کے گلے لگ کر بھرائی آواز سے بولی۔ اس نے محبت سے اسے ساتھ لگایا باہوں کو کمر کے گرد حائل کیا اسکے جسم سے اٹھتی تپش سے اندازہ ہوا کہ وہ پاگل بخار میں تپ رہی ہے ابھی رات کو تو اس کا بخار اتر تھا پھر چڑھ گیا۔ اس نے اسے اٹھا کر گود میں بٹھایا۔ وہ بھی اسکی گود میں بیٹھی اس کے چہرے پر نظریں ٹکائے جواب کی منتظر تھی۔

”بولیں نا شاہ۔۔۔ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے۔۔۔ کہاں تھے؟ بتائیں نا“ وہ چڑرہی تھی بخار کی وجہ سے۔ ابرار نے مسکرا کر اس کے ہونٹوں کو دو انگلوں میں دبایا ایسے جیسے سگریٹ کو دو انگلوں میں پکرتے ہیں۔ اور اس مسکراہٹ سے ان پنکھڑیوں کو بوسہ دینے لگا۔ دھیرے دھیرے دھیرے۔۔۔۔۔ اور پھر پوری شدت سے۔۔۔۔۔ لیکن انگلیاں ویسے ہی تھیں اور ہونٹ بھی ایسے ہی 0 شکل میں انگلیوں کے درمیان تھے۔

”مجھے مس کیا؟“ دوسرے ہاتھ سے اس کے گال پر دل بنا کر پوچھا۔ اور اس نے نم ہوتی آنکھوں سے سر ہلایا۔

”کتنا“ پھر سے ناظر آنے والے دل میں تیر بنایا۔

”بہت زیادہ“ ہاتھ کے اشارے سے بتایا اب منہ سے کیسے کہتی ہونٹ تو اس نے پکڑے تھے۔ وہ اس کے انداز پر ہنسا اور انگلیاں ہٹائیں تو بھرے بھرے ہونٹ و ابھریٹ ہوتے اپنے مقام پر آئے۔

”اتنا بخار۔۔۔۔۔ سزا دوں بیمار ہونے کی؟“ اس کی گردن کے دونوں طرف ہاتھوں کو رکھتے پوچھا۔ اور نظریں اس کی سرخی مائل آنکھوں میں گاڑ دیں۔

”کمرے میں چلیں شاہ؟ پھر میں سزا خودی لے کوں گی“ وہ اس کے ہونٹوں کو بھی ایسے ہی پکڑ کر بولی۔ اور فوراً ہونٹ چھوڑ دیے۔

اس کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آگئی اس کی جانم تھی ادھار کہاں رکھتی تھی شاہ سے۔ اس نے ایسے ہی گاڑی میں باہوں میں اٹھایا اور باہر نکلا۔ ٹانگ سے گاڑی کا دروازہ بند کیا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

”بتایا نہیں شاہ کہاں تھے؟“ اسے بیڈ پر بٹھایا تو وہ ہاتھ پکڑ کر بولی۔

وہ آرام سے اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور سر جھکا لیا اس کے سر میں بے حد درد تھی۔

”داسا کے پاس تھا“ کہتے وہ اس کی گود میں سر رکھ گیا اور آنکھیں بند کر لیں۔

اس نے جھک کر اپنے شاہ کی آنکھوں کو چوما جن آنکھوں سے اسے سکون ملتا تھا اسے بوسہ دینا فخر کی بات تھی۔

”انہیں درد دے کر آئیں ہیں؟ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اب میں آپ کے پاس ہوں؟“ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے آرام سے میٹھی آواز میں پوچھا۔

”ضروری تھا جانم۔۔۔۔۔ پر ابھی مجھے سکون دو۔۔۔۔۔ صرف میری سنو“ اس کے ہاتھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھ دیے۔

وہ مسکرائی اور چہرے کو ہاتھوں میں بھرا۔ ماتھے کو چوما آنکھوں کو چوما ناک کو چوما، گالوں کو چوما تھوڑی کو چوما۔
 ”ہے۔۔۔ کدھر۔۔۔ کدھر“ اسے نامکمل کسزدیتے دیکھ کر وہ مصنوعی رعب سے بولا۔
 ”کیا شاہ۔۔۔“ معصومیت سے لبوں کو دبا کر پوچھا۔
 ”تمہیں میرے چہرے پر ہونٹ نظر نہیں آئے جو مین پارٹ ہیں اسے ہی مس کر رہی ہو“ اس کی گردن کو پکڑ کر
 اپنے چہرے پر جھکا کر کہا۔

”منع کس ظالم نے کیا ہے“ وہ اسکی ناک پر بوسہ دیتی بولی۔

وہ مسکرایا اور اس کے یونٹوں کو گرفت میں لیا مگر نرمی سے، پیار سے۔۔۔ اور دھیرے دھیرے ان ہونٹوں کی
 مٹھاس چکھنے لگا ایسے جیسے لولی پاپ کو بچہ محبت سے چوستا ہے اپنی پسندیدہ چیز سمجھ کر اور کوشش ہوتی ہے کہ ایک ہی
 دفعہ میں کھا جائے مگر اگر ایک ہی دفعہ میں کھا لیا تو جلدی ختم ہو جائے گا اسی لیے سکون سے پیار سے مزاح لیا جائے
 تاکہ رس زیادہ دیر تک ملتار ہے۔

”ریڈ چیری“ اس کے نیچلے ہونٹ پر زبان پھیر کر بولا۔ کہ وہ مارے شرم کے اسکی چہرے پر چہرہ رکھ کر کھلکھلا اٹھی۔

💖 کبھی عشق میں مدہوش ہونا تیرا 💖

💖 پھر دھیرے سے پاس آنا تیرا 💖

💖 اپنی چاہتوں میں ملا کر،

💖 فنا کر کے،

♥ راکھ بنا کر،

♥ میری سانسوں پر حکمران بننا تیرا ♥

♥ میں شہزادی تیرے دل کی سلطنت کی ♥

♥ مجھے دیکھ کر دیوانا ہونا تیرا ♥

♥ مجھے "جانم" کہ کر جینا سکھانا تیرا ♥

✧ مجھے اچھا لگتا ہے۔۔۔۔

✧ مجھے اچھا لگتا ہے۔۔۔۔



"آوا نعم، نیچے رجب بھا بھی آئیں ہیں نیچے انعم" زرین جمالی نے آکر اسے کہا جوا بھی شاور لے کر نکلی تھی۔

"آرہی ہوں ماما آپ چلیں" وہ بالوں میں کیچر لگاتی دوپٹہ اوڑھتی شیشے کے سامنے آئی اور زرین جمالی چلی گئیں۔

"ایک ایسے شخص کیلئے سجنے کا سامان کرنے جارہی ہوں جس کا صرف نام میرا ہے۔۔۔۔۔ شائد۔۔۔۔۔ یہ بھی نارہے

اب۔۔۔۔۔ یا شائد وہ۔۔۔۔۔ ترس ہی کھالے مجھ پر۔۔۔۔۔ پر انعم۔۔۔۔۔ وہ بھی کوئی چاہت ہوئی جس پر ترس کھایا

جائے۔۔۔۔۔ میرے ناہوے تو گلہ نہیں کروں گی راحم چودھری۔۔۔۔۔ اور اگر میرے ساتھ سفر کیلئے چلو گے تو اپنا

بنانے پر مجبور کر دوں گی۔ اتنا کہ تڑپ جاؤ گے میری زرا سی بھی دوری پر۔۔۔۔۔ وعدہ ہے" وہ اپنی آنکھوں میں

کا جل لگاتی اک عظم آنکھوں میں لیے باہر گئی۔

"اسلام علیکم۔ آ۔۔۔ ن ٹی" وہ جو اپنے دھیان نیچے آکر سلام کرنے لگی تھی راحم کو رجب بیگم کے ساتھ بیٹھے دیکھ کر آواز ہی بند ہو گئی۔

راحم نے آواز کی سمت دیکھا۔ وہ خوبصورت لگ رہی تھی پیچ کمر کے سمپل فراک میں بلیک چادر کندھوں پر اوڑھے بلیک ہی چوریدار پاجامے میں حسین لگ رہی تھی۔ صنم سے ملتی تھی کافی۔۔۔ اف یہ صنم وہ فوراً سے سر جھکا گیا نہیں جانتا تھا کہ کب وہ اسکے سحر سے نکلے گا۔

"آومیری بیٹی" رجب بیگم نے اسے پیار سے بلایا۔ وہ تو بہت خوش تھیں انعم جیسی بہو کو حاصل کر کے۔ آگے بڑھ کر ماتھا چوما۔

وہ بھی سر جھکا کر ساتھ بیٹھ گئی ہمت اس میں بھی نہیں تھی اسکی سراٹھا کر اس ستم گر کر دیکھ لے جس نے فنا کیا اپنی محبت میں۔

،،چلیں بیٹا، تاکہ ٹائم سے آجائیں،، زرین جمالی سے کہا تو وہ سر ہلا گئیں۔ راحم اور رجب بیگم اٹھ گئیں۔

،،انٹی۔۔۔ مجھے دو منٹس دے دیں میں عبا یا پہن لوں،،،، وہ ہچکچاتے بولی۔

،،ضرور بیٹا آپ جاؤ،، رجب بیگن مسکرا کر بولی

اور وہ اوپر چلی گئی دروازہ بند کیا تو دل کی سپیڈ کی آواز کانوں میں بہت صاف سنائی دے رہی تھی۔ اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ آنکھیں بند کر دیں۔ پھر مسکرائی یقیناً وہ لڑا ہو گا اپنی ماں سے آنے کیلئے مگر وہ آیا تو۔ اس نے پھر فٹافٹ

عبایا پہنا حجاب کیا نقاب باندھا اور نیچے آئی۔ راحم کی غیر ارادی طور پر نظر گئی تو دل کو جیسے ڈھارس ملی اس کو مکمل پردے میں دیکھ کر۔ اور وہ تینوں شاپنگ کیلئے نکل گئے۔

”یہ دیکھو بہت خوبصورت ہے نا“ رجب بیگم نے راحم سے کہا جو موبائیل میں گم تھا۔

”جی ماما اچھا ہے“ اس نے سرسری سادیکھا اور دوبار موبائیل میں بڑی ہو گیا

”اس کو آگ لگا دو، ہر وقت ساتھ لیے پرتے ہو“ رجب بیگم نے دبے دبے غصے سے کہا انعم نے اپنی ہنسی چھپانے کیلئے منہ دوسری طرف کر لیا راحم نے پورے طریقے سے اسے ہنستے نوٹس کیا تھا اور منہ بنا لیا ہنس رہی تھی وہ اس پر اسکی ماں کے سامنے، کتنی چلاک تھی۔

”اچھا جی۔۔۔۔۔ چلیں جلدی کریں نا“ وہ تنگ پر رہا تھا وہ تو شاپنگ کیلئے آتا ہی نہیں تھا سمیہ اور اسکی ماں کو کافی شوق تھا اس سب کا اور کبھی کبھی احمد چودھری بھی انکو جوائن کرتے تھے۔

”اچھا مجھے یہ جیولری لینی ہے کچھ تم لوگ ڈریسز سلیکٹ کرو“ رجب انہیں ٹائم دینا چاہتی تھیں۔ انعم پزل ہو گئی لیکن اسے بھی اب زیادہ وقت گزارنا تھا۔

”یہ دیکھیں راحم“ اس نے ہمت کر کے ایک ڈریس کو سامنے کرتے کہا۔ راحم نے چونک کر اسے دیکھا کہ مجھے ہی بلایا تھا کیا؟؟؟ اور اسکی جرأت پر کافی حیران بھی تھا۔

”کک۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ ایسے کیوں دیکھ رہے یہ دیکھیں نا۔۔۔“ گرین کلر خوبصورت ہے“ وہ دوبار اسکی نظر کا نوٹس لیے بنا بولی اور وہ ناچاہتے ہوئے بھی اس کے دکھائے گئے سوٹ کی طرف متوجہ ہوا۔ اسے مشکل لگ رہا تھا

اسکے ساتھ زندگی کا سفر گزارنا مگر اب تھوڑا فیل ہوا تھا کہ شاید وہ ایک قدم بڑھائے گا تو وہ دو قدم اس کی طرف آئے گی۔

”آپ یہ تو نہیں سوچ رہے کہ انعم نے کتنی جرأت سے مجھ سے بات کی؟“ وہ شاپ سے باہر آئے تو انعم نے رک جڑ پوچھا۔

”مم۔۔۔“ اس نے ہلکا سا کہا۔

”مجھے آپ کے ساتھ چلنا ہے عمر بھر کیلئے، ایک دن کیلئے نہیں۔۔۔ اور راحم میں آپ کو بتا چکی ہوں میں نے بہت چاہت سے اس رشتے کو اپنا لیا ہے پیچھے ہٹنے والی نہیں، کوشش کریں محبت نا سہی عزت و وفاداری بدلے میں دے دیں“ وہ اس کو محبت سے کہتی اس شاپ کی طرف بڑھی جہاں رجب بیگم موجود تھی اس لا جواب چھوڑ کر۔ وہ کھڑا سے جاتے دیکھتا رہا اور مسکرا دیا وہ اسے اپنی زندگی میں شامل کر چکا ہے اپنا نام دے کر اور یقیناً وہ محبت سے اسے اپنا بنا لے گی اور وہ دل کو بھی سمجھائے گا اور اپنی محرم کو عزت اور وفاداری تو ضرور دے گا۔



”کیسی ہو مس ویکنس“ غازی نے اس کے بالوں کی لٹ کھینچ کر کہا جو اسکی گال پر ہوا سے جھوم رہی تھی

”میں ٹھیک اور یہ کیا تم لٹی سیدھی حرکتیں کرتے رہتے یومنے سے بولا کرو ہاتھ چلانا بہت ضروری تھا کیا؟“ وہ اسکی بالوں کو کھینچنے پر چیختی

”تو اس میں اتنا شاکٹ کرنے والی کونسی بات ہے اتنے تمہارے سونے کے بال، سارے بال جا کر ردی والے کو یا چلو بالوں والوں کو دے دیے نا جا کر 5 روپے بھی نہیں دینے اسنے اور کہنا ہے کہ یہ سٹوک مارکیٹ میں بکتا ہی نہیں” وہ بھی غازی تھا ایسے کیسے بات کو ہوا ہونے دیتا

”تم زیادہ بکو اس نا کرو، کیوں اے ہو، مجھے سٹوڈیو کیلئے نکلنا ہے جلدی بتاؤ” وہ اس کی بکو اس کو صبر کے گھونٹ پیتی بولی۔

”میں بھی آج گاؤں گا تمہارے سٹوڈیو میں چلو” وہ فوراً سے اسکے پیچھے چلتا گاڑی میں بیٹھا۔

”میں یہاں سمیہ سے فائل لینے آئی تھی تمہیں فری میں ساتھ لے کر جانے کا کوئی پلان نہیں تھا میرا نا ہے، اترو” اس نے اسکی عزت کرتے کہا۔

”تم سے کس نے پوچھا؟ میں بتا رہا ہوں تم لے کر چلو بس” سیٹ بلٹ باندھتا وہ اسے زہر لگا تھا۔

”غضنفر احمد چودھری، اپنا تشریف کاٹو کر اٹھائیں میری گاڑی سے نکلیں اور دفع ہو جائیں ابھی کہ ابھی” وہ بیٹھے انداز سے اسکی میٹھی میٹھی بے عزتی کرتے بولی۔

”نو وے مس دیبا نیازی۔۔۔۔۔ سٹوڈیو چلو ورنہ تمہارے باس کو میں کہتا ہوں کہ تم نہیں آرہی” اسکا موبائل ہاتھ سے لیتے ڈائریکٹر کا نمبر سامنے کیا۔

”بکو اس نا کرو، موبائل دو واپس” دیبا دانت پیس کر بولی۔

”سٹوڈیو میں لے لینا” ٹانگوں کو سامنے ٹکاتے کہا۔

”تم۔۔۔ ایک نمبر کے۔۔۔ چول انسان ہو غازی“ اسے بہت زیادہ غصہ آرہا تھا اس پر
 ”واٹ؟ کیا؟ پچ۔۔۔ چول۔۔۔ کیا مطلب ہے اسکا؟؟ تم نے گالی دی مجھے ہنا؟“ اسے تو سمجھ نہیں آیا کہ یہ کونسا لفظ
 بولا گیا ہے اور کیا مطلب ہے اسکا۔

”اب چپ کر وڈھیٹ انسان“ وہ اسکو دل ہی دل میں سلوتیں سناتی گاڑی سٹارٹ کی۔
 ”تمہیں میں بعد میں پوچھوں گا“ اس کو آنکھیں دکھاتا بولا۔

10 منٹس کے بعد وہ سٹوڈیو کے باہر تھے اور اس دوران غازی نے اس کا سر کھالیا تھا باتوں سے یہ کیا ہے، تم کیا
 کرتی ہو، تمہیں اور کوئی کام نہیں، یہ بھی کوئی شغل ہو ابلاں بلا۔ بلاں۔۔۔۔۔
 ”دفعال ہو باہر“ اس تیوری چڑھا کر اترنے کو کہا۔

”تم بھی“ اس بھی کہتا گاڑی سے نکلا۔ وہ دونوں اندر گئے۔
 ”اوہ گرمیٹ مسٹر چودھری آپ۔۔۔ آئیے“ ڈائریکٹر نے جیسے غازی کو دیکھا تو مسکرا کر اسے اندر بلایا۔
 ”آپ جانتے اسے؟“ ”دیبا کافی حیران ہوئی کہ اس کا کیا تعلق؟“

”احمد چودھری اور انکے سنز کو کون نہیں جانتا آئیے“ وہ پھر خوشی سے بولے اور اندر آنے کو کہا۔ وہ بھی دیبا کے
 سامنے سے سینا کڑا کر فخر سے چلا اور دیبا نے دانت کچکچائے اسے تپ چڑھ رہی تھی اسکی اوور ایکٹنگ پر۔
 ”چلو دیبا سٹارٹ کرو۔۔۔ 4 منٹس ہیں“ ڈائریکٹر نے کہا اور احمد چودھری کے بیٹے کیلئے کچھ سرو کرنے کیلئے باہر
 اپنے آفس میں گئے۔

♥ پل بھر ٹھہر جاؤ ♥

♥ دل یہ سنجل جائے ♥

♥ کیسے تمہیں روکا کروں ? ♥

♥ میری طرف آتا ہر غم پھسل جائے ♥

♥ ♥ آنکھوں میں تم کو بھروں ♥

♥ بن بو کے باتیں تم سے کروں ♥

♥ اگر تم ساتھ ہو ♥

♥ اگر تم ساتھ ہو ♥

دیبا نے اپنا شو کا سٹارٹ ہی سو نگ سے لیا تھا اور سب کچھ بھلائے وہ مست سی گار ہی تھی اور غازی اسکے چہرے کے اتار چڑھاوا سکی اواز کی مٹھاس میں کھور ہا تھا۔

اتنے میں ایک لڑکا آیا اور غازی کو گٹار پکرا گیا۔ اس نے پوزیشن سیٹ کی اور دیبا کو اپنی طرف اشارہ کیا کہ وہ گائے گا وہ جو گار ہی تھی رنج کر بد مزاج ہوئی لیکن کیونکہ کہ آن ایر تھی اس لیے نابولی۔

"اسلام علیکم۔۔ کیا حال چال ہیں سب کا؟؟؟ یقیناً سب ٹھیک ٹھاک ہوں گے۔۔۔ تو جناب زندگی ہو جاتی ہے مسرور و پر نور جب ہوتا ہے کسی اپنے کا ساتھ نصیب۔۔ اگر تم ساتھ ہو۔۔۔ کیا خوبصورت گانا تھا جو میں نے گایا یقیناً یہ اپ لوگوں کے دل کی تاروں سے چھیڑ کھانی کرتا ہی ہو گا۔۔ تو جناب ہم اپنے شو کو اگے لے کر چلتے ہیں

آپ کو بنادیر کروائے ہم اپ کو بتاتے چلیں کہ ہمارے ساتھ موجود ہیں دی گریٹ ویری پوپولر احمد چودھری کا سب سے چھوٹا بیٹا غضنفر احمد چودھری جو حال ہی میں لندن سے ہائیرسٹڈیز کر کے آئیں ہیں اور ان سے ملاقات سے پہلے انکی ہی آواز میں ہو جائے ایک خوبصورت ساسونگ۔۔۔ "وہ اپنے مخصوص ایف ام ہوسٹ کی طرح شوکا آغاز کر چکی تھی۔ اور آخر میں غازی کے سالیہ ہاتھ جوڑے کے عزت رکھنا اسے شو کو دنیا بھر سے لوگ سنتے ہیں۔ غضنفر نے کندھے اچکائے کہ دیکھ کٹو کیا ہوتا ہے اگے۔

❤️ میں نے سوچا کہ چرالوں ❤️

تیرے ہونٹوں کی یہ نمی

❤️ اور ایسے کہ رہ جائے ❤️

❤️ اس چوری میں ناکمی ❤️

تیرے سینے میں میرا دل دھڑکے

❤️ اور رات گزر جائے ❤️

❤️ میری اوار اسی نظروں کو ❤️

❤️ شاید گھر مل جائے ❤️

❤️ میں نے سوچا کہ چرالوں ❤️

❤️ تیرے ہونٹوں کی یہ نمی ❤️

وہ گٹار کی تاروں سے کھیلتا میٹھی آواز سے رس گھول رہا تھا۔ اسکی آواز خوبصورت تھی۔ اس کی آواز تھی کہ کیا شو کی ریٹنگ ہائی جارہی تھی۔ دیا تو حیران تھی کہ یہ اتنا امیزنگ گاتا ہے؟؟؟ کیسے۔ لیکن وہ خود اس کے سحر میں جکڑی تھی۔

وہ گا کر ہٹا تو اس نے فوراً بریک لی۔

”ہاو؟ کیسے گایا تم نے؟ بہت اچھی آواز ہے غازی تمہاری“ دیا نے سراہا، اس کے شو کی ریٹنگ بھی تو بڑھادی تھی۔
”تمہارے لیے ہی گایا تھا“ وہ گٹار کی تار کو چھیرتا آنکھ و نک کر کے بولا۔

دیا نے اس کی بات پر لیر کس پر نوٹ کیا اور شرم سے سرخ ہو گئی۔

”کتنے بڑے بے شرم ہو۔ بغیرت بھی ہو۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ بکو اس نا کیا کرو“ وہ اپنی نجل چھپاتی فلحال سٹڈیو سے باہر چلی گئی اور پیچھے غازی کا قہقہہ گونجا۔ اسے مزاح آتا تھا اسکی سرخ رنگت دیکھ کر اسے تنگ کر کے۔

♥ میری نظروں میں تیرے سپنے

♥ تیرے سپنوں میں ہے ناراضی ♥

♥ ایسے لگتا ہے کہ باتیں دل ♥

🔥 ہوتی لفظوں کی دھوکے بازی 🔥

♥ تم ساتھ ہو ♥

♥ یا نا ہو ♥

🔥 کیا فرق ہے 🔥

👉 بے درد سی زندگی 👈

♡ بے درد ہے ♡

🍂 اگر تم ساتھ ہو 🍂

🍂 اگر تم ساتھ ہو 🍂

✧ تو کیا ہے ہریشانی ✧

💖 بے درد سی زندگی بے درد ہے 💖

💖 اگر تم ساتھ ہو 💖

✧ ✧ ✧ ✧ ✧ ✧ ✧ ✧ ✧ ✧

نگین اس ٹائم کینوس پر ڈرا کر رہی تھی اپنی کلاس میں۔ انکی کلاس میں سر پرائز ٹیسٹ تھا انکے ہیڈ آف دی

ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے سب سٹوڈنٹس اپنا کام کر رہے تھے

،،ایکسیکوز می سر، باہر مس نگین ملک کو کوئی بلانے آیا ہے،، کسی لڑکے نے اکر کہا۔

،،مس نگین آپ ٹیسٹ چھوڑ کر جائیں گی؟،، کلاس ٹیچر نے ہو چھا۔

،،سر کبھی اے تو نہیں ملنے گھر سے کوئی۔۔ میں دیکھ آتی ہوں کہیں کوئی بات نا ہو ضروری،، وہ کہتی اپنے کمر اور

پینٹ برش رکھتی باہر کی طرف بڑھی۔

وزٹنگ ایریا میں آئی تو وہاں کوئی نہیں تھا اور حیرت کی بات تھی کہ وہاں سچ میں کوئی نہیں تھا پہلے کم سے کم چند ضرور ہوتے تھے مگر اب نہیں تھے اسے حیرت ہوئی۔ پھر مرنے لگی کہ شاید کوئی مزاق کر رہا ہو۔ وہ ابھی مڑی ہی تھی کہ کسی سے ٹکرائی وہ گرجاتی اگر سامنے والے کے بازو کو ناپکرتی۔ اسنے تو پکڑ لیا مگر سامنے والا پوکس میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔ نگین نے سنبھل کر سامنے دیکھا تو جس شخص کو سامنے دیکھا اس پر پوری آنکھیں ابل کر بہر آنے کو ہو گئیں۔ وہ مزاق تھا کیا؟ اس کے سامنے؟ لگتا ہے اسکا وہم اس کی سوچیں حقیقت بن کر سامنے آگئیں ہیں۔۔۔ ایس کیسے۔۔۔ کیا وہ سچ میں سامنے تھا؟ اسکی چاہت؟ اسکے دل کا حکمران؟ رضا فراز جمالی؟؟ وہی تھا کیا؟ وی حیران پریشان اسے دیکھ رہی تھی۔ دلو دماغ کے جھگڑے ہو رہے تھے۔

“کیسی ہیں مس نگین” سپاٹ آواز میں کہا۔

وہ اور سکتے میں آگئی کہ وہ سچ میں سامنے ہے

“ہوش میں آؤ” اس کے چہرے کے سامنے چٹکی بجائی تو وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی

“ج۔ج۔جی” اسے سمجھ نہیں آیا کہ کیا جواب دے اور وہ اس سے کیوں ملنے آیا؟

“فائن آرٹس کی سٹوڈنٹ ہو؟؟ تصویروں میں رنگ بھرنے والی؟” سوچو کیا ہوا اگر میں رنگ چھین لوں تم سے

سارے؟” وہ سر دلچے میں کہہ رہا تھا۔

READERS CHOICE

نگین نے نا سمجھی سے اسے دیکھا کہ کیا وہ کہہ رہا تھا اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اسنے آگے بڑھ کر اسکی مخصوص گردن کی نبض دبائی جس سے وہ دھرم سے نیچے گری اس نے ضروری نہیں سمجھا کہ اسے اٹھائے اس زرا بھی ہمدردی نہیں محسوس ہوئی

”میں تمہیں کیوں بتاؤں؟ میں تمہیں محسوس کرواؤں گا جیسے میری بہن ترپنی ہے اور جیسے تمہارا بھائیوں جیسا برابر شاہ تڑپا رہا ہے، خون کے رنگ بھریں گے تمہاری تصویروں میں دوسرے نہیں کیونکہ میں تمہیں رنگ بھرنے کے قابل نہیں چھوڑوں گا“ وہ اس کے چہرے کو تکتا نفرت سے بول رہا تھا۔ پھر پلٹا سوچا کہ کسی کو کہہ کر اسے اپنی گاڑی میں پھنکواتا ہوں لیکن نجانے کیا اس کے دل میں آئی کہ اس نے پلٹ کر خود اسے اٹھایا وہ تو بالکل ہلکی پھلکی سی تھی روئی کا بنڈل اور اٹھا کر بیک سائڈ جو خالی تھی وہاں سے اہنی گاڑی میں لے گیا۔

اسکو یہ خیال تھا کہ رضا فراز جمالی کا دل پگھلنے والوں میں سے نہیں تو وہ اسے اٹھا بھی لے تو کوئی مسئلہ نہیں ہوگا لیکن اگر کسی اور کو کہا اور اس نے اسکا غلط استعمال کیا تو رضا جمالی کا شکار ناپاک ہو جائے گا اور وہ نہیں چاہتا تھا۔ یہ تو وقت نے ثابت کرنا تھا کہ رضا فراز جمالی اسے شکار بنائے گا اپنے دل کا فلسفہ ٹھیک کرے گا۔۔



READERS CHOICE

”کچھ کھاؤ گی بیٹا؟“ رجب بیگم نے گاڑی میں بیٹھتے پوچھا۔ راحم نے بھی فرنٹ مرر سے اس دیکھا جو ابھی ابھی گاڑی میں بیٹھی تھی۔

"نہیں آنٹی۔۔ بس گھر جاؤں گی" اس نے مسکرا کر کہا اور شوپنگ بیگز نیچے رکھے۔

"اگر طلب ہے تو بتادیں، میں روک دیتا ہوں کسی جگہ" راحم نے گاڑی سٹارٹ کرتے کہا۔

"نہیں شکریہ" وہ تو اسکی آواز سے ہی گھبراہٹ محسوس کر رہی تھی جب پاس ہوتا تھا تو دھڑکنیں سینے میں ادھم مچاتی

تھیں اور جب وہ بولتا تھا تو اسکا دل اپنے مقام پر نہیں رہتا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اس نے کیسے خود پر ضبط کے پہرے

لگائے تھے ورنہ جتنا اس کو دیکھتے رہنے کی طلب تھی یقیناً وہ اپنی بے عزتی کرا لیتی۔ آنکھیں بھٹک بھٹک کر اس کے

چہرے کا طواف کرتی تھیں۔

"دیکھ لیں ماما، آپکی بہو کتنا خیال کر رہی ہے کہ کہیں اسکے شوہر کے پیسے نا لگ جائیں" راحم نے مر میں اسے دیکھتے

شرارت سے کہا۔ رجب بیگم کا قہقہہ لگا جب کہ وہ سرخ ہوتی سر جھکا گئی وہ اس سے بات کر رہا تھا مسکرا کر کیا وہ اس کو

اپنی زندگی میں شامل رکھنا چاہتا ہے؟؟؟ سچ میں؟ اس کا دل دھمال ڈال رہا تھا وہ اتنے سکون سے بات کر رہا تھا وہ چاہتا

تو اسے طلاق دیتا اور دغاں کرتا کہ تم میری محبت نہیں مگر اس نے تو اسے چھوڑا تک نہیں۔

"ایسی بات ہے تو بتاؤ اسے انعم، شہر کے سب سے مہنگے ریسٹورانٹ کا آج ہی اسکی جیب ڈھیلی کرواتے ہیں" رجب

نے ہنستے کہا۔ انعم بھی ہنس دی۔

"کی بات ہے؟؟؟ ہم پر تو بل نہیں ڈال دیں گے آپ؟" انعم نے شیشے سے اسے دیکھ کر کہا۔

"چیلنج ایکسپٹڈ" وہ ہنستے ہوئے بولا۔ اور انعم اس کی ہنسی کو پہلی بار دیکھ رہی تھی جلدی سے مسکرا کر باہر دیکھنے لگی یقیناً وہ طلسم بکھیرتا تھا اسکی مسکراہٹ سے اسے دل لگی ہو رہی تھی وہ جب بھی اس سے ملتی تھی تو اس سے نئے انداز میں محبت ہو جاتی تھی۔ شاید وہ اب اسکا محرم تھا تو دل بھر نہیں رہا تھا مگر بے خود بھی تو نہیں ہوتے نا۔۔۔

"بتاؤ پھر انعم اسے" رجب بیگم نے مسکراتے کہا۔

"چلیں پھر مونا، آپ کا بنک بیلنس زرا ہلکا پھلکا کر دیں ہم" انعم نے شرارتی انداز سے کہا۔

"مامانٹ قسیر، مجھے غریب کرنے کے پلین کیوں بنا رہی ہیں اپنی بہو کے ساتھ؟" وہ خفا سا اپنی ماں کو دیکھ کر بولا۔

"میری بیٹی ہے، اور تم چلو مونا تمہیں بھی بتائیں کے گھر والے ساتھ ہوں تو پیسے کیسے خرچ کرتے ہیں" انہوں نے پھر سے ہنستے کہا۔ انعم نے منہ نیچے کر لیا ہنسی ضبط کرنے کیلئے کیونکہ وہ منہ بنائے اب اسے دیکھ رہا تھا۔ اور وہ اس وقت بے حد کیوٹ لگ رہا تھا۔



دھیرے دھیرے آنکھیں کھلیں تو خود کو انجان جگہ پر پایا اور اندھیرا اندھیرا تھا بالکل کالا رنگ جس سے وحشت ہو۔

ہوش مکمل بحال ہوئے تو نظریں گھمائیں مگر کالے رنگ کے علاوہ کچھ نا تھا ایک پل کو اسے لگا شاید اس کی بینائی چلی گئی وہ تڑپ کر اپنی جگہ پر کھڑی ہوئی اس قدر وحشت تھی کہ دل بند ہو رہا تھا ایسے جیسے کوئی اسکے دل کو ہاتھ کے شکنجے میں لے کر آہستہ آہستہ دبوچ رہا ہو اور دل سکڑتا جا رہا ہو۔

”اما“ گلے سے آواز نکالنی چاہی مگر ناکل سکی آواز بھی ساتھ دینا چھوڑ گئی تھی۔ ہاتھ کانپنے لگ چکے تھے۔ آنکھیں پوری کھلی تھیں مگر سیاہی ختم نہیں ہو رہی تھی۔

”میں کہاں ہو۔۔۔۔۔ کوئی ہے۔۔۔۔۔ ک۔۔۔۔۔ کوئی ہے۔۔۔۔۔ با۔۔۔۔۔ صارم۔۔۔۔۔ کوئی ہے۔۔۔۔۔“
 بولے کچھ۔۔۔۔۔ ”وہ زور لگا کر بولی لیکن آواز گھٹی گھٹی تھی۔

اچانک قدموں کی چاپ سنائی دی جیسے کوئی آرام آرام سے چلتا اس کی طرف آرہا ہے وہ پورے لرزتے جسم اور بے حد خوف سے پیچھے کو ہونے لگی۔ ٹانگیں بری طرح کانپ رہی تھیں کہ لڑکھڑا کر گری۔ گٹھڑی بنی گھٹنوں کو کھڑا کرتے وہ سران میں دے گئی آواز تیز ہو رہی تھی کوئی اس کی طرف ہی آرہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں پانی بھر چکا تھا خوف سے جان نکلنے کو تھی اس نے ایسا خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ کبھی بھی ایسی صورتحال کو فیس کرے گی۔
 خود میں سمٹتے آنکھیں آواز کی سمت کر لیں۔ اندھیرا ہی اتنا تھا کیسے معلوم ہوتا کہ کہاں ہے اچانک دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ اس کی دھڑکنیں ساکت ہو گئیں نجانے کون آرہا تھا۔

پھر دروازہ پورا کھلا اور تیز روشنی نے اس کی آنکھیں چندھیا دیں۔ اس نے سختی سے آنکھیں میچ لین سانس بھی روک چکی تھی۔ وہ جو بھی تھا چلتا اسکے پاس آیا اور گھٹموں کے بل بیٹھا۔ اس کے کلون کی خوشبو وہ محسوس کر سکتی تھی تیز نہیں تھی مگر میسنر فیوم میں ہوش و حواس کو تباہ کر کے رکھ دینے والی تھی۔
 وہ شائد ہنسا تھا طنز آیا اس کی حالت دیکھ کر کیونکہ اس کی ہلکی سی ہنسی کی آواز اسکے کانوں میں پڑی تھی۔

"بہت ڈر پھوک ہو تم تو نگین ملک بہادر بگڑے بھائی کی بہن" وہ اس کی آنکھوں پر دوا انگلیوں سے دباؤ دیتا بولا کہ وہ بدک کر دور ہوئی اس کے لیے ناقابل قبول تھا جس آواز اس نے سنی تھی کیسے ممکن تھا۔ وہ آنکھیں کھول کر خود کو غلط ثابت کرنا چاہتی تھی کہ ایسا نہیں صرف آواز ملتی ہے اس سے۔ مگر اس کی انگلیاں ہنوز اسکی آنکھوں پر تھی اور وہ تڑپ رہی تھی جیسے وہ دباؤ ڈال رہا تھا۔

"تم اتنا جلدی تڑپ نہیں سکتی سکون سکون سے تڑپاؤں گا۔۔۔۔۔ تاکہ تمہاری تڑپ سے مجھے سکون ملے اور تمہاری نام نہاد بھائی ابرار شاہ اور تمہارے ٹونی صارم ملک کی روحیں کانپ جائیں" وہ اس کی آنکھوں پر انگلیوں کا دباؤ دیتا بولا۔

ایسے دباؤ ڈال رہا تھا کہ آنکھیں ابل کر باہر آسکتی تھی۔ اس کی تومارے وحشت و خوف سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید اس کی آنکھوں کو نفرت سے تباہ کر دیتا وہ لہرا کر دوسری طرف گر گئی۔ اور یہاں رضا فراز جمالی ہوش میں واپس آیا۔ اس کا جسم ٹھنڈا ہو رہا تھا وہ مسکرایا اسے دیکھ کر۔

"تم ہو تو حسین، مگر میرے کام کی نہیں مس نگین ملک۔۔۔۔۔ میں جن کو تڑپاتا ہوں ان سے دل نہیں لگاتا۔۔۔ اور جن سے دل لگاتا ہوں انہیں اپنی چاہت میں تڑپاتا ہوں۔۔۔۔۔ کاش تم ابرار اور صارم کی کچھ نالگتی تو شائد میں تم رحم کھا لیتا۔۔۔ افسوس تم بیوقوف کس گھرانے میں پیدا ہو گئی۔۔۔" اس کے گالوں سے بالوں کو ہٹاتے کہا۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔ نفرت سے اسے دیکھا اس سامنے پڑی لڑکی کی تڑپ اتنی تکلیف دہ نہیں تھی جتنی اسکی اپنی جان

سے پیاری بہن اس ابرار شاہ کیلئے تڑپی تھی۔ ان چار سالوں کا بدلہ وہ چن چن کر لے گا ہر منٹ ہر سیکنڈ کہ وہ پورا خاندان موت کی دعائیں مانگے گا۔

وہ جیسے آیا تھا ویسے پلٹ گیا۔



”دیبا۔ بیٹا یہ دیکھو“ دیبا کی مام جو اس وقت ساڑھی میں ملبوس شارٹ ہیر کٹ میں صوفے پر بیٹھی اسے لڑکوں کی تصویریں دکھا رہی تھیں۔

”اچھا ہے“ گٹار کی تار کو چیک کرتے سر سری سی نظر تصویر والے پوڈال کر کہا۔

”دیبا مام سیریس۔۔۔۔۔ تمہاری شادی کرنی ہے مزاق نہیں ہے“ وہ غصہ ہو رہی تھیں اسکی لاپرواہی کی۔

”مام، میں نے پہلے ہی کہا ہے جہاں کریں گی میں کر لوں گی میرے دل میں تو کچھ ہے نہیں کہ میں انکار کروں۔۔۔ جیسا مناسب لگے“ وہ اپنی ماں کو ریلیکس کرتی بولی۔

”مجھے پتہ ہے چندا تم ہماری لاج ہو۔۔۔ پر تمہیں زندگی گزارنی ہے ہمیں نہیں ہم ان والدین میں سے بالکل نہیں ہے کہ اپنی مرضیاں تھوپیں۔۔۔۔۔“ وہ مسکرا کر بولیں۔

”ماما مجھے معلوم ہیں پریشان ناہوں اپکی مرضی سر آنکھوں پر“ وہ ایک بازو اپنی ماں کے گرد ڈالتی بولی۔

”ویسے رضا بھی پیارا لڑکا ہے دیکھا میں نے کافی اچھا بچہ ہے“ انہوں رضا کی شکل زہن میں لاتے کہا تصویروں میں اسے دیکھا جو سمیہ نے دکھائیں تھیں۔

بسما بھٹی

دل جانر من رقصہ

”اوہ ماما۔۔۔۔۔ بہ از سوایلڈر۔۔۔ بہت بڑے ہیں بھائی کہتی میں تو انہیں ”دیبا اپنی جگہ اچھل کر بولی۔
”تو کیا اپنے عمر کے لڑکے سے کرنی جن کو کچھ پتہ نہیں ہوتا غازی سے کر لو اگر تمہارے یہی حال ہیں ”وہ بھی غصے
بولیں کہ انکی بیٹی کہ یقل دیکھو یہ نہیں پسند وہ نہیں اچھا۔
”ماما۔۔۔ توبہ توبہ کریں ”خود کو اس کے ساتھ تصور کرتی جھر جھری لے کر بولی پیارا ضرور ہے مگر نا کبھی بھی نہیں
۔ شاید خود سے ضد لگا رہی تھی۔

”اگر کوئی دل کو اچھا لگے بتا دینا ”انہوں نے محبت سے اپنی بیٹی کو کہا۔
”نہیں فلحال کوئی نہیں آپ کر دیں فائنل جو آپکو پسند آئے بس یہ دیکھ لینا کہ وہ مجھے سکون سے جھیل سکے اسکی خاطر
میں نے اپنے شوق نہیں مارنے ”وہ دوبار اسے گٹار کی تاروں کو چیک کرتے بولی۔
”میری بیٹی کیلئے چاند سادو لہا لاؤں گی ”وہ اسکا سر چوم کر بولیں۔
”چلیں میں سونگ سناتی آپکو جو آج گانا میں مے ”وہ مسکراتی گٹار کی پوزیشن سنبھالتے بولی۔

تم دل کی

دھڑکن میں

رہتے ہو رہتے ہو

میری ان سانسوں سے

کہتے ہو کہتے ہو

Page 209 of 350

♥ باہوں میں آجاؤ ♥

♥ سپنوں میں کھو جاؤ ♥

🔥 تم دل کی دھڑکن میں رہتے ہو رہتے ہو 🔥

♥ کچھ نا کھواب چپ ہی رہو ♥

☀ دیکھو دھڑکن کیا کہتی ہے ☀

♥ لوٹ آیا ہے میت میرا ♥

♥ اکھیوں سے ندیاں بہتی ہیں ♥

♥ کیسے گزارے یہ دن ♥

♥ پوچھو نا تیرے بن ♥

♥ باہوں میں آجاؤ سپنوں میں کھو جاؤ ♥

♥ تم دل کی دھڑکن میں رہتے ہو رہتے ہو ♥

✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦

”شاہ۔۔۔ آپ کو پتہ ہے اپنے کیا کیا“ صنم جو کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ جب وہ اندر کمرے میں آیا تو بنا پلٹے

بولی۔

وہ جو سائیڈ ٹیبل پر اپنی وانچ گھڑی رکھ رہا تھا اسکی سرد آواز پر ٹھٹھک کر رکا اور اس کی پشت کو دیکھا۔

اس کے جواب نادینے ہر وہ پلٹی آنکھوں میں بیگانگی تھی۔ اپنائیت کارنگ نہیں تھا۔

"جانتے ہیں کیا کیا ہے آپنے؟" صنم نے سینے پر ہاتھ باندھتے کہا۔

"اتنے روکھے انداز سے کیوں بات کر رہی ہو سنی" وہ اس کی طرف محبت سے آتے بولا۔

"ارکیں۔۔۔ اور پہلے جواب دیں" صنم نے اسے راستے میں روک دیا۔ ناچاہتے ہوئے بھی اسکے قدم جم گئے کچھ غلط کا احساس ہو رہا تھا۔

"مجھے نکاح کیا تھا نا؟؟؟ تو سب کے سامنے کہوں نہیں اپنا یا آپ نے شاہ؟؟؟؟ مجھے کیوں لے کر آئے ایسے؟؟؟ جانتے تھے نا کہ نہیں رہ سکتی آپ کے بنا اس لیے تکلیف دی؟ تڑپانا چاہتے تھے نا؟؟؟" اس کو بے حس و حرکت کیے وہ سرد لہجے میں بول رہی تھی۔

"ص۔۔ صنم" اسکی زبان لڑکھڑا گئی۔

"کیوں کیا آپ نے۔۔۔ مجھے جینا ہے بلکل جینا ہے آپکے ساتھ۔۔۔ مگر اپنوں کو ناراض کر کے نہیں۔۔۔ سب کی امید وار کو توڑ کر نہیں" اس آواز رندھ گئی۔

وہ فوراً سے آگے بڑھا اور اپنی باہوں میں چھپا لیا اوع وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ ابرار نے سکتے سے آنکھیں میچ لیں جانتا تھا غصے میں غلطی کر بیٹھا تھا۔

"میرے بابا پر کیا بیتی ہو گی شاہ۔۔۔۔۔ میری ماما۔۔۔۔۔ اور رضا؟؟؟ اس کا کیا حال ہو گ؟؟؟ جب انکو معلوم ہوا ہو گا کہ میں موجود نہیں ہوں۔۔۔۔۔ تب ! ! ! کیا ہو گا؟؟؟" وہ اس کے سینے ہر لگی لرزتے سوچتے بول رہی

تھی "میں جانتا ہوں میں نے غصے میں غلط کیا جانم۔۔۔ مگر میں سب ٹھیک کر دوں گا۔۔۔ سب سے معافی مانگ لوں گا۔۔۔ میں بہت ڈبل مائنڈ تھا۔۔۔ تم پر غصہ تھا۔۔۔ اور یہ بھی برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ تم بول کیوں نہیں رہی تھی میرا بتا کیوں نہیں رہی تھی خاموشی سے سب کیوں ہونے دے رہی تھی۔۔۔ بس برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ دماغ میں عجیب جھکڑ چل رہے تھے "وہا سے کسی متاعجاں کی طرح اپنی باہوں میں بھرے محبت و شرمندگی سے کہہ رہا تھا۔

"سب ٹھیک کرونا شاہ" وہ اسکے گال پر ہاتھ رکھتے مان سے بولی۔ اسے سب ٹھیک چاہیے تھا کم سے کم وہ شاہ سے دوری نہیں چاہتی ت۔

محبوب دسترس میں ہو تو کس کافر کو دوسری چیز کی چاہ ہوتی ہے؟؟؟

"سب ٹھیک کروں گا" وہ اسکے ماتھے کو محبت سے چھو کر بولا۔ اتنے میں موبائل پر کال آئی۔ ابرار نے موبائل پوکٹ سے نکالا تو صارم کی کال تھی۔

"ہاں بول؟" صنم کے لبوں پر مٹھاس بھرتے مسکرا کر کہا اور جو اسے سننے کو ملا اسکی مسکراہٹ کہیں گھم ہوگی۔ "کیا۔۔۔ کب کی بات ہے؟؟؟ کیسے؟؟؟۔۔۔ تھا کون؟؟؟" ابرار پریشانی سے گرجا۔ صنم بھی پریشانی سے دیکھنے لگی۔

READERS CHOICE

"تورک میں آگیا" وہ کہتا فون بند لر گیا۔ "کیا ہوا؟" صنم نے پریشانی سے ہاتھ پکڑا۔

دل جانر من رقصہ بسما بھٹی

دل جانم من رقصہ

"نگین گھر نہیں پہنچی صنی۔۔۔۔۔ اسنے آج 12 آجانا تھا۔ مگر اب شام کے 7 بج گئے ہیں۔۔۔ وہ آئی نہیں
۔۔ اور وہاں کی ٹیچر نے کہا ہے کہ وہ صبح 11 بجے کسی کے بلانے پر باہر گی تھی اور واپس نہیں آئی " وہ پریشانی سے
بوکا۔ رنگ سفید ہو گیا تھا۔

"اوہ۔۔۔ آپ پریشان ناہوں۔۔۔۔ صارم کے پاس جائیں " وہ بھی پریشان ہو چکی تھی مگر اسے حوصلہ دینا تھا۔
 "دعا کرو صنم۔۔۔۔ نگین ہمارے بہن ہے بیٹیوں جیسی ہے۔۔۔ دعا کرو سب ٹھیک ہو۔۔۔ میں جا رہا ہوں خیال رکھنا " وہ اسکا ماتھا چومتا گاڑی کی کیز پکڑتا کمرے سے باہر نکل گیا اور وہ اسکے لیے دعا کرنے لگی کہ اللہ نگین کو صحیح سلامت رکھے۔۔۔۔۔

یہ جانے بنا بلکہ وہم و گماں میں بھی نہیں ہے تھا کہ نگین کو منظر سے غائب کرنے والا اسکا اپنا بھائی تھا جو سلجھا ہوا ڈیسنٹ پر سنلٹی کا مالک با اخلاق رضا فراز جمالی تھا۔



"آپ سے بات کرنی ہے مجھے" نعم "راحم نے چائے کا سپ لیتے فون پر کہا۔

"جی آپکو ہی سننے کیلئے فون اٹھایا ہے کہیے" وہ زرا بیٹھے انداز سے بولی اسکا حق تھا اپنی محبت ظاہر کرنا۔
 "کتنی محبت ہے؟" راحم نے ڈائریکٹ پوچھا وہ سب سوالوں کے جواب چاہتا تھا۔

دل جانف من رقصہ

"ناپنا چاہتے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ اب تک محبت کا کوئی سکیل ایجاد نہیں ہوا" وہ دھیرے سے بولی چمیر پر بیٹھ کر سر ٹیک سے لگایا اور آنکھیں بند کر کیں۔

ہاں۔۔۔۔۔ شاید۔۔۔ یہ بھی جانتی ہو آپ کہ میں نے کبھی چاہا نہیں آپ کو۔۔۔ میں آپ کو وہ حیثیت نہیں دے سکتا انعم۔۔ "وہ بھی کر سی کی ٹیک سے سرٹکا کر آنکھیں بند کر گیا اسے انعم میں صنم کی چھاپ نظر آرہی تھی جسے ہر وقت سوچنا اس کے ساتھ زندگی پلین کرنا اور کئی ارمان بننا اور پھر اچانک اس کا دور ہو جانا یا کہنا زیادہ مناسب کہ اسکا کبھی نا ہونے کیلئے پاس نا ہونا۔۔۔۔۔ اتنی تکلیف شاید کسی اور دکھ میں نہ ہوگی۔

"آپ سے حیثیت کون مانگ رہا ہے راحم صاحب؟۔۔۔ مجھے میری حیثیت مل گئی ہے آپکے نکاح میں آ کر۔۔۔ آپ بس میری محبت کو انجوائے کریں۔۔۔ میں اکیلی کافی ہوں آپکا دل اپنی طرف موڑنے کیلئے" وہ ابھی بھی آنکھیں بند کیے مسرور سے انداز سے بول رہی تھی اسکی محبت اس سے بات کر رہی تھی اس سے بھی زیادہ کوئی خوشنصیبی ہوگی اس کیلئے۔

"اتنا اعتماد خود پر؟؟؟؟" راحم کے نہ چاہتے ہوے بھی لبوں پر مسکان آگئی وہ مات لمبی کرنا چاہ رہا تھا شاید اس لڑکی کی باتیں دمدار تھیں۔

وہ الگ بات ہے۔۔۔ مگر میں یہ جانتی ہوں کہ عادتیں چاہت سے زیادہ جان لیوا ہوتی ہیں۔۔۔ اور کہیں آپ کو عادت ناہو جائے میری۔۔۔ چودھری جی "وہ اپنی ہنسی کو کنٹرول کرتے بھت پیار سے بولی کہ راحم کے لب پوری طرح مسکرا دیے۔

خود بخود دل میں اپنے رب کا شکر کیا کہ اس نے ایک اچھی لڑکی کو اسکی ذمہ داری سونپی ہے اگر وہ اسکے نکاح میں نا آتی تو اس سے یقیناً زیادتی ہو جاتی۔

"الگ بات کیوں ہے انعم؟؟؟۔۔۔ خود پر اعتماد ہوتا ہے تو انسان بات کرتا ہے" وہ جان کر اسکی دوسری باتوں کو چھوڑ کر پہلی بات کو طول دے رہا تھا اس کی باتوں میں کچھ تو تھا کہ وہ چاہتا تھا کہ وہ سنے اسے۔

"ہاں ہے۔۔۔۔ چاہت میں ملاوٹ نا ہو تو مجال ہے مقابل کا دل زرا اکڑ جائے۔۔۔ محنت اپنی ہوتی ہے باقی ریوار ڈ تو اللہ دیتا ہے۔۔۔ اور شک مت کریں میری باتوں کا۔۔۔ کیونکہ اگر میں جھوٹی ہوتی تو آپکے نکاح میں نا ہوتی اور آج آپ مجھ سے بات نا کر رہے ہوتے اور وہ بھی لمبی والی" وہ اپنی مسکراہٹ دلاتی آنکھیں زور سے بند کر گئی یقیناً آگے سے جواب جو آئے گا وہ سوچ نہیں سکتی تھی۔

راحم سٹپٹا کر سیدھا ہوا آنکھیں پٹ سے کھلیں تھیں کہ کیا وہ اس سے سب میں بات لمبی کر رہا تھا؟؟؟۔۔۔ ہاں۔۔۔ وہ چاہ رہا تھا کہ وہ اس سے باتیں کرے۔۔۔۔۔ دل نجانے کیوں دھڑک اٹھا۔۔۔۔۔ "انعم!" وہ ہلکا سا بولا بات جو بن نہیں رہی تھی۔

"یقین کریں گے میری ایک بات کا؟" وہ پھر سے مسکراتی اس کا چہرہ سوچتی بولی۔

"کیا؟؟؟" راحم پھر سے کچھ نیا سننے کیلئے بے تاب ہوا۔

"

بسما بھٹی

دل جانر من رقصہ

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاء اللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID: <https://web.facebook.com/mubarra1>

Instagram: <https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en>

Facebook Groups: READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN

ONE REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

مجھے اپنا نام اتنا پیارا آج سے پہلے کبھی نہیں لگا۔۔۔۔۔ دوبارہ لیں گے؟" وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتی بولی۔ اور ڈر رہی تھی کہ کہیں اسکے دل کی دھڑکن جو پورے رفتار سے چل رہی ہے شور برپا کیے کہیں اسکی آواز موبائل کے اندر سے نا اس شخص تک نا پہنچ جائے۔

راحم کے لب اور آنکھیں مسکرا دیے۔ اس کی بات کافی نرالے انداز سے ادا ہوئی تھی وہ اگلے بندے کو اپنا بنانا شاید جانتی تھی۔

"انعم" راحم کا بے دھیانی میں اسکا نام نکلا تو چونک کر چپ ہو گیا کہ کیا اس نے سچ میں اسکی خواہش پوری کر دی؟ "شکریہ۔۔۔۔۔ ویسے شکریہ بنتا تو نہیں کہنا مجھے تو حق ہے آپ کے منہ سے سننے کا چاہے ایک سیکنڈ میں میں اپکو ہزار دفعہ کہنے کا کیوں نا کہوں" وہ اس بار ہنس کر بولی اور اسکی کھنکھاتی ہنسی موبائل سے اس پار ہوا میں شامل ہوتی فضاؤں کو جھولتی دھوم مچاتی مقابل بیٹھے شخص کے کانوں سے سیدھا دل میں اتری۔ ہاں وہ صنم سے زیادہ دلکش مسکراتی ہے راحم چودھری یہاں زیر ہو چکے تھے۔

"میں نہیں جانتا کہ اگے کیا ہو گا کیسا سفر رہے گا۔۔۔ بس یہ جانتا ہوں کہ آپکے ساتھ میرا سفر یقیناً خوب صورت ہو گا کیونکہ میرے نزدیک محبت اور محبت کرنے والے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔۔۔ اپکی محبت آپکو مل گئی میں کوشش کروں گا کہ آپکی ہی رہے" وہ ایک اچانک امنڈ آنے والے کرب سے بولا محبت حاصل نا ہو نا راحم سے بڑھ کر کسے معلوم ہو گا۔

"اچھے کی امید رکھیے۔۔ بہترین خدادے دے گا" انعم نے مسکرا کر کہا۔

"پھر بات ہوگی اب بھی ریٹ کریں" اس نے اب بات کو ختم کرنا ضروری سمجھا۔

"جی۔۔۔ بلکل۔۔۔ السہافظ" اس نے بھی مسکرا کر کہا تو راحم نے فون کاٹ دیا۔

وہ سیل کو اپنی نگاہوں کے سامنے لائی۔ کہ اچانک سکریں بلنک کی جہاں راحم کا ہی میسج تھا اس نے کشمکش سے دیکھا اور

فوراً اوپن کیا

"ویسے اپکی ہنسی خوبصورت ہے۔۔۔۔۔ انعم ♥♥ یقیناً مجھے انتظار رہے گا اپنی آنکھوں سے اس ہنسی کو

دیکھنے کا" میسج تھا کہ کیا عجیب سی کیفیت ہوگئی تھی انعم کی۔۔ وہ اس کے نام کو لکھنا ضروری سمجھا کیونکہ اسے معلوم

تھا کہ انعم کو اچھا لگا اسکے منہ سے نام لینا۔ یعنی وہ اس کی چاہت کی قدر کر رہا ہے۔

وہ سرشار ہوتی سرٹیک سے لگائی اور موبائل کو سینے پر زور سے لگالیا جیسے موبائل نہیں راحم چودھری ہو۔



"ہیلو" کال آنے پر ابرار شاہ نے جلدی سے اٹھایا۔

"کیسے ہوا ابرار شاہ" رضا کی کھٹکتی آواز موبائل سے آئی۔۔

"کون؟" ایک آشناسی آواز پر ابرار کی سماعت الرٹ ہوئی۔

"اتنی جلدی تعارف تو نہیں دیتے ہم ہمارا تعارف تو وقت کے ساتھ ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔۔۔ بات کو لمبا نہیں کریں

گے۔۔۔ بس ٹوڈا پوائنٹ بات۔۔۔

تمہاری نام نہاد بہن جان سے پیاری بیٹیوں جیسی بہن نگین ملک میرے قبضے میں ہے ٹھیک ویسے جیسے تم نے صنم فراز پر قبضہ کیا ہے۔۔۔ بہن چاہیے تو شرط سن لو۔۔۔ بہن لو اور بہن دو۔۔۔ تم نے تو پھر نکاح کیا ہے نا۔۔۔ سوچو۔۔۔ وہ میرے پاس۔۔۔ بنا نکاح کے ہے۔۔۔ اگے۔۔۔ سمجھدار تو تم ہو "وہ عجیب انداز میں کہتا فون بند کر چکا تھا اور ابرار کی ذات تو جھٹکوں کی ضد میں تھی وہ پہچان گیا تھا کہ مقابل کون تھا۔ رضا جمالی۔ اس نے ریکال کی مگر آگے سے نمبر بند جا رہا تھا۔

"آہہہہ" ابرار نے چیخ کر اپنے بال پکڑے اسکی بہن اسکے پاس تھی نجانے کس حال میں رکھا ہو گا۔ صارم سے جب ملنے گیا تھا تو وہ کتنا ٹوٹا بکھرا تھا اس کا دماغ کام ہی نہیں کر رہا تھا کہ اسکی نگي کہاں گئی۔ اسکی لاڈولی بہن کدھر ہے اور اب بھی وہ سیریس سٹریس میں تھا اور ابرار نے اسے اپنے باپ کو سنبھالنے کا کہا تھا اور ابھی وہ گھر میں داخل ہوا تھا کہ اسکا فون اگیا۔

وہ آواز سے پہچان گیا تھا اور اسکے مطالبے سے بھی کہ وہ رضا فراز ہے۔

"کیا ہوا؟" صنم جو اسکی گاڑی نیچے اتے دیکھ کر نیچے آرہی تھی اسکی چیخ پر بھاگ کر اس تک ائی۔

"تمہارا بھائی میرے ہاتھوں سے مر جائے گا صنم۔۔۔ اگر۔۔۔ اگر میری بہن کو میری نگي کو کچھ بھی ہوا تو سوچنا کہ میں کیا حال کروں گا اسکا۔۔۔" وہ دھاڑا تھا اسی آنکھیں لہو پڑکا رہی تھیں۔

"کیا کیا۔۔۔ ہو گیا۔۔۔ کیوں کیا کیا ہے رضائے؟" صنم کو خطرے کی گھنٹیاں بجتے سنائی دیں۔

"کڈنیپ کیا ہے اس نے نگین کو۔۔ تمہاری وجہ سے" وہ دانت پیس کر بولا اور غصے سے اوپر اپنے روم کی طرف بڑھا۔

پیچھے صنم کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس نے کیا سنا ہوش آیا تو وہ پاس نہیں تھا بھاگتی روم کی طرف گئی
"آپ آپ۔۔۔ مذاق۔۔ مذاق کر رہے ہیں نا؟" صنم اس کے سامنے اتے بولی۔

"میرے چہرے پر کہاں سے مذاق نظر آ رہا ہے؟" وہ اس کو غصیلی نظروں سے دیکھتا بولا۔

"۔۔۔ رضا۔۔ نہیں۔۔ اپ جھوٹ بول رہے ہیں" صنم کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ رضا کچھ ایسی حرکت کرے گا۔
"ہاں کیا ہے اس نے۔۔۔ اور شرط رکھی ہے اس نے" ابرار نے جڑوں کو بھینچتے کہا۔

"ک۔۔۔ کیسی شرط؟" وہ خوف سے بولی۔

"یہی کہ تمہیں واپس کر دوں انہیں اور نگین کو حاصل کر لوں۔۔۔ ایک بات یاد رکھو صنم۔۔۔ نگین کو میں بھول کر بھی کچھ ہونے نہیں دوں گا اور رضا کو اسکی برپائی کرنی پڑے گی۔۔۔ میں مر کر بھی نگین کو اس عذاب میں جھونک کر جینا نہیں چاہوں گا۔۔۔ چاہے اس کے لیے مجھے تمہیں کیوں نا چھوڑنا پڑے" وہ اس پر بمب گراتا واثر روم میں گھس گیا۔

اور صنم بے یقینی سے اسکی باتوں کو اپنے ارد گرد محسوس کر رہی تھی۔

"رضا کو تو میں دیکھ کوں گی ابرار شاہ۔۔۔۔"

مگر اس کے بعد اپنی بھی ایکسٹرا کلاس لینی پرے گی۔۔۔ میری زندگی مزاق نہیں جو ارام سے جب دل چاہا کھیل لیا۔۔۔ اب میں کسی کو نہیں بخشوں گی "وہ دل میں عظم کرتی خطرناک حد تک واشروم کے دروازے پر گھورے ڈالتے کمرے سے نکل گئی اس کے لیے برداشت سے باہر تھا کہ اسکا شاہ وقت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے چھوڑ دے۔۔۔



"پتہ چلانگین کا؟" سمیہ نے مسیج ٹائپ کیا

"نہیں۔۔۔ میرا دماغ سن ہو رہا ہے۔۔۔ میں کہاں ڈھونڈھوں اسے؟؟؟ ابرار نے کہا ہے کہ وہ دیکھتا ہے۔۔۔ میرا دماغ کا نہیں کر ریا" وہ کتنا بے بس تھا کتنا اپنی بہن سے پیار کرتا تھا اسکے الفاظ بتا رہے تھے سمیہ کا دل بھرا یا وہ اس وقت اسکے پاس ہونے کی ضرورت محسوس کر رہی تھی کہ وہ پاس ہو اور اسکے سرے غم سمیٹ لے۔
"ہمت رکھیں اپ سب ٹھیک ہوگا" سمیہ کو تو حوصلے کے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔

"سمیہ۔۔۔۔۔ بابا بہت شائوٹ کیے ہیں جب میں نے اپنا اور تمہارا بتایا کیونکہ انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ ابرار کا میں نے ساتھ دیا" صارم اسے کسی بھی قسم کے لاروں پر نہیں رکھنا چاہتا تھا۔

"او۔۔۔ نو۔۔۔۔۔ اب کیا ہوگا؟؟؟ کیا آپ مجھے۔۔۔ چھوڑ دیں گے؟؟" سمیہ کا دل مٹھی میں آگیا تھا یہ بات برداشت سے باہر کی تھی

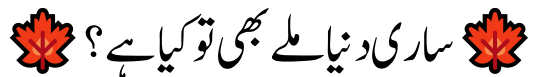
"نہیں جانتا سی۔۔۔ پر کاش مجھے اندازہ ہوتا کہ عزت کیا ہے تو ان میری خود کی بہن افیت میں ناہوتی "وہ درد سے آنکھیں میچ گیا۔

"کچھ کریں اپ۔۔۔ جانتی ہوں۔۔۔ سب مشکل ہے۔۔۔ گماہ ہے لیکن میں اپ کے علاو کسی اور کو تصور نہیں کر سکتی "وہ تڑپتے ہاتھوں سے ٹائپ کر رہی تھی آنکھیں نمکین پانی سے بھر چکیں تھیں۔ یہاں کالے کٹوروں پر پلکوں کی جھلراتی تو فوراً سے وہ بہہ جائے گا۔

"مجھے اپنی حالت بیان نا کرو۔۔۔۔۔ تمہارے نام سے میں سب جان جاتا ہوں۔۔۔ لیکن اگر میری بہن پر بات آئی تو میں سب چھوڑ دوں گا۔۔۔۔۔ تمہیں اپنا نہیں سکوں گا۔۔۔۔۔ سب اپنی جگہ۔۔۔۔۔ میری بہن اپنی جگہ اینجل "وہ یہ جانتا تھا کہ کتنا تکلیف دہ وقت ہے یہ اپنی چاہت کو تکلیف دینا بہت بڑی بات ہے اور اسکا گھاؤ بہت گہرا لگتا ہے "صارم۔۔۔۔۔ خدا را۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ ایسے نا کہیں۔۔۔۔۔ اللہ ہمارا ساتھ دے گا نا۔۔۔۔۔ آپ اچھا سوچیں۔۔۔۔۔ اور ان شاء اللہ نگین ٹھیک ہوگی ہمر رکھیں "وہ اسکی ہمت نا سدھار ہی تھی اور یہ بھی بتا رہی تھی کہ غلط سوچ کر تڑپاؤ تو نا۔۔۔ پہلے ہی تمہارے نام سے جیتے ہیں اب اپنی یادوں سے مارنا ہے کیا؟

اس کے میسج کے بعد آگے سے کوئی میسج نا آیا۔ وہ آنکھیں بن کر گئی آنکھوں سے گرم لاوا بن کر نمکین پانی بہہ گیا

READERS CHOICE



♥ ساری بغیہ کھلے بھی تو کیا ہے ♥



"کیا حال چال ہیں؟" غازی اندراتے بولا جہاں دیا اپنے لیر رنگز اتار کر ڈریسنگ پر رکھ رہی تھی۔

"خیر ہے کہاں جانے کی تیاریاں ہیں بئی؟" غازی جو سمیہ کو ڈراپ کرنے آیا تھا اس کے روم سے گزرتے دیا کو یوں

سجے دھجے دیکھ کر اندر آئے بنانا رہا گیا اور اب وہ اسکا جائز لیتا پوچھ رہا تھا۔

"کہیں گئی نہیں تھی۔۔۔ گھر میں گیسٹ ایے تھے" اپنے بالوں کا ڈھیلا جوڑا بناتے بولی۔

"ک۔۔۔ کون سے گیسٹ؟" غازی نے آنکھیں سکیر کر پوچھا۔

"موئی بابا کے دوست ہیں انکی فیملی تھی مجھے دیکھنے آئے تھے" وہ سکون سے کہتی غازی کا سکون تباہ کر گئی۔

"اپنی ماما کا نمبر دو مجھے" غازی نے سیریز انداز سے کہا۔

"کیوں، ماما کا نمبر کیوں چاہیے؟" دیا نے پلٹ کر اسے حیرانی سے پوچھا بھلا اس گدھے کو کیا کام؟

"مجھے بھی اب لائف میں اڈو پنچر چاہیے" وہ سینے پر ہاتھ باندھتا اسکو گہری نظروں سے دیکھتا بولا۔

"پر۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیا کرنا ہے۔۔۔ ماما۔۔۔ کیوں؟؟" دیا چلتے اسکے سامنے آئی اور حیرت سے پوچھا اسکی مسٹریز وہ تو اس

وقت سلجھانے سے رہی۔
READERS CHOICE

"کیونکہ" کھینچ کر کمر سے پکڑا کہ وہ بوکھلا گئی۔

"اب انہیں کون بتائے کہ بگڑی لومڑی شیر کو بھاگئی ہے" اس کی گال پر لیر کھینچتے گھنگھیر اواز سے بولا۔ دیبا کی پوری انکھیں کھل گئیں اس کی بات پر کہنا کیا چاہتا تھا وہ

"کیو۔۔۔ می۔۔۔ فاصلے سے بات کرو۔۔۔ اور یہ کیا لومڑی۔۔۔ شیر۔۔۔ صاف بات کرو" وہ فوراً سے اسے دھکا دیتی سپاٹ لہجے میں بولی وہ اسے کسی بھ قسم کی غلط فہمی میں پڑنے نہیں دے سکتی تھی

"وقت بتادے گا۔۔۔۔۔" وہ کہتا پلٹا مگر رکا اور پلٹ کر اسے دیکھا انکھیں کافی غصیلی تھیں۔

"ان ہونٹوں پودو بار کسی بھی قسم کا رنگ نادیکھوں سمجھی؟ اور جو بھی دیکھنے آئے تھے پہلی فرصت میں انکار کر دو ورنہ مجھے بتانا میں انکار کر دوں گا اپنے طریقے سے" وہ دانتوں کو پیس کر کہتا تن فن کرتا روم سے چلا گیا۔ اور پیچھے وہ ہونکوں کی طرح اسکے بدلے بدلے روپ دیکھ رہی تھی یہاں یہ لائینز سجتی ہیں۔

♥ بدلے بدلے سے میرے سر کا نظر آتے ہیں ♥

♥ اپنی بربادی کے آثار نظر آتے ہیں ♥

♥ ♥ ♥ ♥ ♥ ♥ ♥ ♥ ♥ ♥

وہ جیسے ہی کال کر کے پلٹا تو نگین کو دیکھا جو چیئر پر بٹھا کر باندھی گئی تھی مگر اب شاید ہوش آچکا تھا اسکو کاٹدار نظروں سے گھور رہی تھی۔

"میری ڈسکسن سنی ہوگی تم نے۔۔۔ ہنا" وہ ہنستا اسکے سامنے والی کرسی پر بیٹھتا بولا۔

"ڈسکشن نہیں کہتے اسے اپنی بربادی کو لگا کر ناکتے ہیں" وہ سپاٹ چہرے سے اسکی آنکھوں میں انکھیں ڈاکتی بولی۔

"جانتی ہو کس کے سامنے بولنے کی جرأت کر رہی ہو نگین" وہ غیض و غضب سے بولا۔

"جی ہاں۔ دی گریٹ امیزنگ ڈیشننگ رضا فراز جمالی سے۔۔ جسے یہ نہیں معلوم کہ اوقت کیا ہوتی ہے" وہائی پرو
اچکائے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولی

"اپنی زبان سنبھالو نگین" وہ اس کا جبرٹا پکڑ کر دھاڑا۔

"اور تم اپنے اعمال سنبھالو۔۔۔ یقین جانو آج سے پلے اتنا برا اپنا نام کبھی نہیں لگا۔۔ جو شش کر کے اپنی زبان بھی
سنبھال لینا" وہ اسکے غصے کی پرواہ کیے بنا ڈر انداز سے بولی

"تم جانتی ہو کہ میرے قبضے میں ہو۔۔۔ اور میں کچھ بھی۔۔۔ کچھ بھی کر سکتا ہوں تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔ شاید جانتی
نہیں تبھی اتنا اچھل رہی ہو" وہ خود پوکٹرول جرتا اسکی گال پر انگلیوں سے ڈزاین بناتے بولا۔

"ان دھمکیوں سے تمہیں ضرور لگتا ہو گا کہ میں ڈر جاؤں گی۔۔۔ زرا ایک بار ایس گندی نظر اٹھا کر تو دیکھو۔۔
آنکھوں سے نکل جاؤں گی تمہیں۔۔۔۔۔ تم کون ہوتے ہو کچھ کرنے والے۔۔۔ جب دل اللہ سے حفاظت کا

سرٹیفیکیٹ کے کے نا تو تم جیسے کیڑوں کے اندر ایسی الٹی باتیں سوچنے کی بھی ہمت نہیں ہوتی کرنا تو بہت دور
یے۔۔۔" وہ اس پر نفرت بھری نظریں ڈالتی بول رہی تھی اور رضا کا چہرہ مارے غصے سے سرخ ہو رہا تھا وہ اسکی نرمی

کانا جائز فائدہ اٹھا رہی تھی۔
READERS CHOICE

"تمہیں تمہارے الفاظ بھاری پریں گے" وہ اسکے جبرٹے پر انگلیاں گاڑتا بولا اور باہر کی طرف بڑھا۔

"کوشش کرنا مجھے مار دو۔۔۔ ورنہ میرے ہاتھ کھلے نا تو زندہ نہیں بخشوں گی تمہیں۔۔۔ میرے خاندان کی عزت مٹی میں ملائی ہے تم نے۔۔۔ میں تمہیں تو ویسے بھی بخشوں گی نہیں" وہ پیچھے اسکے سکون کو تباہ و برباد کرنے کا کام انجام دے چکی تھی وہ پلٹ کر اس پر خطرناک حد تک سخت نظریں ڈالتا کمرے سے نکل گیا اور کمرہ اندھیرے میں ڈوب گیا۔

"میں نے تو تمہیں بہت چاہا تھا رضا۔۔۔ اس رضا کو میں دیکھ کیوں ناسکی۔۔۔ دل سے کیوں اتر گئے تم؟؟؟ کیا کر دیا تم نے" وہ اس کو سوچتی اکھیں بند کر گئی۔ وہ رب تک ڈری تھی جب تک رض کا معلوم نہ تھا۔ اور جب علم ہوا اسکی عزت مان غرور کو خاک میں ملانے والا اسکی چاہت ہے تو اندر سے ساری حسیں مر گئیں تھیں اور بس یاد تھا تو یہ کہ رضا اسے مار دے ورنہ وہ اسے نہیں چھوڑے گی۔ اس کی چاہت میں اپنی عزت کو سنبھالا اس کیے نہیں کہ وہ ہی اٹھ کر نوچنا چاہے

دھرتی ہے تو اور میں ہوں گھگھن

ہوگا کہاں تیرا میرا ملن

تجھ سے لپٹ جرجورولیتے ہم

انسو نہیں تھے یہ موتی سے کم

تیرا سینا نہیں

یہ انسو تھے بھی تو کیا ہے

ساری دینا ملے بھی تو کیا ہے

"تیرا دماغ خراب ہے۔۔۔ تو نگین کیلئے صنم کو چھوڑ دے گا۔۔۔ خبردار جو کچھ ایسا کیا" صارم غصے سے گرجا اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کا دوست ابرار شاہ ایسی حرکتیں کر رہا ہے۔

"تو کیا کروں میں؟؟؟ بتانا؟؟؟ اس کی شرط یہی ہے۔۔۔۔۔ تجھے نظر نہیں آ رہا وہ۔۔۔ کمینہ کچھ بھی کر سکتا ہے اس کے ساتھ۔۔۔ اور تف ہے ہم پر کہ ہم اسے محفوظ نارکھ سکیں" ابرار بھی اس پر گرجا۔ ہر طرف سے تو بچا را پس رہا تھا۔ کبھی حویلی سے کالز کہ داس ٹھیک نہیں تمہیں بلار ہی ہیں اور کبھی رضا کی دھمکیاں اور کبھی اپنی جانم کے کھوجانے کا ڈر۔

"ہمارے پاس کوئی تو پلین ہونا چاہیے شاہو۔۔۔۔۔ سوچ مگر دماغ سے دل سے نہیں" صارم نے اپنی کنپٹی سہلاتے کہا۔

"تیرے دماغ میں کیا چل رہا ہے اب؟؟؟" ابرار مے اسے دیکھتے کہا۔

"ہمیں صنم کو ساتھ ملانا ہو گا شاہو۔۔۔۔۔ رضا لٹی کھوپٹی کا ہے جس کے سارے بل صنم کو معلوم ہیں" صارم نے سوچتے کہا۔

"مطلب۔۔۔۔۔ کیا کہنا چاہ رہا ہے؟؟؟" ابرار چو کنا ہو گیا۔

”مطلب یہ کہ میں اپنے بھائی کو ٹھیک کرنا جانتی ہوں“ دھاڑ کے ساتھ دروازہ کھول کر اندر آتی صنم نے صارم پر نظریں رکھتے کہا غلطی سے بھی ابرار کو نہیں دیکھا اس نے کیسے سکون سے الگ ہونے کا فرمان سنایا تھا آواز نہیں کانپی ایسے بولتے ہوئے، دل نہیں تڑپا ایسی بات منہ سے نکالتے ہوئے۔

ابرار نے کچھ عجیب نوٹ کیا اسکی جانم اسے نہیں دیکھ رہی تھی ایسا کیوں۔ وہ تو سب کچھ ایک سیکنڈ میں بھلائے اسکی انگور نس کو محسوس کر رہا تھا کیا پتہ اسے ویسے لگا ہو یہ ابرار کا دل کو حوصلہ دیے کے چارے تھے، تمہیں کوئی اعتراض نہیں؟ ”صارم نے تشکری نظر سے اسے دیکھ کر کہا۔

”میں جانتی ہوں میرا بھائی کیسے قابو آئے گا“ وہ آرا سے کہتی صارم کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ ابرار تو سلگ ہی گیا کہ وہ اسے دیکھ نہیں رہی، صرف صارم سے بات کر رہی ہے، کیوں؟؟؟ اتنی جرأت اسکی کہ وہ ابرار شاہ کو انکار کر سکے ! وہ خون برساتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس وقت اس کی جانم نجانے کیوں ایسا برتاؤ کر رہی تھی بس یہ سوار تھا۔ کو مسی نگین کہاں کی نگین کو نسی فکر سب کہیں صنم کے آگے دفعاں ہو گئے تھے۔ ”تم کرو گی کیا؟“ خود پر کنٹرول کرتے ہوئے ابرار نے پوچھا کہ بھلا دیکھوں سچ میں انگور کر رہی ہے؟؟؟

”صارم۔۔۔ تم اسکی لوکیشن پتہ کرواؤ باقی کا کام میرا، مار کٹائی نہیں چاہیے مجھے۔۔۔ اسے ٹھیک میں اکیلی کر لوں گی۔۔۔ اور ایک بات میں تمہیں گرنٹی دیتی ہوں کہ وہ نگین کے ساتھ کوئی بد تمیزی نہیں کرے گا“ صنم نے سہولت سے ابرار کو انگور کرتے صارم سے بات کی ایسے جیسے ابرار موجود نہیں۔ ابرار کی آنکھوں میں شدید جیلیسی کی چبھن تھی۔

وہ مسلسل اسے گھور رہا تھا کہ وہ نوٹس کرے کہ ابرار اسے گھور رہا تھا مگر ناجی وہ بہت سہولت سے فرصت سے صارم کو بتا رہی تھی۔

اس سے پہلے کہ صارم کچھ کہتا یا وہ کوئی سوال کرتی ابرار کا صبر جواب دے گیا غصے سے اٹھا اور اس کو کندھے پر ڈال دیا۔

صنم تو سٹیٹا کی اچانک حملے پر اور صارم حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا کہ اسے کی ہوا مگر اسکے چہرے پر غصے سرخی دیکھ کرنا کچھ جانتے سمجھتے ہوئے بھی ار جھکا کر ہنسی ضبط کی۔

”شاہ۔۔۔ چھوڑو۔۔۔“ وہ ایک دم۔۔۔ شر۔۔۔ سے چیخی مگر وہ اپنے کمرے کی طرف لمبے لمبے ڈھانگ بھر رہا تھا۔ اور صنم کا ڈر سے چہرہ سفید پڑ رہا تھا جتنا تیز تیز چل رہا تھا نیچے گر جاتی تو؟؟؟

وہ کمرے میں آیا پاؤں سے ٹھاکے ساتھ دروازہ بند کیا اور اسے بیڈ پر پھینکا مگر ایسے کہ بیڈ پر بھی اسے تکلیف نہ ہو۔ صنم حیرت و خوف سے اسکا سرخ چہرہ دیکھنے لگی آنکھوں میں بھی لا لگی تھی اچانک سے اسے بیٹھے بٹھائے کیا ہو گیا؟؟ ابھی تو باتیں کر رہا تھا صارم سے سہی۔

”ک۔۔۔ کیا۔۔۔ ایسے۔۔۔ کون کرتا ہے۔۔۔ وہ“ ابھی وہ کچھ کہہ رہی تھی کہ وہ آگے بڑھ کر اسکا گلہ پکڑ چکا تھا مگر دباؤ نہیں دیا صنم کی حیرت سے آنکھیں پوری کھل گئیں۔

”کیا تھا یہ؟؟؟؟ ہمت کیسے ہوئی؟“ وہ اسکی آنکھوں میں غرایا۔

”کیا؟؟؟“ صنم نے حیرت کا تاثر اپنے چہرے پر دکھایا اور نہ جان تو گئی تھی کہ کیوں آگ لگی ہے

”جانتی ہوں؟؟؟ مجھے اگنور کر رہی تھی کیسے جرأت ہوئی جانم؟“ وہ اب ہلکا ساد باؤ دیتا بولا۔

”ویسے ہی جیسے مجھے چھوڑنے پر آپکا دل نہیں کانپا ابرا شاہ“ وہ اسکا ہاتھ جھٹکتی غصے سے بولی۔

ابرا کے تاثرات ایک پل کو ڈھیلے پڑے پھر جڑا تن گیا اور سیدھا کھڑا کر کے اپنے سامنے کیا۔ اور کمر سے پکڑ کر بالکل قریب کر لیا کہ صرف انچ بھر کا فاصلہ تھا صنم کی آنکھیں ناچاہتے ہوئے بھی پانیوں سے بھر گئیں جیسے کسی بہت اپنے کے پاس اکر دل بھر آتا ہے۔

”یہ جانتے ہوئے بھی کہ شاہ بھی مرپنی جانم کو چھوڑ کر“ اسکی آنکھوں پر لب رکھتا خمار آلود آواز میں بولا۔ وہ سکون سے اسکا لمس محسوس کرنے لگی

”مجھے ناچھوڑنا کبھی شاہ۔ مر جاؤں گی“ اسکے سینے سے لگتی وہ بھرائی آواز میں بولی۔

”اور مجھے کبھی اگنور نا کرنا میں کسی کو بھی جینے کے قابل نہیں چھوڑوں گا سمجھی؟“ اس کی آنکھوں میں گھورتا بولا۔

”مجھے مناؤ اس کے لیے پھر مانوں گی“ اپنے بولوں کو ایک جھٹکے سے پیچھے جرتے ادا سے بولی۔ اس ادا پر وہ بہم سا مسکرایا اور دھیرے سے اسکے نچلے لب کو اپنے دانتوں کی دسترس میں لیا۔ صنم نے گھورا تو قہقہہ لگاتا اس کے ہونٹوں کو نرم نرم سی گرفت میں لے گیا



”دفعاً ہو جاؤ رضا یہاں سے۔۔۔ میں نہیں چاہتی تمہارا قتل ہو جائے“ وہ رضا کو دیکھتے بہت سکون والے انداز سے غرائی۔ وہ جو ابھی کمرے میں اسکے کیے کھانا لایا تھا اندر آتے اس کی کھٹکتی آواز نے استقبال کیا۔

”دل تو کر رہا ہے اس بڑھتی زبان کو خدی سے اکھڑ دوں مگر سوچتا ہوں اتنی پیاری شکل پر بنا زبان ہو مناسب کو ہمدردی کی طرف کھینچے گا اور میں بالکل نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی ہمدردی کرے مس نگین ”وہ اسکے سامنے کھانا رکھتا اسی کے انداز میں سکون سے کہہ رہا تھا۔

”تمہاری بھول ہے کہ ایسا کچھ ہو گا۔۔۔ تم صرف سوچ سکتے ہو۔۔۔ کرنے کی ہمت نہیں ”وہ اس کے چہرے کو نفرت سے دیکھتی بولی۔

”مجھے سمجھ نہیں آتی کہ تم اتنا کیوں اکڑ رہی ہو۔۔۔ حالانکہ تم جس جگہ ہو وہ تمہارے لیے کچھ مناسب تھوڑی ہے! وجہ کیا ہے آخر؟ ”وہ اس کو غصہ چڑھانے میں کامیا ہو چکا تھا سکون سکون سے اسکا سکون غارت کر رہا تھا۔

”کیونکہ میں غلط سمجھ بیٹھی تھی تمہیں۔۔۔ اور دل کر رہا ہے کہ تمہیں کچھ ناکہوں بس خود کو مار دوں ”وہ ازیت سے بوکی۔ نمی کی ہلکی سے لہر آنکھوں میں آئی۔

”ک۔۔۔ کیا مطلب؟؟؟ کیا۔۔۔ تم مجھے جانتی تھی پہلے؟ ”رضا کے سوالوں سے صاف ظاہر تھا کہ بچارے نے پہلی دفعہ کسی لڑکی کو کڈنیپ کیا ہے غصہ بھی دکھانا نہیں آ رہا تھا مگر یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ یہ نگین کا کمال ہو جو اسکے سامنے جھکی نہیں روئی نہیں تڑپی نہیں البتہ اسے مارنے کی دھمکیاں لگا رہی تھی۔

”جانتی؟؟؟؟؟ گناہ کو اتنا سکون بخش نام نادو سمجھے؟؟؟۔۔۔ کسی نامحرم کو سوچنا ایک گناہ ہے اور میں نے یہ گناہ کیا ہے۔۔۔ سمجھے تم۔۔۔ گناہ کیا ہے میں نے۔۔۔ اور مجھے بخشش کیسے ہو؟؟؟ غیر اللہ کو چاہا؟ کیسے مجھے عزت ملے ”

دل جانور من رقصہ

وہ تڑپ کر چیخی تھی اس کی آنکھوں سے گرم سیال بہہ گیا۔ اور رضا کو اپنی جگہ ساکت کر چکا تھا۔ وہ کیا کہہ گئی تھی نا قابل قبول تھا۔ وہ فوراً سے اٹھا اور پریشان نظر اس پر ڈالتا پلٹا۔

“مجھے مار دور ضا فر از۔۔۔۔۔ور نہ میں تمہیں بخشوں گی نہیں۔۔۔۔۔جان سے مار دوں گی۔۔۔تمہیں تڑپا دوں گی۔۔۔” وہ خود کو کمپوز کرتی اسکی پشت جو دیکھ کر بولی۔ناچاہتے کوے بھی دل اس کو دیکھ کر بغاوت کر جاتا تھا۔اس کے پیچھے کئی دفعہ اسے کوستی نفرت کرتی مگر جیسے ہی وہ سامنے آتا چاہتوں کا سمندر ٹھاٹھے مارنے لگتا۔اور اب بھی وہ اسے سوچ رہی تھی کہ کاش تم ایسا کچھ نا کرتے۔

وہ رکا نہیں کمرے سے نکلا اور دروازہ بند کر دیا۔اور اندھیرا چھا گیا۔

♥ میں یوں خفا تو نہیں ♥

♥ مگر گلہ ہے مجھے ♥

♥ کیوں بے وفا سے ♥

کوئی وفا کرے

♥ رکھا ہوا قید میں ♥

♡ ہے اسکے دل میں کہیں ♡

اسے کہو دل میرا ریہا کرے

ایسا بنا۔۔۔ کیا فنا

♥ تو یہ بتا کہ کیسی یہ دیوانگی ♥

♥ او بے وفا۔۔۔ تیری دیوانگی ♥



”ماما میں زرا اپست ہوں“ دیا جو بیقرار تھی ہمت کرتی اپنی ماں کے پاس آئی۔ تو وہ بک ریڈ کر رہی تھی بک بند کرتی مکمل اسکی طرف متوجہ ہوئیں۔

”وہ کیا؟“ وہ محبت سے بولیں تو دیبا نے غازی کاری ایکشن اور باتیں بتادیں۔

”ہمممممم۔۔۔۔۔ تو دے دو نمبر میرا“ وہ کچھ سوچ کر بولیں

”ماما۔۔۔ مجھے اسکا مطلب سمجھائیں۔۔۔ کیا ہے یہ؟“ وہ اس لو جک کو سمجھ نہیں رہی تھی۔

”پگلی۔۔۔ ایک بات بتاؤ“ وہاں ایسے برتاؤ کر رہی تھیں جیسے دوست بات کرتے ہیں یہی تو کمال تھا وہ ماں کم دوست زیادہ تھیں۔

دیبا نے نا سمجھی سے دیکھا۔

”اگر تمہیں کسی چیز کا جنون ہو۔۔۔ اور وہ تمہارا ڈریم ہو۔۔۔ اس کو حاصل کرنے کیلئے بہت محنت کرو گی رائٹ!“

وہ اس کو جتنا جتنی بولیں۔ دیبا نے سرہاں میں ہلایا۔

”اور اگر کوئی تم سے وہ حق چھیننا چاہ رہا ہو تو تمہارا کیا حال ہوگا؟؟“ وہ اس کے چہرے پر نظریں گاڑتے بولیں۔

”میں تو اس چیز کو ہی ختم کرنا چاہوں گی جو میرا حق چھینے“ وہ فوراً سے اپنی چاہ کے مطابق بولی۔

”بس۔۔ غازی کا بھی یہی حال ہے۔۔۔ آگے فیصلہ تمہارا“ وہ آرام سے کہتیں دیا کاسکوں غارت کر چکیں تھی وہ بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔

”یعنی کہ۔۔۔ غازی۔۔۔ مجھے۔۔۔ سچ میں؟“ وہ حیران تھی کافی اور بے یقینی سے اپنی ماں کو کھوج رہی تھی
 ”جاؤ ٹائم لو۔۔۔ بس دھیان کر لینا ہر مرد میں یہ بات نہیں ہوتی کہ وہ سٹینڈ کے سکے“ وہ اسکے گال پر بوسہ دیتیں۔
 کمرے سے باہر چلی گئی۔ اور وہ ہزاروں سوچوں کو سر پر سوار کیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ اسے اب درست فیصلہ لینا تھا یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ وقتی کشش کے اثر بول گیا ہو۔

یو نہی اک نظر میں سمایا نہیں جاتا

وہ شخص مجھے سمجھا نہیں جاتا

دل کہتا ہے کہ مان لے اسکی تڑپ

اب ہر سوچ پر مر حبا کہا بھی نہیں جاتا

کیا معلوم میرا دل بھی دھڑک جائے اسکے نام پر

اب ہر وقت اسکا نام الاپا بھی نہیں جاتا

کیسے ممکن ہے عشق میں مبتلا ہونا

اب اس کشش کو جھٹلایا بھی نہیں جاتا

"صنم۔۔۔ چھوڑا سے۔۔۔ میں تمہیں کسی قابل نہیں چھوڑوں گا کیونکہ۔۔۔ چھوڑ میری بہن کو" وہ وڈیو کال پر پوری جان سے چیخا۔ اسے یقین نہیں تھا کہ ابرار شاہ کی رسائی یہاں تک ہوگی مگر جب اس کی آتی کال کو پک کیا تو سامنے کا منظر دل دہلا دینے والا تھا اسکی جان سے پیاری بہن جس کے لیے سب کیا تھا اسے کسی سرخ رنگ کے وحشرہ کمرے میں کرسی پر باندھا گیا تھا۔ اسکے چہرے پر کٹس لگے تھے۔ اور وہ نیم بیہوشی میں تھی جیسے کسی دوائی کے زیر اثر ہوا اٹھنا چاہ رہی ہو بولنا چاہ رہی ہو مگر ہو کچھ رہا نا ہو۔

"کیا ہو گیا سالے صاحب؟؟؟؟؟ اتنے سے ٹریلر سے ڈر گئے؟" ابرار شاہ کی آواز موبائل میں گونجی مگر وہ سامنے نہیں تھا۔ رضا کی آنکھوں کی پتلیاں ادھر ادھر بے چینی اور بیقراری سے گھوم رہی تھیں اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابرار سامنے آئے اور وہ اسے جان سے مار ڈالے جس نے اپنی بیوی کو اس حالت میں پہچانے میں شرم محسوس نہیں کی۔

پھر وہ چلتا چلتا صنم کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور تمسخراتی مسکراہٹ کے ساتھ سامنے دیکھا جہاں رضا کا چہرہ نمودار ہو رہا تھا۔ رضانے دانت کچکچائے جیسے دانتوں میں ابرار شاہ ہو۔

"میری بہن جیسی کہا تھا تم نے نگین کو؟؟ وہ میری بہن ہے بیٹیوں جیسی ہے۔ اور تم اسے تکلیف دو اور ابرار شاہ اتنا بیغیرت نہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ دھڑلے یا اتنا بیوقوف نہیں کہ جو تم۔ کہو وہ کرتا چلا جاؤں" وہ صنم کے کندھو پر ہاتھ رکھتا بولا۔

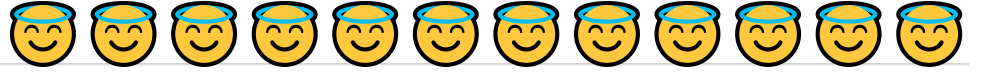
"میری بہن کو کچھ ہوانا تو تم اور تمہارا خاندان میری ہاتھوں قتل ہو جائے گا ابراہار شاہ" رضا اس کو دیکھتا غصے سے دھاڑا۔

"میری بہن کو صحیح سلامت گھر پہنچاؤ تمہاری بہن بھی سیف رہے گی" وہ صنم کے چہرے پر لگے کٹس پر دباؤ ڈالتا بولا کہ صنم کے چہرے پر درد کے آثار نظر آئے اور رضا اسکی حالت دیکھتا رو دینے کو تھا اس وقت وہ خود کو بے حد بے بس محسوس کر رہا تھا۔ وہ کچھ کہنے لگا کہ موبائل ٹھک سے بند ہو گیا۔

"آہہہہ۔۔۔۔۔" رضا پوری جان سے چیخا آنکھیں لہو چھلکار ہی تھیں وہ ساری رات نگین کی باتوں کی وجہ سے سو نہیں پایا تھا۔ یہ سچ تھا وہ اسے کڈنیپ ضرور کر کے لایا تھا مگر انجانی کشش تھی نگین میں جو کچھ بھی غلط کرنے سے دور رکھ رہی تھی۔ وہ پہلی دفعہ جب انگلیاں اسکی آنکھوں میں گھسار ہا تھا تو تکلیف اسے بھی محسوس ہوئی جس نے کبھی چھوٹا سا شکار نا کیا ہو یا چڑیا تاک ناماری ہو وہ کسی لڑکی کو تکلیف دے جبکہ وہ بے کسور ہو ! نایہ رضا نہیں کر سکا ہر مرد ظلم نہیں ہوتا کوئی نرم دل بھی ہوتا ہے جو کسی کی تکلیف کو اپنے دل کے قریب محسوس کرتا ہے۔ اس نے کافی بار کوشش کی کہ نگین سے سخت رویہ اپنائے اسکی سخت کیٹلی باتوں پر اس کا منہ توڑ دے مگر وہ نا کر سکا اور اب جب اسے معلوم ہوا کہ وہ تو اسے بہت دیر سے جانتی تھی اور شاید پسند بھی کرتی تھی نا چاہتے ہوئے بھی وہ اسکی باتوں کو سوچتا مساکرتا رہا اور سوچ چکا تھا کہ وہ کوئی ایسی گیم کھیلے گا کہ ابراہار شاہ اسکی بہن بھی دے دے گا اور وہ نگین کو زیادہ تکلیف نہیں دے گا مگر جو اسے صبح و ڈیو کال رسیو ہوئی وہ اسکی روح کو جھنجھوڑ چکی تھی۔ ایک طرف بہن تھی جو اس کی نیندیں اڑا چکی تھی اقر دوسری طرف اسی کا بھائی تھا جو اسکی زاتی بہن کو تکلیف پہنچا رہا تھا۔

بسما بھٹی

دل جانر من رقصہ



♥ نگاہوں میں میری دیکھو ♥

♥ جو ہر بس گیا ♥

♥ وہ ہے تم سے ملتا ہو باہو ♥

♥ اووہ وہ وہ ♥

♥ جانے تیری باتیں تھی یا آنکھیں تھی وجہ ♥

♥ ہوئے تم جو دل کی آرزو ♥

♥ تم پاس ہو کے بھی ♥

♥ تم آس ہو کے بھی ♥

♥ احساس ہو کے بھی ♥

♥ اپنے نہیں ♥

♥ ایسے ہیں تم سے گلے ♥

♥ ہم کو نا جانے کیوں ♥

♥ میلوں کے ہیں فاصلے تم سے نا جانے کیوں ♥

♥ کیسے بتائیں کیوں تم کو چاہیں ♥

READERS CHOICE

دیبا اپنے چینل میں معمول کے مطابق گٹار کے ساتھ گارہی تھی اور ساتھ ساتھ ریٹنگ دیکھ رہی تھی جو آہستہ آہستہ ہائی ہو رہی تھی

ابھی اس نے ختم کیا تھا کہ کسی کی موجودگی کو پیچھے پایاٹ کر دیکھا تو غازی سپاٹ چہرے کے ساتھ اسے ہی دیکھ رہا تھا

وہ سٹپا گئی دل بری طرح دھڑک اٹھا اور وہ خود نا محسوس انداز سے واپس پلٹا گی۔ اور بریک کیلئے تو پہلے ہی وہ کہہ چکی تھی

"کیا ہوا؟ چھپ کیوں رہی ہو؟" اسکے سامنے کرسی پر بیٹھتے بولا۔

"نہیں کیوں میں کیوں تم سے چھپوں گی؟" وہ ہڑبڑاتی بولی۔

غازی نے آنکھیں سکیر کر ادے دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر اون ایر کا بٹن دبایا۔

"یہ کیا کر رہے ہو ابھی بریک لی ہے دماغ ٹھیک ہے" وہ اس کی حرکت پر دانت پیستی بولی اور یقیناً اب جو بھی بولے گی وہ اون لیبر ہو گیا۔

"will you be mine for ever? miss Deebea nayazi?" غازی نے اس کے

سامنے ہاتھ پھیلاتے پوچھا اور ایک دم سکوت چھا گیا۔ جتنے بھی ایف ایم پر اس کا شہود دیکھ رہے تھے الرٹ ہو چکے تھے۔ اور ساری سماعتیں اس چینل کی طرف ہو گئیں تھا۔ ایک دم سے ریٹنگ ہائی ہو چکی تھی۔

"یہ تمہارا لندن نہیں ہے مسٹر غازی۔۔۔ کیوں میری مٹی پلٹ کر رہے ہو بیوقوف" وہ خود کو بہت مشکلوں سے اس کی آواز کے اثر سے نکالتی غصے سے بولی۔ ایک دم کمپیٹر پر میسجز لی لگ گئی۔

ہاں کہہ دو۔۔۔ ارے واہ دیبا نیازی۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ اس بندے کی آواز میں سچائی ہے ہاں بول دو۔۔۔ ارے چپ نارہنا۔۔۔ سے یس۔۔۔ اور بے تحاشہ مسجز آنے لگ گئے۔
دیبا نے ہاتھ بڑھا کر بند کرنا چاہا مگر غازی نے ہاتھ پکڑ لیا۔

"مجھے شادی کرو گی؟ میں غضنفر چودھری سب کے سامنے جو اس وقت کان لگائے تمہارے جواب کے منتظر ہیں کہتا ہوں کہ میں تمہیں بہت چاہتا ہوں کیا تم میری زندگی میں آؤ گی۔۔۔ تمہارے جواب کا منتظر ہوں ہاں کرو گی تو پلکوپر ساری زندگی بٹھاؤں گا نا کرو گی تو تمہارے فیصلے کی قدر کر رہے ہوئے تمہیں جان سے مار دوں گا" سکون سے کہتا اسکا سکون دفعاں کر چکا تھا۔

"کیا۔۔۔ میرے انکار پر مار دو گے اڈیٹ؟" دیبا چیخی تھی وہ کیا بکواس کر رہا تھا۔ غازی نے سر ہلایا کہ وہ ایسا کرے گا۔
"بولو۔۔۔ ول یو میری می اور ول آئی کل یو؟" وہ اس کے سامنے دوبارہ ہاتھ کرتا بولا۔ آنکھیں خمار آلود تھیں۔

جزبات سے چور لہجہ تھا۔ اس کی آواز سے ہی دیبا کا دل بہت بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔ اتنے میں سٹوڈیو کی ٹیم بھی اندر آگئی اور وہ مسکراتی اسے یس کیلئے فورس کر رہی تھی۔ اتنی بڑی شخصیت کا بیٹا پوز کرے یہ قسمت کی بات تھی۔ دیبا بہت نروس ہو چکی تھی ۔

"بولو نا" غازی نے بے چینی سے کہا

"مجھے نہیں معلوم۔۔۔ میرے پیرنٹس جو کہیں "وہ چاہر

کر بھی رضامندی نہیں دے سکتی تھی۔ اس پر بے حیا کاٹنگ بھی آسکتا تھا کیونکہ وہ ایک فینس ہوسٹ تھی۔

"تم اپنی بات کرو شادی تو آپکے مانا پیتا کے مطابق ہی ہوگی "وہ اسکے ہاں کیلیے ہی بیقرار تھا۔

وہ اپنے کیلے ہاتھوں کو مستحق سر جھکا گئی جسکا مطلب تھا کہ اسے اعتراض نہیں۔

"وہ ہووووووو "غازی۔ بے بلند آواز میں کیسا ساری ٹیم نے تالیاں بجائیں اور اس طرح ہی سامعین کو معلوم ہوا کہ

انکی پیاری ہوسٹ ہاں کہہ چکی ہے اور ڈھیروں مبارک کے مسجز آنے لگے۔ دیبا نے گٹاک سے او ف کا بٹن دبایا اب

اس کے لیے یہاں رکنا محال تھا وہ شرم سے دوہری ہو رہی تھی فٹافٹ اپنا بیگ اٹھایا اور باہر کی طرف لپکی سب کا

مشترکہ قہقہہ لگا جبکہ غازی اسکی تیزیاں دیکھتا مسکرایا اور اس کے پیچھے چل کر آیا۔ وہ جو تیزی سے پارکنگ میں آرہی

تھی کٹی پٹنگ کی طرح کھچتی اسکے سینے سے لگی اسنے شرم سے انکھیں بند کر دیں۔

"کدھر؟" وہ اس کے بالوں کو پیچھے کو جھٹکا دیتے خمار آلود آواز میں بولا۔ وہ تو سراٹھا ہی نا سسکی۔

"میں ایک لندن کا شہری ہوں۔۔۔ اور جب کوئی پرپوز کرے اور لیس ہو جائے تو لڑکا لڑکی جانتے ہیں نا کیا کرتے

ہیں "شرارتی آواز میں وہ اسے لرزا چکا تھا۔

"جسٹ شٹ اپ بد تمیز بے شرم " اسے دھکا دیتی اپنی کار کی طرف بھاگی۔ پیچھے غازی کا قہقہہ لگا



"میری جان کیا ایکٹنگ کی ہے" ابرار اسکی ایکٹنگ پر داد دیتے بولا اسکے چہرے سے کٹس کے سٹیکرز اتارے تو وہ خود کھکھلا دیا سے بہت ہنسی آرہی تھی لیکن اچھا ہوا کہ اسکی ایکٹنگ جھوٹی نہیں لگی۔

"بس اب دیکھنا کیسے وہ بد تمیز چھوڑتا صحیح سلامت نگین کو" وہ ابرار کے سینے سے لگتی مسکرا کر بولی۔

"تمہاری باتیں بتا رہی ہیں کہ ہمت شمت کوئی نہیں ہے اسکی کسی کو کچھ کہنے کی" وہ اسکے سر پر بوسہ دیتا بولا۔

"تو اور کیا۔۔۔ ایک نمبر کا دل کا کمزور ہے یہ۔۔۔ نگین بالکل سیف ہے گر نئی لے لو وہ اسے چاہ کر بھی نہیں کچھ کہہ سکے گا اسکے اندر جگر انہیں" وہ ہنستی بولی۔

"بس پھر اب اسکاری ایکشن چاہیے اور تمہیں میراری ایکشن جھیلنا ہوگا" زو معنی انداز میں اسے باہوں میں اٹھا گیا۔
"نہیں نہیں مجھے نہیں چاہیے۔۔۔" وہ ہنستی اسے روکنے لگی۔

"نانا میں تو اپنی جانم کو اسکی اتنی اچھی ایکٹنگ پر صلہ ضرور دوں گا" وہ اسکی گال سے ناک رگڑتا بیڈ پر لایا۔
"ناشاہ" وہ کھکھلاتے بولی۔ اور وہ اسکی انگلیوں میں انگلیاں الجھاتا سارے راستے بند کر چکا تھا۔



"بہت چاہتے ہو اسے؟" احتشام ملک نے اس کو دیکھتے پوچھا۔

"آپ کو کیا الگتا بابا" صارم نے انہیں دیکھتے کہا۔

"میرا بیٹا مجنوں بنا ہوا ہے اور کیا" وہ ہنستے بولے کہ صارم بھی مسکرا دیا۔

بسما بھٹی

دل جانر من رقصہ

"مجھے نگین کی ٹینشن نہیں میرے دوسرے بیٹے نے اسکی سلامتی کی گارنٹی لی ہے اور میرا یہ والا بیٹا مجھے یہ گارنٹی دے کہ وہ سمیہ کو خوش رکھے گا" انہوں نے مسکراتے کہا۔

"بابا۔۔ کیا ایسا ہوگا؟؟؟" وہ آگے کو سامنے رکھتا بولا جو ہوا تھا راز کھلا تو سمیہ کی فیملی ہاں کرنے سے تورہی۔

"بلکل میرے شہزادے" وہ اسے پر عظم انداز سے بولے۔ تو صارم نے آمین کہا۔ مشکل ضرور تھا مگر اسے یقین تھا

کہ وہ ضرور اپنی اینجل کو اپنالے گا

دل میں بسنے لگے ہیں چپکے سے

دھڑکنوں سے کھیل رہے ہیں

سانسوں کو الجھا رہے ہیں

کچھ خاص لوگ

دل میں رہ کر

دل قق بے قرار کر رہے ہیں

کیا ممکن نہیں۔۔۔

اسے پالینا سب سے چھپا لینا

پھر ساری زندگی اپنی چاہتوں میں بگھودینا

دل میں بسنے لگے ہیں کچھ لوگ

Page 242 of 350

دھڑکنوں سے کھیل رہے ہیں

♥ بارہا تجھ سے کہا تھا مجھے اپنا نابنا ♥

♥ اب مجھے چھوڑ کے دنیا میں تماشا نابنا ♥

”یہ کون ہے سمیہ؟“ رجب بیگم جو اسے بلانے آرہی تھیں ایک دم ٹھٹھک گئی کیونکہ سمیہ کسی لڑکے کی تصویر کو گھور رہی تھی اور وہ اپنے کمرے کا دروازہ بند کرنا بھول گئی تھی اور اتنی مگن تھی صارم کو دیکھنے میں کہ معلوم ہی ناہوا کہ اس کی ماں پیچھے آچکی ہے۔

سمیہ نے ہوش میں آتے ہی پلٹ جردیکھا ہاتھ سے ایک دم موبائل چھوٹ کر بیڈ پر گرا۔ سانس اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے ہی رہ گئی وہ اپنے رنگ اڑے چہرے کے ساتھ اپنی ماں جو دیکھ رہی ہے ہی یقیناً اسکی ماں اسے غلط سمجھے گی۔

”یہ کون ہے؟؟؟“ بتاؤ ”وہ دروازہ بند کرتی اسکے پاس آکر دوبارہ بولیں

”م۔۔۔م۔۔۔ما۔۔۔ما۔۔۔“ وہ ”اس سے بات نہیں ہو رہی تھی۔ خوف سے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔

”کون ہے یہ لڑکا؟ کب سے چل رہا ہے یہ؟؟؟“ بات بھی کرتی ہو کیا؟ ”وہ خود پریشان اور حیران کے ملے جلے تاثرات سے اس سے پوچھ رہی تھیں۔

”ما۔۔۔ما۔۔۔میری بات سنیں۔۔۔ مجھے غلط مت سمجھنا“ وہ ہمت کرتی انکے سامنے کھڑی ہوئی۔

”کیا غلط نا سمجھوں سمیہ؟؟؟ اور کیا سمجھوں؟؟؟ یہ جو دیکھا ہے کیا ہے؟؟ کب سے ہے؟؟؟ اور کیا چل رہا ہے؟“ وہ نیچی آواز میں غرائی

”ما۔۔۔ ما۔۔۔ یہ ص۔۔۔ صا۔۔۔ صارم مم۔۔۔ ملک ہے۔۔۔“ وہ سر جھکا کر ہکلا کر بولی آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں تھیں اس کی ماماں اسے بد کردار تو نہیں سمجھے گی نا!۔

”کون صارم ملک؟؟؟ ہم تو جانتے نہیں۔۔۔۔ تم کیسے جانتی اسے کون ہے یہ؟؟؟“ وہ دوبارہ اسکا بازو جھنجھوڑ کر بولیں۔

”مام۔۔۔۔۔ ما۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ ف۔۔۔۔۔ فیس۔۔۔۔۔ فیسبک۔۔۔۔۔ ملی تھی۔۔۔۔۔ ہم۔۔۔۔۔ ماری دوستی۔۔۔۔۔ وہیں ہوئی تھی“ وہ سر جھکائے ہکلاتے ہو کر رہی تھی۔ ڈر سے اسکا جسم لرز رہا تھا۔ وہ کافی غلط انداز میں اپنی ماں کے سامنے ائی تھی اس نے نہیں چاہا تھا کہ اس کی محبت یوں آشکار ہوگی

”چٹاخ“ ایک بھرپور تھپڑ سمیہ کو لگا جس سے لہراتی وہ بیڈ پر گری۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

”تم۔۔۔۔۔ نے۔۔۔۔۔ ایک دفعہ نہیں سوچا کہ تم کس کی بیٹی ہو؟؟؟ عزت داریٹیاں ایسے فیسبک پر دوستیاں کرتی ہیں؟؟؟ یوں ماں باپ کا جنازہ نکالتی ہیں؟ تمہاری تربیت میں میں نے کہاں جھول دے دی“ وہ خود بھی دکھ سے روتی بیڈ پر بیٹھتے ہو کر رہی تھیں۔ ابھی تو انہوں نے اسے ایس دیکھا تھا اگر اسکے باپ کو بھائیوں کو معلوم ہوا تو کیا ہو گا؟ وہ تو بخشش گے نہیں! وہ انے وا کے وقت سے بے حد ڈر گئیں۔

”نہیں ماما۔ آپکی قسم۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ آپ کی عزت سے بڑھ کر کچھ نہیں“ وہ فوراً سے انکے قدموں میں بیٹھ گئی تھی اسے اپنی ماں کی یہ غلط فہمی دور کرنی تھی۔

”کیا نہیں ہے سمیہ؟؟؟ تمہیں معلوم نہیں کہ یہ گناہ ہے؟؟؟ جب جب تم نے اس لڑکے سے بات کی ہوگی تب تب فرشتے تمہیں گنہگار لکھیں گے؟؟؟ کیا وہ محرم ہے تمہارا جس سے بات کرتے تمہیں شرم نہیں آئی؟؟؟ کیسے ہمت آگئی تم“ وہ اسکے ہاتھوں کو جھٹک کر بولیں جو اس نے انکے گھٹنوں پر رکھیں تھے۔

”ماما۔۔۔ خدا کا واسطہ ہے مجھے غلط نا سمجھے آپکی بیٹی بے شرم نہیں“ وہ روتے ہلکی آواز میں نفی کرنے لگی۔

”ہماری غلطی ہے سمیہ۔۔۔ ہم ماں باپ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بچے ہمیں دھوکہ نہیں دیں گے ہماری عزتوں سے نہیں کھیلیں گے۔۔۔ مگر بھول جاتے ہیں کہ ہماری لاپرواہی کس موڑ پر لاسکتی ہے۔۔۔ ابھی تم بات کرتی ہو میں نا دیکھتی تو تو آگے کا کیا سوچتی؟؟؟“ وہ ہلکی آواز میں اس پر غرائی۔ وہ دونوں چاہ کر بھی آوازیں اونچی نہیں کر سکتی تھیں یہ راز دونوں میں تھا۔

”ماما۔۔۔ میں نے کبھی آپکی عزت پر بات ناانے دی ہے نادوں گی۔۔۔ میں مانتی ہوں مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں انکی طرف ایٹریکٹ ہو گئی لیکن میں نے انکو یہی کہا وہ میرے لیے رشتہ لائیں“ وہ اپنی طرف سے سمجھانا چاہ رہی تھی لیکن اسکی زبان اور دماغ ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

”تم میرے سامنے کیسے بے شرمی سے بتا رہی ہو کہ تم نے اس سے رشتہ لانے کی بات کی۔۔۔۔“ انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ انکی بیٹی ایسی حرکت کر سکتی تھی دوسروں کو بتانا کہ اللہ نے انہیں بہت خوبصورت اولاد دی ہے وہ اگر ناجان پاتی تو ان کی اولاد کیا کرتی؟؟؟

”اما۔۔۔ میں گنہگار نہیں۔۔۔ مجھے غلط مت سمجھیں“ وہ انکے سامنے ہاتھ جوڑ گئی

”ایک بات یاد رکھنا سمیہ اگر مجھے اللہ نے دکھایا ہے ناکہ تمہاری بیٹی کیا کر رہی ہے تو اسکا مطلب تم غلط ہو یہ راہ و رسم بنانا کج کے گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔۔۔ اور تمہیں اللہ کا شکر ادا کرو کہ تمہارے بھائی اور باپ نے نہیں دیکھا۔۔۔ میں تمہیں ایک مرتبہ کہوں گی اور امید ہے کہ سمجھو گی“ وہاں اس کی آنکھوں میں دیکھتی بول رہی تھیں آنکھوں میں شناسائی زرا نہیں تھی۔ سمیہ نے آنسو صاف کرتے انکو دیکھا نجانے کیا کہنے لگی ہیں اب۔

”اگر وہ لڑکا سچا ہوا تو تم سے باتیں کم کرے گا اور تمہیں اپنانے کیلئے محنت کرے گا۔۔۔ تم اس سے بات نہیں کرو گی۔۔۔ اس لڑکے میں اتنی پاور ہونی چاہیے کہ تمہیں حاصل کر سکے۔۔۔ کسی کے سامنے بچھتے نہیں ہیں نا ہی اپنی قدر گناتے ہیں۔۔۔ تم اس سے نابات کرو گی نا کوئی اور عمل کرو گی۔۔۔ اس سے پہلے کہ میں سختی سے پیش آؤں سدھر جاؤ“ وہ اسے غصے سے کہہ رہی تھیں مگر آواز ہستہ تھیں۔ سمیہ نے بے یقینی سے انہیں دیکھا اور سر جھکا لیا وہ صارم کی ناراضگی سہ لے گی ماں کی نہیں بھلا والدین کو رسوا کرنے والی اولاد خوش کہاں رہتی ہے۔

”اپنا سیل دو“ وہ اسے دیکھتی غرائی۔

”اما۔۔۔ مجھ پر یقین کریں۔۔۔ جیسا آپ کہیں۔۔۔ مگر ایسے سیل کے کر مجھ سے اپنا یقین نالیں۔۔۔ ایسے مجھ سے امیدنا توڑیں“ وہ دوبارہ تڑپتی بلکتی کہنے لگی۔

”اگر تمہیں پاس ہوتا ہماری عزت کا ہماری لان کا تو یہ قدم اٹھاتی نا اس کے ساتھ دوستی نا کرتی۔۔۔ سہی کہتی تھی ماں جی (رجب بیگم کی ساس) جب بچے جوان ہو جائیں تو والدین کی لان بچوں کی ہتھیلیوں میں آجاتی ہے چاہے تو سنبھال لیں چاہے تو روندھ دیں“ وہ اس پر نگاہ غلط ڈالتی کمرے سے واک آوٹ کر گئیں۔ پیچھے سمیہ کی ہچکیاں تھیں اور آنسو وہ انجانے میں تکلیف دے گئی۔ اس نے ایک دفعہ نہیں سوچا کہ اسکے والدین کی عزت ہے قیمتی اثاثہ ہے۔ وہ روتی سرگھٹنوں میں دے گئی۔ اس نے بالکل ایسا نہیں چاہا تھا کہ اسکی چاہت ایسے سامنے آئے اور گناہ کار نگ ہو جائے۔ ہاں اسکی محبت تو نایابی نا۔ اسلام میں بھی محبت وہی ہے جو نکاح کار نگ اختیار کرے۔۔۔ نکاح سے پہلے پسند چاہت سب بیکار ہے۔

”ہوس کی کئی قسموں میں سے ایک قسم یہ ہے کہ دونامحرم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں“ کتنا گناہ کرتے ہیں۔ محبت پر اختیار نہیں ہوتا وہ ہو جاتی ہے کی نہیں جاتی مگر پاک اور جائز محبت وہی ہے جو نکاح کے روپ میں ملے۔ لیکن لوگ سمجھتے نہیں اور دل لگی کرنے سے باز نہیں اتے۔

READERS CHOICE

♥ میں لکھ دوں آسماں پر یہ ♥

♥ کہ پڑھ لے گا جہاں سارا ♥

♥ ہونا اب ہوگا کبھی ♥

♥ یہاں ہم دوسادو بارہ ♥

"کیسی ہو؟" ٹیرس پر کھڑے ایک ہاتھ سے موبائل کان سے لگائے دوسرے سے چائے کاسپ لیتے مسکرا کر پوچھا۔

“اللہ کا کرم آپ سنائیں" وہ بھی مسکراتی بولی وہ اب مسکراتی ہی تھی شکر کرتی تھی کہ اسکی تڑپ اپنی بہن کی طرح طویل نہیں تھی وہ ہر نماز میں ہر دعا میں اپنے رب کا شکر کرتی تھی جس نے راحم کا دل اپنی بدلتا تھا محبت نا صحیح وہ اس کی چاہت کی قدر کرتے اسکے ساتھ کو قبول کیا۔

“میں نے سوچا اپنی زوجہ محترمہ سے بات کر لی جائے" وہ بھی اس رشتے جو قبول کرنا چاہتا تھا وہ بیوقوف نہیں تھا ایک سراب کے پیچھے بھاگتا وہ جا کی چاہ کر رہا تھا وہ تو کسی اور کی امانت تھی اور جو اسکی محرم تھی اسے وہ انور کرتا چاہے جیسے بھی وہ اسکی زندگی میں آئی لیکن ہاں اللہ نے اسکا محرم بنا جاتا تھا وہ اسکی چاہت کو گہرائی سے محسوس کر رہا تھا وہ کم سے کم عزے دے سکتا تھا اسے وفاداری دے سکتا تھا۔ سو وہ بس اب کوشش کر رہا تھا کہ انعم کا عادی ہو جائے ورنہ صنم تو دل میں قبضہ جما کر بیٹھی تھی پر اسے نکالنا تھا اپنی بیوی کی خاطر جو اسکے ساتھ کو دل سے قبول کر چکی تھی

“بسم اللہ جی۔۔۔ میرے بھاگ کھلے۔۔۔" وہ اسکی بات پر کھلکھلاتی بولی۔

“ہاں نا۔۔ ہونا بھی چاہیے۔۔ آخر کو راحم چودھری نے کال کی آپ کو چھوٹی بات تھوڑی" وہ بھی مسکراتا سپ

لیتا بولا

”چائے پی رہے ہیں؟“ وہ اسکے سپ کی آواز پر بولی خود وہ بیڈ پر بیٹھی تھی۔

”ہاں۔۔۔۔۔ پتہ لگ گیا آ جاؤ پی کو“ وہ ایسے ہی بات کو بڑھارہا تھا ورنہ کون اپنی بیویوں سے ایسے ٹھنڈے انداز سے بات کرتا ہے پر یہ بھی تو بات تھی ناکہ وہ کونسا اس کے گوڈے گوڈے محبت میں ڈوبا تھا اور اب وہ کوشش کر رہا تھا سب سنوارنے کی تو کیا حرج چاہے جیسے بھی بات کرے۔

”نہیں جب پاس ہوں گی تب پلائیے گا تب انکار نہیں کروں گی ابھی دسترس میں نہیں آچکے“ وہ مسکراتی آنکھیں بند کرتی ہوئی۔

”وہ شرم سی نہیں اتنی مطلب اتنے آرام سے مجھ سے کہ دیتی ہو جو دل کا حال ہو“ وہ حیران ہو رہا تھا کہ یہ لڑکی آرام سے اپنی فیلنگز کا اظہار کر دیتی ہے۔

”کیوں شرمانا کیا؟ آچکے لیے جز بات ہیں آپکو نہیں کہوں بی تو کسے کہوں گی؟؟ یہ تو غلط ہونا کہ جس کی بات ہو اسے نہیں معلوم باقی سارا جہاں جانے“ وہ ہنسی ضبط کرتی ہوئی۔

”اچھا جی۔۔۔۔۔ زرا میرے سامنے کبھی بات کرنا تب دیکھوں گا کہ کیسے زبان چلتی ہے“ وہ ہنستا اسے بتانے لگا۔

”ڈر رہے ہیں؟؟؟ کہیں خطرناک تو نہیں؟“ وہ بھی اسکی ہنسی کا ساتھ دیتی ہوئی۔

”بن جاتے ہی ہم اس میں کیا“ وہ اسکی ہنسی کو ل میں اترتا محسوس کرتا بولا۔

”اچھا یہ بتائیں شاعری پسند ہے؟“ وہ بات کو طول دیتی ایک نئے ٹوپک کو چھیڑ چکی تھی۔

”ہاں پسند ہے۔۔۔ میں کبھی فارغوں تو سن کیتا ہوں“ وہ نجانے کیوں جھوٹ بول گیا اسکے سامنے بھی جب نہیں پسند تو نا کر دیتے مگر نجانے دک کو کیا ہوا جھوٹ بلا دیا۔

”اچھا۔۔۔ واؤ۔۔۔ مجھے خود بہت پسند۔۔۔ اور پروین شاکر اور وصی شاہ میرے فیورٹ ہیں“ وہ یک دم خوش ہوئی کہ دونوں میں یہ بات مشترک ہے۔

”اچھا چلو سناؤ کوئی مزے کی“ وہ اسکی ہنسی سے مسمرائز ہو رہا تھا وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ مسکراتی کیسا ہے اتنا پیارا ہنستی تھی وہ

”شرط یہ ہے کہ آپ بھی سنائیں گے“ وہ ایک ادا سے بولی۔ اور اسکی ادا وہ اپنے کانوں سے دل تک محسوس کر گیا۔ یہ نکاح کا خوبصورت رشتہ ہی ایسا تھا کہ اسکے ہر جذبے کی قدر کر رہا تھا۔

”اوکے چلو سناؤ“ وہ کرسی پر بیٹھتا بولا۔

”اوکے پروین شاکر کا سناتی میں۔۔۔۔

♥ جہاں سوال کے بدلے سوال ہوتا ہے ♥

♥ وہاں سے محبتوں کا زوال ہوتا ہے ♥

♥ کسی کو اپنا بنانا ہنر ہی سہی ♥

♥ کسی کا بن کے رہنا کمال ہوتا ہے ♥

READERS CHOICE

وہ تو اپنی رو میں بول گئی مگر راحم کو یوں لگا جیسے اسکے جذبات کی ترجمانی کی ہے وہ اسکا بننے کی کوشش ہی تو کر رہا تھا یقیناً وہ اسے معتبر رکھتی ہوگی

”سنائیں آپ!“ وہ اسکی خاموشی پر بولی۔

”ہاں۔۔۔۔۔ اوکے۔۔۔“ وہ فوراً سے گوگل کھولتا بوکا۔ اب بات کہی تھی تو پورا تو اترنا تھا نا۔

”میں وصی شاہ کا سناتا ہوں۔۔ اسکی یہ غزل مجھے پسند ہے“ اس نے ایک سامنے کی غزل اٹھائی اسے تو معلوم ہی نہیں

تھا کہ کیا ہے اس میں اور یہاں تک کہ وہ وصی شاہ کا نام پہلی بار اسکے منہ سے سن رہا تھا اور یہ نام ٹائپ کر دیا۔

”اوہ۔۔۔ سنائیں“ اسکی دلچسپ سی اواز مائیک سے گونجی وہ ہنس دیا اسکی ایکسائٹمنٹ دیکھ کر۔

“

اپنے احساس سے چھو کر مجھے صندل کر دو

میں کہ صدیوں سے ادھورا ہوں مکمل کر دو

نا تمہیں ہوش رہے نا مجھے ہوش رہے

اس قدر ٹوٹ کے چاہو مجھے پاگل کر دو

تم ہتھیلی کو مرے پیار کی مہندی سے رنگو

اپنی آنکھوں میں میرے نام کا کاجل کر دو

دھوپ ہی دھوپ ہوں ٹوٹ کر برسو مجھ پر

🔥 میں تو صحر اہوں مجھے پیار کا بادل کر دو 🔥

🔥 اسکے سائے میں میرے خواب مہک اٹھیں گے 🔥

🔥 میرے چہرے پر امیدوں بھرا آنچل کر دو 🔥

🔥 اپنے ہونٹوں سے کوئی مہر لگاؤ مجھ پر 🔥

🔥 اک نظر پیار سے دیکھو مجھے گھائل کر دو 🔥

وہ بنادھیان دیے پوری غزل کہہ گیا مگر بے سے سکوت تھا۔ اس نے دیکھا کہ کہیں کاٹ تو نہیں دیا مگر کال پر تھی وہ۔ "ہیلو۔۔ سنی تم نے؟" وہ اسکے خاموش رہنے پر بولا۔ اس نے فوراً سے کال کاٹ دی۔ راحم نے حیرت سے دیکھا کہ کیا ہوا پھر غزل کو ویسے سامنے کیا کہ کیا ہے غزلوں میں ایسا کہ لوگ پاگل ہو جاتے اور جب اپنی ہی پڑھی کوئی غزل کو غور سے پڑھا تو سمجھ آیا کہ وہ پگلی شرم سے ہی کال کاٹ گئی راحم چودھری نے غزل ہا ایسی سنائی تھی وہ بچار خود بھی سرخ ہو چکا تھا۔

اور ادھر انعم کا حال برا تھا اسے نہیں معلوم تھا بیوقوف یہ غزل شروع کر دے گا۔ ساری غزل وہ سانس روکے دل کی دھڑکن کو کانوں میں محسوس کرتی سن رہی تھی اور آخری شعر پر اس کی بس ہو گئی تھی وہ سرخ ہو چکی تھی۔ اور بنا کچھ کہے کال کاٹ دی۔ اتنی ہمت نہیں تھی کہ سنی اسے مزید۔ وہ موبائل سینے سے لگائے آنکھیں بند کر دیں۔ دل دھک دھک دھک کر رہا تھا۔ اپنے ہاتھ کا پنجا بنا کر دل کے مقام پر رکھا کہ تم تو شور مارتے۔

”بیوقوف۔۔۔ جب غزل نہیں اتی تھی تو انکار کر دیتے" وہ اسے کوس رہی تھی اسکے پڑھنے کا انداز بتا چکا تھا کہ شاعری میں دلچسپی نہیں رکھتا۔

”♥ یہ کیا ہے؟“ وہ سرخ رنگ کی شلور قمیض کو دیکھتی بولی۔

”ہمارا نکاح ہے آدھے گھنٹے میں اسے پہن کو" وہ مصروف سے انداز سے کہتا واپس پلٹا۔

”میں تمہارا قتل کردوں گی اگر تم نے ایک قدم بھی باہر نکالا مجھے جواب دیے بغیر" وہ اٹھ کھڑی ہوئی کل ہی تو رضائے اسکی ٹانگیں اور بازو کھول دیے تھے۔

وہ رکاتا تھا مگر پلٹا نہیں اسے بہت پسند تھا نگین کا یہ روپ اسنے دیکھی تھیں بے باک بے حیا منہ پھٹ لڑکیاں مگر نگین کا اٹیٹیوڈ اس کے دل پر وار کرتا تھا وہ مانتا تھا کہ نگین ایک زبردست لڑکی ہے۔

”تم۔۔۔ اوقات ہے مجھسے نکاح کی؟؟؟۔۔۔ منہ دھو کے رکھو اپنا۔۔۔ یقیناً آج شیشہ نہیں دیکھا تم نے" وہ دھاڑی تھی پیچھے سے۔

”اوقت کی بات نہیں کرنی۔۔۔۔ مس نگین یہ اوقات کی ہے جس کی وجہ سے تم زندہ۔۔۔ سلامت کھڑی ہو" وہ پلٹتا دانتوں کو پیس کر بولا۔

”تمہاری سوچ ہے کہ میں نکاح کروں گی" وہ سرکونی میں ہلاتی بولی

”اور یہ تمہاری سوچ ہے کہ رضا فراز تمہیں ایسے ہی تمہارے بھائی کے حوالے کرے گا" وہ اسکے مقابل کھڑا ہوا۔

”تم میرے بھائی کو مار بھی دو تب بھی تمہارے نکاح میں نہیں۔۔“ وہ مزید بتی کہ اس نے کمر سے پکڑ کے قریب کیا اسکی آواز تو اسکی قربت پر بند ہو گئی۔ جب سے اسکے پاس تھی پہلی دفعہ وہ یوں قریب آیا تھا۔

”تم۔۔۔ مجھ سے آرگیکو کر رہی ہو؟؟؟ دل دیکھو اپنا۔۔۔ کیسے میرے قریب آنے پر دھڑک اٹھا ہے“ وہ اس پر تمسخراتی انداز میں ہنستا بولا۔

”د۔۔۔ دور ہٹو“ وہ آنکھیں جھکائے بولی۔

”تیار ہو جاؤ۔۔۔ رضا فراز جمالی اب کسی بھی صورت تمہیں چھوڑنے والا نہیں۔۔۔ دل آگیا ہے تم پر۔۔۔۔۔ جان وار دیں گے اور ساتھ تمہیں بھی لے اڑیں گے مگر کسی اور کے لیے تمہیں نہیں رہنے دیں گے“ اس صاف شفاف گردن پر انگلی سے لیر کھینچی کہ وہ اس میں سمٹ گئی۔ وہ مسکرایا اس کے سامنے بڑے بڑے دعوے کرنے والی دیک سی گئی تھی اسکے سامنے۔

”سانس لو“ وہ اسکے دل کے مقام پر انگلی رکھتا بولا۔ وہ تو مزید سمٹ گئی۔ سانس تو سینے میں اٹک گیا تھا۔

”سانس لو نکلیں۔۔۔۔۔ ورنہ مجھے دینا پڑے گا“ گردن سے ہونٹ کے قریب انگلی لاتے بولا تو وہ سٹیٹاتی گہرے

سانس لینے لگی وہ ہلکا سا قہقہہ لگا گیا

”تیار ہو جاو ورنہ میں خود تیار کروں گا۔۔۔ پھر شکایت ناکرنا کہ نکاح سے پہلے ہی تمہیں دیکھ کیا“ آنکھ دباتا شرم کی حدیں پھیلا نگ گیا تھا اس وقت ضروری تھا وہ محترمہ اسے ایزی لے رہی تھیں۔

اس کو چھوڑتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ اور اس وقت پہلی دفعہ کمرے میں روشنی ہوئی تھی کہ اس نے دھڑکتے دل سے آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔ آنکھیں کھولیں تو کمرے کی اطراف میں گھمائیں۔ جہاں ایک ٹوئٹ ٹھا اور ایک ہی بیڈ باقی سارا کمرہ براؤن پیٹ سے رنگا تھا۔ کیا عجیب و غریب بند تھا یہ۔ وہ جھرجھری کے گئی مگر نظر سامنے گئی جہاں اسکا ڈریس موجود تھا وہ کیا کمرے وہ بد تمیز کچھ بھی کر سکتا تھا۔

وہ خوف کے تاثرات لیے ڈریس اٹھا کر واشروم میں گئی اب اسکے دماغ میں بھی کچھ چل رہا تھا ایسے کیسے رضا کو وہ اپنی کرنے دے۔

فلک پہ چاند کے ہالے بھی سوگ کرتے ہیں

جو تو نہیں تو اجالے بھی سوگ جرتے ہیں

نگر نگر میں وہ پھیلے ہیں ظلم کے منظر

ہماری روح کے پھائے بھی سوگ کرتے ہیں

اسے کہو کہ ستم میں کچھ کمی کر دے

کہ ظلم توڑنے والے بھی سوگ جرتے ہیں

تم اپنے دکھ پر اکیلے نہیں ہو افسردہ

ہمارے چاہنے والے بھی سوگ کرتے ہیں،

READERS CHOICE

”تم سے یہی امید تھی“ وہ مسکراتا اسے جلانے کا کام کر چکا تھا وہ اس وقت اس کے سامنے نکاح کے جوڑے میں ملبوس بنامیک اپ کے بھی قیامت لگ رہی تھی۔ نگین نے اس کو دیکھنا بھی گنوارا نہیں کیا البتہ چہرہ اسپاٹ تھا اور نظریں سامنے کسی نقطے پر تھیں

”آفٹریو“ وہ مسکراتا اس دروازے کی طرف اشارہ کرتا بولا۔ وہ اس کی آواز پر آگے بڑھی کے اس نے بازو کھینچا۔ نگین کی پشت رضا سے لگ چکی تھی

”مجھے دھوکہ دینے کی کوشش نا کرناگی، میں تمہیں مر کر بھی چھوڑنے والا نہیں“ اس کے کان پر لب رکھے وہ دھیمی آواز سے سحر پھونک رہا تھا۔

وہ طنزیہ ہنسی۔ اور جھٹکے سے بازو چھڑوا یا۔

”مجھے کسی کی فطرت اپنانے سے سخت نفرت ہے“ وہ سامنے دیکھتی نفرت سے بو کی اور آگے بھر گئی پیچھے وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔ اور اس کے پیچھے چلا۔

”نگین ملک بنت احتشام ملک آپ کا نکاح رضا فراز بن فراز جمالی سے دس ہزار سکہ رائج الوقت طے پایا ہے قبول ہے“ مولوی نے نکاح کیلئے کہا۔ نگین خاموش تھی مگر دل دعا کر رہا تھا کہ کچھ معجزہ ہو جائے یا کچھ ایسا ہو کہ یہ نکاح نا ہو وہ دھوکے سے سب کر رہا تھا اسکی عزت کو داؤ پر لگا چکا تھا۔ اس نے ایسا ساتھ نہیں مانگ تھا اس کا جس میں عصمت پر سمجھوتا کیا جاتا۔ وہ تو عزتوں کی پیروی کرنے والوں میں سے تھی۔ اس نے سوچا ضرور تھا محبت ضرور کی تھی رضا

سے مگر بے عزت ہونے کیلئے نہیں۔۔۔ اپنے باپ بھائی کی نظریں جھکانے کیلئے۔۔۔ وہ اندر سے تڑپ رہی تھی کہ بیشک سانسیں تھم جائیں مگر یہ ناہو۔

رضا مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا اور انتظار تھا کہ وہ فٹاٹ ہاں بول۔ دے وہ سوچ چکا تھا کہ وہ ابرار کو دے دے گائیں مگر اپنی بنا کر کم سے کم بعد میں کوئی مکرے گا نہیں وہ جب چاہے اسے اپنالے گا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دیتی۔

"رضا" ایک دم دھاڑ گونجی۔

رضانے پلٹ کر دیکھا تو فراز جمالی ساتھ ابرار صارم اور پیچھے ہی صنم موجود تھی۔ رضا فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ نگین نے جھٹکے سے سامنے دیکھا۔

"کینے" صارم نے دیکھا کہ وہ اسکی بہن سے نکاح کر رہا تھا وہ تحش کے عالم میں اس کی طرف بڑھا مگر ابرار نے ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"چھوڑ مجھے میں اسکو زندہ نہیں چھوڑوں گا" صارم دھاڑا۔

رضا کے کچھ دوست تھے مولوی تھا بس یہ تھے گواہ۔

فراز جمالی آگے بڑھے اور رکھ کر تھپڑ مارا۔

رضا شرم سے سر جھکا چکا تھا۔

"تم۔۔۔ اس حد تک جاؤ گے۔۔۔ مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔۔ بے شرم بیغیرت۔۔۔ تم ایک معصوم کی عزت سے کھیل گئے؟" وہ دوبارہ گرجتے اسے مارنے کو آگے بڑھے۔ اور پے در پے تین تھپڑ وہ لگا چکے تھے۔

"صارم" وہ دوڑ کر صارم کے سینے سے لگی اور پھوٹ پھوٹ کر رودی وہ بھی اسے سینے میں بھینچے رو دیا۔

"تمہیں شرم نہیں آئی رضا۔۔۔ یہ حرکت کرنے کیلئے؟؟؟ تمہیں ڈر نہیں لگا کہ خدا کو منہ دکھانا ہے؟ کسی کی عزت کو مٹی میں ملانا چاہو گے تو خود بھی مٹی میں مل جاؤ گے" صنم پانی سے بھری آنکھوں سے افسوس سے بولی۔

"صنم۔۔۔ میں۔۔۔ تمہارے ساتھ غلط ہوا تھا" وہ تڑپ گیا تھا کہ جس کیلئے کیا وہی اس کے خلاف تھی۔

"تو اس کا مطلب تم اس غلطی کو گناہ بنا کر کرو گے؟؟؟ غلطیاں سدھارتے ہیں یا گناہ میں بدلتے ہیں؟" وہ دوبارہ اس پر چیخی اسے شک تھا کہ کہیں اس کا بھائی دماغ سے پیدل نہیں ہو گیا!۔ وہ تو گرنی دے رہی تھی کہ نگین صحیح ہو گی؟

مگر یہاں تو اسے ساری زندگی کی افیت دینے جا رہا تھا اسکی وزت، انا عصمت کردار پر بد کرداری کا ٹھپہ لگا کر۔

معاشرے میں یہ نہیں کسی نے دیکھا تھا کہ لڑکی کڈنیپ ہوئی ہے اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے دھوکہ ہوا ہے بس یہ دیکھنا تھا کہ وہ کتنی گناہ و ہوس کا نشانہ بنی ہے۔

"اس نے تمہیں تکلیف دی تھی صنم" وہ دوبارہ اس کے سامنے بولا اسکی بہن کیوں خلاف جارہی تھی۔

"یہ تم مجھ سے پوچھو کہ وہ کتنی قدر کرتا ہے میری۔۔۔ مجھے ایک بال کے برابر بھی تکلیف نہیں ہوئی۔۔۔ مگر تم نے؟؟؟ صرف اس لڑکی کو نہیں ہمیں بھی بہت تکلیف پہنچائی ہے رضا" اسکی آواز بھر آئی تھی۔

جب صارم نے دل کی تسلی کیلئے لوکیشن چیک کی اور وہاں کا پتہ لگوا یا تو اسے اسکی بہن کے نکاح ہونے کی خبر سنائی گئی تھی وہ تو غصے سے پاگل ہو گیا تھا اتنا بیغیرت تھا جو اس سے زبردستی نکاح کر رہا تھا صرف بدلے کیلئے؟ مرد نہیں تھا کیا جو عورت سے لڑ رہا تھا؟ اس نے سیدھا ابرار سے کہا تھا کہ وہ جارہا ہے اپنی بہن کو لینے مگر صنم نے بروقت روکا اور اسکی یہی رائے تھی کہ اگر رخصتا کو کوئی اس حرکت سے اس گناہ سے روک سکتا ہے تو وہ اسکا باپ ہے۔ بیشک مشکل تھا جیسے ابرار اسے کے کر گیا تھا اس کے بعد وہ فراز جمالی سے عزت کا تو تصور کرنے سے گئیے لیکن نگین کیلئے وہ انکی ہر سزا قبول کرنے کو تیار تھا۔

جب وہ گھر پہنچے تھے تو صنم کی تو دروازے پر ہی جان جا رہی تھی کہ نجانے ان کے ساتھ کیا سلوک ہو وہ ہمت کر کے اندر گئے تو سامنے ہی فراز جمالی زرین اور انعم لاؤنج میں بیٹھے چائے پی رہے تھے اور صنم کو یوں دیکھ کر اپنی اپنی جگہ حیران و بے یقینی سے کھڑے ہو گئے۔ فراز جمالی کا چہرہ غصے سے لال ہو چکا تھا کیونکہ سامنے ابرار شاہ سر جھکائے کھڑا تھا جس نے انکی عزت جو مٹی میں ملانا چاہا وہ ضبط کر رہے تھے ورنہ بس ناچلتا تو وہ شوٹ کر دیتے ابرار کو۔ صنم نے ہی ہمت کی تھی بات کرنے کی اور فراز جمالی کے تھپڑ کڑوی باتیں ابرار نے خاموشی سے سنی تھیں ناسر کو اٹھایا تھا نا آگے سے بات کی تھی اسکی زندگی ہی صنم تھی اسکے بغیر وہ جی نہیں سکتا تھا۔ اور جواب میں اسنے اپنی محبت اپن دل انکے سامنے کھول کر رکھ دیا تھا جس میں صرف صرف صنم ہی تھی اسی کی باتیں اسی کیلئے محبت۔ جتنی منت سماجت کے بعد فراز جمالی انہیں معاف کرنے پر رضامند ہوئے تھے اب یہ بات نہیں تھی کہ وہ چھوٹے دماغ کے مالک تھے وہ چاہتے تھے کہ ابرار آکر خود ان سے معافی مانگے کیونکہ وہ ابرار کی باتوں سے اور کچھ انہوں نے ابرار کے بارے میں

ساری انفارمیشن نکالی تھی تو وہ ہر لحاظ سے صنم کیلئے مناسب تھا۔ مگر جو اس نے راستہ اپنایا تھا وہ غلط تھا۔ انعم اور زرین تو خوب روئیں اور خوشی بھی بہت تھی کہ فراز نے کوئی سنگین قدم نہیں اٹھایا بلکہ یہ دیکھا کہ انکی سیٹیاں کہاں خوش رہ سکتیں ہیں۔

مگر جب صنم نے رضا کی حرکتیں بتائیں کہ ایک ہفتے سے صارم کی بہن کو کڈنیپ کر کے اپنے فارم ہاؤس میں رکھا ہوا ہے تو فراز جمالی کو تو یقین ہی نہیں آیا کہ یہ انکا بیٹا ایسی حرکت کر سکتا ہے؟ روز وہ اسے سمجھاتے تھے کہ تمہاری بہن کا معاملہ ہے اسکی محبت ہے ابرا اس سے جب تک بات نا ہو کوئی سنگین قدم نا اٹھانا مگر وہ انتہائی بزدلی کا مظاہرہ کرتے مرد کی بجائے صارم ابرا کی بجائے ایک معصوم عورت کو تکلیف کا نشانہ بنا چکا تھا۔ اور جب صارم نے مزید بتایا کہ وہ اپنے دوستوں کو بلا چکا ہے نکاح کے گواہ کے طور پر تو فراز جمالی نے بنا دیر کیے فارم ہاؤس کی طرف گاڑیاں گھمائیں تھیں وہ س آگے پیچھے نکلے تھے اور اب جب پہنچے تو خدا جا شکر ادا کیا کہ وقت پر آئے ورنہ وہ تو کام کر چکا تھا۔

"بابا۔۔۔" رضانے فراز سے کہنا چاہا۔

"بکو اس بند کرو۔۔۔ ہماری تربیت پر داغ ڈال دیا تم نے رضا" وہ دھاڑے افسوس انکی آواز باتوں میں جھلک رہا تھا۔

"انکل آپکی عزت کرتے ہیں کہ آپے اتنا سب کچھ ہولے کے بعد بھی ابرا کو کچھ نہیں کہا۔۔۔ مگر جو آپکے بیٹے نے کیا ہے اور جو کرنا چاہا ہے میں معاف نہیں کر سکتا۔۔۔ میری بہن کو یونیورسٹی سے اٹھا کر۔۔۔ وہاں بھی بدنام کیا۔۔۔ اور اتنے دن اپنے پاس رکھ کر ساری عمر کیلئے تکلیف دی ہے" وہ نگین کو ابھی بھی سینے ممسے کگائے قہر برساتی نظروں سے اسے دیکھ کر بولا

"بیٹا۔۔۔ میں۔۔۔ معافی چاہتا ہوں" فرار جمالی اس قدر شریف سیرت اور عاجزی والے شخص ہونے لگے یہ کسی نے نہیں سوچا تھا وہ خود کو جھکا رہے تھے کہ وہ ان پسند تھے۔

"بابا۔۔۔ نہیں۔۔۔ آپ کیوں معافی مانگے گے۔۔۔ اسے کہیے کے معافی مانگے اور اپنی شکل گم کر دے" صنم نے تڑپ کر باپ کے سینے لگتے کہا

"بابا۔۔۔ جانتا ہوں غلط کیا۔۔۔ غصے میں تھا۔۔۔ جو بھی ہوا۔۔۔ نہیں برداشت کر پایا کہ میری ایک بہن کے بد کے دوسری بہن قربان ہوئی" وہ بھی آخر میں دھاڑا حد تھی مسب اسے ہی غلط کہہ رہے تھے۔

"کیا؟؟ کیا مطلب؟" صنم نے نا سمجھی سے دیکھا۔

"اب کیوں سمجھ نہیں آرہی ہے؟؟؟ جب تمہیں اٹھا کر لے کر گیا تھا تو سوچا تھا ہم پر کیا گزرتی؟؟؟ ہماری عزتوں کی خاطر انعم نے اپنا آپ قربان کیا صنم۔۔۔ اس نے ہماری لاج رکھی تھی راحم سے نکاح جر کے اور کسی کو علم ہی ناہوا کہ گھونگھٹ کی آڑ میں صنم ہے یا انعم اور وہ چپ چاپ اپنے باپ کی عزت جو سنبھال گئی" وہ اس پر چیخ رہا تھا۔ صنم بی یقینی سے سن رہی تھی اس نے اپنے باپ کو دیکھا کہ کیا یہ سچ ہے تو وہ سر اثبات میں ہلا گئے

"نہیں بابا۔۔۔ ایسا۔۔۔ وہ۔۔۔ نہیں" وہ بوکھلا گئی بیک وقت اسکے سمانے ہنستی مسکراتی انعم کا اور بے حد محبت والی راحن کی آنکھیں گھومی۔ وہ تو اسے پسند کرتا تھا وہ انعم کو؟؟؟ یہ تو بے حد غلط ہوا۔ اسکی بہن... وہ کیسے سب کرے گی؟؟؟ ایک ایسے شخص کے ساتھ جو اسکا ہے ہی نہیں؟؟؟ بٹے ہوئے شخص کے ساتھ عورت جی نہیں پاتی۔۔۔ کیا وہ اسے طلاق؟؟؟ نہیں نہیں۔۔۔ وہ سوچوں کے جھکڑوں میں گرتی چلی گئی

"صنم۔۔۔ جانم" ابرار نے تڑپ کر اسے پکڑا جس کی آنکھیں کبھی بند تو کبھی کھل رہیں تھیں۔ وہ اس سے پہلے کے بیہوش ہو کر نیچے گرتی ابرار کی بازوؤں میں جھول گئی۔

"صنم" فراز نے تڑپ کر اپنی پیاری بہن کو دیکھا جس کے کیے سب کیا وہی رقصہ رہی تھی اور اب اسکی حالت۔ ایک دم ماحول پریشانی سے بھر گیا۔ ابرار اسے کیے باہر گاڑی کی طرف بھاگا۔ سب بھی اپنی گاڑیوں میں نکلے ابھی رضا کو دیکھنے کا وقت نہیں تھا ابھی صرف صنم ضروری تھی۔ اور رضا خانوش نگاہوں سے انہیں باہر جاتا دیکھتا رہا۔



“چودھری جی۔۔۔ مجھے حویلی جانا ہے۔۔۔ سمیہ کیلئے نور بھا بھی نے اپنے ازلان کیلئے رشتہ مانگا تھا اور میں نے سوچا تھا کہ راحن کے نکاح کے بعد بات جروں گی۔۔۔ مجھے قبول ہے یہ رشتہ۔۔۔ اپ بتائیںس "وہ بیڈ پر بیٹھیں ساکت نظر قس سے سامنے دیکھتیں بوک رہی تھیں۔

“ارے واہ۔۔۔ مجھے کیا اعتراض ہوگا۔۔۔ مجھے ازکان ویسے بھی بہت پسند ہے۔۔۔ سارا کچھ وہی تو دیکھتا ہے۔۔۔ سارے کام اسکے اندر ہیں۔۔۔ حویکی سے کے کر باہر تک۔۔۔ اور وہ سلجھا شریف ہے۔۔۔ دوسرا شہر سے ہی تو ڈاکٹر بن رہا ہے۔۔۔ مجھے تو بہت خوشی ہوئی۔۔۔ بس سمیہ سے پوچھ لینا "وہ مسکراتے خوشی سے بولے انہیں نوٹس نہیں کیا تھا کہ آج رجب بیگم زیادہ خاموش تھیں۔

“اس سے پوچھ لیا وہ میرے سامنے نہیں بوکے گی "وہ مکمل بات کر بدلتی لیٹنے کیلئے کنبل درست کرنے لگی۔

“اچھا چکوڈ ٹیس گڈ "وہ مسکرا دیے اور لائٹ اف کر دی خود بھی کیٹ گئے۔

دل جانر من رقصہ

غازی جوان سے دیا کیلیے بات کرنے آرہا تھا انکی باتیں سن کر وہی رک گیا اسے بہت خوشی ہوئی کہ از لان کا رشتہ ایا ہے اسے از لان کی پر سنلٹی بہت پسند تھی وہ انہیں قدموں سے واپس ٹا اور اب رخ سمیہ کے کمرے کا تھا جہاں وہ اسے یہ خبر دے سکتا۔



“دیباوہ سمیع کو تم بہت پسند آئی ہو وہ چاہتے ہیں کہ اسی ماہ منگنی رکھ دی جائے” وہ دیبا کے پاس بیٹھتے بولیں۔

“ماما۔۔۔ ویٹ۔۔۔ آپ نے مجھے تو یو چھا نہیں" وہ بوکھلا کر بولی ابھی کل تو غازی کو ہاں کی تھی

“تم نے ہی کہا تھا کہ جیسا ہم چاہیں۔۔۔ کیوں کوئی پر اہلم ہے؟“ وہ اب سنجیدگی سے اسکی طرف دیکھتے بولیں

“ما۔۔۔۔۔غازی پریوزڈمی” وہ سر جھکاتی بولی

“تم نے کیا کہا؟” انہوں نے اس کے چہرے کے تاثرات جانچتے ہوئے پوچھا۔

”میں نے کہا کہ میرے والدین جو کہیں ”وہ ہلکی سی مسکراہٹ سے بولی۔ اب کیا بتاتی کہ اسے اب وہ اچھا لگنے لگا

ہے؟

”انکار کر دو۔۔۔ ہمیں سمیج زیادہ پسند ہے ”وہ اپنا فیصلہ سناتی مکرے سے واک آؤٹ کر گئیں اور وہ ہونکوں کی

طرح انکو جاتے دیکھنے لگی۔ یہ کیا کیا اسکی ماں نے؟ وہ تو اسکی خوشی چاہتی تھی نا؟؟؟ پھر یہ کیوں؟؟ اسے اپنی ماں سے یہ امید نہیں تھی۔ اس نے اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا وہ غازی سے کیا کہے گی؟۔۔۔ اسے شاید اپنی مام کو سمجھانا چاہیے۔



"بابا۔۔۔۔۔ آپ مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔۔ میری وجہ سے وہ اس وقت اس حار میں ہے" رضانے اپنے باپ کے قدموں میں بیٹھتے کہا۔

وہ سب صنم کو لے کر ہسپتال آئے تھے۔ اور سب پریشانی سے کوریڈور میں موجود تھے۔

"میں تمہارا قتل کردوں گا رضا اگر اسے۔۔۔۔۔ زرا سا بھی۔۔۔۔۔ زرا سا بھی کچھ ہوا" ابرار دانت پیٹتا اس کے سر کو دیکھتے بولا۔ رضا خاموش رہا۔

"اندر پیشنٹ کے ساتھ کون ہے؟" اتنے میں ڈاکٹر باہر آئی تو سب چکنے ہوئے۔

"ہم سب ہی ہیں۔۔۔۔۔ وہ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ کیا ہوا ہے اسے؟" ابرار پریشانی سے بولا۔

"مسٹر ریلیکس۔۔۔۔۔ شی از فائن بس سٹریس یے کوشش کریں کہ وہ نادیا جائے۔۔۔۔۔ اور دوسری بات کو نگرٹس شی از ایکسیکٹنگ" وہ مسکرا کر کہتی اپنے روم کی طرف بڑھ گئی جبکہ ابرار شاہ بالکل جامد ہو چکا تھا۔ یہ خوشی کی خبر تھی لیکن سب کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیاری ایکٹ کرے۔

"مبارک ہو بچے" زرین نے نم آنکھوں سے ابرار کا ماتھا چوما نہیں عزیز ہو گیا تھا اپنا داماد جیسا بیٹا جس نے اکی بیٹی کو بہت محبت دی تھی۔ ابرار نے اسے حاصل چاہے غلط کیا تھا مگر جب معاف کر دیا تو پھر کسی گلے لی شکوے لی گنجائش نہیں تھی۔ انہوں نے اپنی انا عزت کا مسئلہ نہیں بنایا تھا انہیں عزیز تھی اپنی اولاد کی خوشی۔ وہ چاہتے تو ابرار سے دور بھی کر سکتے تھے مگر انہوں نے صنم کیلئے ابرار کو بالکل پر فیکٹ پایا۔ شاید کوئی اور انکی بیٹی کو ایسے دیوانہ وار ناچا ہتا۔

ابراہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی ہنسے یا کیا کہے پہلی دفعہ وہ باپ بننے جارہا تھا۔ وہ کیسے اپنے جذبات کو بیان کرے۔
 "جائیں دیکھیں آپ کو آپ اندر" انعم نے مسکرا کر ابراہ سے کہا جو بت بن چکا تھا اسے ہنسی آگئی کہ اتنا رعبدار بندہ اسکی حالت صرف اولاد کے نام پر یہ ہے جب اولاد آجائے گی تو گیا کام سے 😊۔

ابراہ ہوش میں آیا اور فرازالی کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہے تھے وہ سر جھکا گیا کیونکہ اسے لگا کہ اس نے غلطی کر دی صنم سے اتنی جلدی ریلیشن بنا کر، کم سے کم انکے والدین سے معافی تک کا تو ویٹ کرتا پر بیچارہ وہ بھی کیا کرتا محبت دسترس میں تھی اور تھی بھی محرم نہیں کنٹرول کر سکا اب اسے عجیب سی شرمندگی ہو رہی تھی۔
 فراز اسے دیکھ کر مسکرائے اور اٹھ کر اس کے پاس آئے۔

"برخوردار۔۔۔۔۔ مبارک ہو۔۔۔۔۔ جاؤ اس سے ملو" وہ اسکا کندھا تھپتھپا کر بولے۔ تو ابراہ نے سکون کا سانس خارج کیا اسے یقین نہیں آیا تھا کہ صنم کے والدین اتنے اچھے ہیں جنہوں نے بے ش ڈانٹا تھپڑ بھی مارا لیکن صنم کو دور کرنے کا ناسوچا نا اسی بات ہوئی بلکہ دل سے قبول کر گئے۔ کیا ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں دنیا میں جو انا کو سامنے نہیں رکھتے۔

اور ویسے بھی وہ رکھ بھی لیتے انا کو تو وہ بھی ابراہ شاہ تھا سلطان شاہ کا کلوتا وارث، شاہوں کی حویلی کا تاج وہ کہاں اپنی جانم کو چھوڑنے والا تھا۔

وہ مسکراتا دروازہ کھول کر اندر گیا جہاں وہ چھت کو نظریں لگائے نجانے کیا سوچ رہی تھی۔ وہ چلتا اس تک آیا اور اسکے پاس بیٹھ گیا۔

وہ ابھی بھی کہیں اور پہنچی ہوئی تھی۔

"جانم۔۔۔۔۔ شکر یہ" وہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتا بولا تو وہ ہوش میں آئی۔

اس نے ابرار کو دیکھا۔ اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"ارے جاناں۔۔۔۔۔ یہ آنسو کیوں؟" وہ تڑپ کر اسکے آنسوؤں لبو سے چن گیا۔

"ابرار۔۔۔۔۔ انعم کے ساتھ بہت غلط ہوا ہے۔۔۔۔۔ کیسے رہے گی وہ راحم کے ساتھ۔۔۔۔۔ وہ تو اسکا نہیں ہے۔۔۔۔۔

وہ کیسے سرواٹو کرے گی شاہ۔۔۔۔۔ میری بہن نے کیوں قربانی دی۔۔۔۔۔ مجھے مار دیتی مگر ایسے ناکرتی۔۔۔۔۔ مجھے رسوا

کر دیتی پر ایسے ناکرتی۔۔۔۔۔ وہ راحم۔۔۔۔۔ اس نے میرے لیا بھیجا تھا رشتہ۔۔۔۔۔ اس نے کبھی انعم کو ایسے نہیں دیکھا

۔۔۔۔۔ اور وہ اسکے نکاح میں؟۔۔۔۔۔ وہ کیسے برداشت کرے گا" وہ روتی بلکتی اسکے شانے سے لگ گئی۔

"ششششش۔۔۔۔۔ جانم۔۔۔۔۔ سنو۔۔۔۔۔ جو ہوتا ہے خدا کی مرضی سے ہوتا ہے۔۔۔۔۔ سب ٹھیک ہو گا۔۔۔۔۔ جوڑے

آسمانوں پر بنتے۔۔۔۔۔ عورت اسی کو سوچنی جاتی جس مرد کے نام لکھ کر آتی ہے۔۔۔۔۔ جیسے اماں ہو ابا با آدم کی پسلی سے

بنائی گئیں اور انکی شادی بھی ابا با آدم سے ہوئی۔۔۔۔۔ ویسے ہی ہر عورت اسی مرد کے نکاح میں جاتی ہے جس مرد کی

پسلی سے بنی ہو۔۔۔۔۔ یہ قانون ہے خدا ہے۔۔۔۔۔ آپ چاہ کر کسی کو حاصل نہیں کرتے۔۔۔۔۔ جسکا نام آپ کے ساتھ پہلے

ہی لکھ دیا جائے وہی ملتا ہے آپ کو" وہ اسکے پیالے کو ہاتھوں میں بھرتا محبت سے کہہ رہا تھا۔ اور وہ اسے غور سے سن

رہی تھی۔

"مگر۔۔ اس نے کبھی چاہا ہی نہیں انعم کو۔۔ وہ تو مجھے۔۔" ابھی وہ بول رہی تھی کہ ابرار نے اس کے لبوں کو گرفت میں لیا۔

"تمہیں صرف میں چاہ سکتا ہوں۔۔۔ کسی کی ہمت نہیں وہ ایسا سوچے بھی۔۔۔ ابرار شاہ اسکی ہستی مٹا دے گا سمجھی ! " وہ اس کے لبوں پر بار بار ہلکا ہلکا بوسہ دیتا کہہ رہا تھا۔

"شاہ سنو نا۔۔۔ مجھے اتنی ٹینشن ہو رہی ہے انعم کی اور آپ کو اپنی پڑی ہے " وہ اس کے چہرے کو ہاتھوں میں لے کر اپنے سامنے کرتی بوی کیونکہ وہ اس کے لبوں سے ہٹ جو نہیں رہا تھا۔

"تم سنو۔۔۔ میری بات۔۔۔ شکریہ مجھے اتنی پیاری خوشی دینے کیلئے " وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتا بولا۔ صنم نے الجھ کر دیکھا کہ کیا کہہ رہا ہے۔

"تم مجھے ایسے دیکھ رہی ہو جیسے تمہیں ڈاکٹر نے نہیں بولا " وہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر بولا۔
*کیا کیا کہا ڈاکٹر نے؟ " وہ بھی الجھ گئی۔

"وی آر گونگ تو بی پیرنٹس جانم " وہ اس کے ماتھے سے ماتھا جوڑتے سرشاری میں بولا اور وہ سن کر گنگ ہو گئی۔ اور شو کڈا سے دیکھا۔

"سچ۔۔ میں؟ " وہ حیرانی سے بولی اس کے اندر جو ایک دم سے جذبات کی لہر اٹھی تھی شاید کوئی بھی نا سمجھ سکے نا ہم سننے والے سمجھ سکیں نا پڑھنے والے ماں بن رہی تھی۔ اللہ نے اسے اتنی بڑی مسند پر بٹھانے کا سوچ لیا تھا اسے ماں جیسا

عظیم رتبہ دینے کا سوچ لیا تھا جسکے قدموں کے نیچے اللہ نے جنت رکھ دی ہے جسے سرتاپہ اپنی اولاد کیلئے رحمت بنا دیا جاتا ہے اللہ نے اسے انعام دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ نم سے بھری آنکھوں سے ابرار کو دیکھ رہی تھی۔

"بلکل۔۔۔ بلکل جانِ شاہ۔۔۔ مجھے اتنا پیارا احساس اتنی بڑی خوشی دینے کیلئے بے حد شکریہ میری جانم" وہ اسکے گالوں پر بوسہ دیتا بولا

صنم نے اسکے گرد باہیں پھیلا دیں اور اس نے محبت سے اپنی پناہوں میں سمیٹا۔

"بابا۔۔۔ ماما" وہ ایک دم چونک کر بولی اسے کتنی شرم آگئی کہ اسکے والدین کا کیاری ایکشن ہوگا؟ کیا سوچیں گے؟ "وہ اسلی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"وہ بہت خوش ہیں صنم۔۔۔ یہی حالت کچھ دیر پہلے میری تھی لیکن انکل نے مجھے بہت اس شرمندگی سے نکال دیا" وہ اسے مسکرا کر کہہ رہا تھا۔ صنم نے سکون کا سانس لیا۔
اتنے میں فراز اور زرین انعم آمد آئے۔ رضا نہیں آیا تھا۔

بارک ہو میرا بچہ "زرین نے محبت سے گلے لگایا تو وہ سمت سی گئی۔ فراز جمالی نے بھی محبت سے گلے لگایا اور کی نوٹس اس پر سے وار کر صدقے کے طور پر وہاں کے سوپرز کو دے دیے۔ پھر ابرار اور فراز جمالی مٹھائی کیلئے باہر گئے۔

صارم نگین کو لے کر گھر جا چکا تھا اسکی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ رکتی بخار سے برا حال تھا۔

انعم نے بھی بہت محبت سے اسے گلے لگایا مگر انعم کو دیکھ کر اسے پھر راحم کا خیال آیا۔

"انعم۔۔۔ تم نے کیوں" ابھی وہ اتنا ہی بولی تھی کہ انعم نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"نہیں۔۔۔۔ میں بہت خوش ہوں بہت زیادہ صنم آپ۔۔۔ سوچ بھی ناسکیں آپ" وہ سرگوشی کے انداز میں کہتی بلش کر گئی صنم نے حیرت سے اسے دیکھا اب خود بھی محبت کی راہی تھی سمجھ گئی تھی کہ اسکی لاڈلی بہن بیوقوف راحم سے محبت کر بیٹھی ہے۔ وہ مسکرائی۔ "اور راحم؟" اب اسے اس طرف کا ڈر تھا۔

"وہ بہت عزت کرتے ہیں میری آپ۔۔۔ محبت ہو جائے گی جب انہیں میری عادت ہو جائے گی۔۔۔ جانتی ہوں کہ وہ آپکو پسند کرتے ہیں مگر وہ بھی محبت ہوئی جس میں صلے میں محبت چاہیے ہوتی ہے؟ یہ محبت نہیں سودا ہو جاتا ہے۔۔۔ اور ہم دونوں محبت سے دور عزتوں کے رکھوالے ہیں" وہ محبت سے کہہ رہی تھی اسکے الفاظ میں کہیں جھوٹ یاد کھاوا نہیں تھا صنم نے محبت سے اسے سینے سے لگایا۔

"ماما۔۔۔ رضا؟" رضا کونا پا کر وہ بولی۔

"وہ گھر چلا گیا ہے تم سے ملنے کی اسے ہمت نہیں تھی صنم" وہ اداس ہی ہوتی بولیں۔

صنم نے سر جھکا لیا وہ کیا کہتی اب حرکت غلط کرے گا تو ایسا تو ہو گا نا۔

اور پھر اسے ابرار کا خیال آ گیا جسے وہ اسلی نشانی سونے کی۔ اسکی چاہت کی نشانی کو اسکی جنونیت کو جب وہ اس رات سہتی رہی تھی اسے معتبر کر دے گی۔ وہ سرخ گالوں سے مسکرا دی وہ اپنے شاہ کی پوری کی پوری ہو چکی تھی۔

READERS CHOICE

🔥 مجھے تم خاص بنادو 🔥

🔥 مجھے تم دھڑکن میں سدا دو 🔥

🔥 مجھے تم چھو کر پیار سے 🔥

🔥 میرا روم روم سرشار کر دو 🔥

🔥 میرا دل دھڑک اٹھے تمہارے نام سے 🔥

🔥 میری سانسوں پر ایسا اختیار کر دو 🔥

🔥 جی رہے ہیں فقط تمہارے لیے 🔥

🔥 میری زندگی کو اپنے نام کر دو 🔥

🔥 جھوم اٹھے سارا جہاں ہمیں دیکھ کر 🔥

🔥 مجھے خود میں ایسے سمیٹ دو 🔥

🔥 نادکھوں میں کسی بھی نظر کو 🔥

🔥 رکھ کر اکھیوں میں مجھے نایاب کر دو 🔥



"تم جھوٹ کہہ رہے ہونا؟" سمیہ کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ اسکی ماں نے اتنا سنگین فیصلہ سنا دیا۔

"میں کیوں کروں گا بیوقوف" وہ شرارت سے اسکے سر پر چپٹ مارتا بولا سمیہ کی آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں وہ اٹھ

کر و اشروم میں چلی گئی اور غازی سمجھا کہ شاید وہ اپنے بھائی سے شرمناک ہے وہ ہنستا کمرے سے چلا گیا کتنا سنگدل تھا

موت کا فرمان سنا کر مسکراتا باہر گیا تھا۔

وہ اندر واٹھیں پردوں ہاتھ ٹکائے شیشے میں اپنے عکس کو گھور رہی تھی۔ آنسو موتیوں کی طرح اسکی گال پر لڑھک رہے ہیں۔ "بات میری بہن کی آئی تو مجھے اگر تمہیں بھی چھوڑنا پڑا میں چھوڑ دوں گا۔۔۔ بابا نہیں مان رہے سمیہ۔۔۔۔۔ بابا نامانے تو شاید میں بھی ساتھ نادے سکوں" اسکے کانوں میں اسکے کہے گئے جملے گونج رہے تھے۔ وہ کس بات پر اپنی ماں کو مناتی وہ تو خود شیور نہیں تھا تو کیسے اسکا کیس وہ اپنے والدین کے سامنے رکھتی۔ چہرہ اسپاٹ تھا مگر آنسو پر زور نہیں چل رہا تھا دل کر رہا تھا کہ چیخے مارے دھارے روئے اتنا کہ وہ اپنی بے بسی کو آشکار کر دیے۔ مگر وہ رو نہیں سکی ضبط کے پہرے بٹھالیے تھے آنسو گلے میں گلیاں بن کر ابھرتی معدوم ہوتیں۔ ابھی سوچ رہی تھی کہ اسکے موبائل پر رنگ ہوئی۔ وہ ہوش میں آتی چہرہ ادھویا اور باہر آئی موبائل پکڑا تو "S M"۔ کا نام جگمگا رہا تھا۔ ہمت کر کے یس کیا اور کان سے لگا دیا۔

"ہے اینجل یونو۔۔۔۔۔ نکین شکر اللہ کا سیف ہے میرے پاس ہے۔۔۔ میں بہت سکون محسوس کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ اللہ نے ہماری لاج رکھ لی۔۔۔۔۔ تم سن رہی ہونا" وہ اسے خوشی سے بتا رہا تھا مگر وہ خاموش تھی۔

"کون بات کر رہے ہیں؟" وہ بالکل اجنبی بن گئیں اور صارم جو بیڈ پر لیٹا اسے اپنی خوشی بتا رہا تھا ایک دم اچھل کر سیدھا بیٹھا بہت عجیب لہجہ اور بات تھی اسنے موبائل کان سے ہٹا کر دیکھا کہ کہیں غلط تو نہیں کال کی مگر نہیں اسی کی کال تھی وہی آواز تھی مگر لہجہ اجنبی۔

"ہیلو۔۔۔۔۔ میں صارم بات کر رہا ہوں۔۔۔ کیا ہو گیا اینجل؟" وہ تڑپ ہی تو گیا تھا اسکے اجنبی لہجے میں۔

"سور۔۔۔ رونگ" وہ ہمت جمع کر کہ بولی مگر الفاظ پورے ادا نہ ہو سکے آخر میں آواز رندھ گئی تو فوراً سے کال کاٹ دی کہ کہیں وہ اسلی بھرائی آواز ناسن لے اور ادھر وہ اسکے لہجے میں نمی محسوس کر گیا تھا اسے بہت کچھ گڑ بڑ محسوس ہو رہی تھی۔ وہ تو اسلی خوشبو کو جان جائے اور یہاں نام پر بھی نہیں پہچانی وہ دھڑکتے دل سے دوبار کال ملانے لگا مگر کال آگے سے پک نہیں ہوئی اسنے غصے میں بیڈ پر موبائل پھینکا۔ اسے کچھ بھی ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔

🔥 ہوتا نہیں یقین۔۔۔

🔥 کیا سے کیا ہو گیا۔۔۔

🔥 کس طرح سے تم سے۔۔۔

🔥 میں جدا ہو گیا۔۔۔

🔥 احسان کر دو۔۔۔

🔥 مجھے معاف کر دو۔۔۔

🔥 اتنا تو کر دو رحم۔۔۔

🔥 دل دے دیا ہے۔۔۔

🔥 جان تمہیں دیں گے۔۔۔

🔥 دغا نہیں کریں گے صنم۔۔۔



"آپ جانتے ہیں صنم گھر آگئی ہے" وہ اپنی ایکسٹنٹ کو بہت مشکل سے کنٹرول کرتی بولی اور وہاں راحم ساکت ہو چکا تھا دل الگ لے پردھڑک اٹھا تھا مسکراہٹ لبوں پر آگئی لیکن اچانک اسے خیال آیا کہ وہ تو کسی اور کی ہے اسکا دل اداس ہو گیا آنکھوں میں نمی آگئی۔

"میں۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔ بات کرتا ہوں" وہ خود کمپوز کرتا بولا۔

"بس ! اتنے کمزور ہیں؟ شاید اسی وجہ سے وہ آپکو نامل سکی راحم؟" وہ اسکی حالت کو سمجھتے بولی۔

"سب جانتی ہیں آپ انعم۔۔۔۔۔ میرے لیے۔۔۔ اتنا آسان نہیں سب۔۔۔۔۔ ایسے بھول۔۔۔۔۔ جانا" وہ گہرا سانس آزاد کرتا بولا

"پھر تو مجھے داد دیجیئے جو اپنی محبت کو اسکی چاہت کی خبر کر رہی ہوں۔۔۔ جانتے ہیں کیوں؟ کیونکہ مجھے آپ سے اپنی جیسی محبت نہیں چاہیے کیونکہ میری محبت آپ تو سوچ نہیں سکتے کریں گے کیا؟ مگر میں آپ سے بے وفائی کی امید نہیں رکھتی۔۔۔ کم سے کم اتنا تو ضبط ہو کہ نامحرم کے لیے دل دھڑکے تو دل کو سنبھالا جائے۔۔۔۔۔ کیونکہ میں آپکی محرم ہوں۔۔۔ گناہ سے بچنا چاہیے راحم" وہ اپنی سوچ کے مطابق بات کرتے بولی اور راحم بالکل چپ ہو گیا وہ ہر بار اسے لاجواب کر جاتی تھی اب بھی اپنی باتوں کے سحر میں جکڑ چکی تھی۔ ہوش تب آیا جب فون پر کال کٹ کی گئی۔ اسنے موبائل کو دیکھا جہاں ابھی ابھی انعم کا مسج آیا تھا

♥ "دل میں ہزار خواہشیں جنم لیتی ہیں۔۔۔

♥ ہو خواہش کے پورے ہونے کا دل چاہتا ہے۔۔۔۔۔

♥ دل تو نفس سے جڑ جاتا ہے اکثر۔۔۔۔۔

♥ تبھی وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔۔

♥ تم سے عشق لی تمنا نہیں ہے دلبر۔۔۔۔

♥ بس وفادار ہو جاؤ میرا رب بھی چاہتا ہے۔۔۔

"ویسے شاہ مجھے آپ نے اپنی طرف کی بات تو بتائی نہیں کتنا سچ تھا اس بات میں جس کی وجہ سے ہمیں اتنا دور ہونا پڑا" وہ اس کے سینے سے لگے بولی۔

"ہاں۔۔۔۔ کیا بتاؤں مجھے اس واقع کو دوبارہ یاد کرنے کا کوئی موڈ نہیں" وہ اس کو سینے میں بھینچتا بولا۔
"مجھے بتائیں شاہ" وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتی بولی۔

"۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔ اس دن میں نے ڈرنک نہیں کی تھی۔۔۔۔ میں نے جو جو سہیا تھا یا شاید مجھے پلین کے مطابق پلایا گیا تھا اس میں ڈرنک ایڈ تھی مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔ میرا سر بہت گھوم رہا تھا مجھے فوراً سے فیل ہوا کہ میں سٹیبل نہیں رہ پاؤں گا میں بھاری سر کے ساتھ لڑکھڑاتا کمرے میں گیا میرا کمر کافی اندھیرے سے بھرا تھا۔۔۔۔ لیکن تمہارے گلون کی خوشبو تھی وہاں صنی" وہ آنکھیں بند کیے بتا رہا تھا کافی قربانک لمحے تھے اپنے محرم کی بجائے کسی نا محرم کو باہوں میں بھرنا۔۔۔۔
صنم نے بے یقینی سے دیکھا۔

"میں کیسے؟ میں تو نیچے تھی شاہ" وہ حیرت سے بولی۔

"میں نہیں جانتا۔۔۔ مگر تمہاری خوشبو تھی۔۔۔ میرے سینسز جارہے تھے مجھے لگا کہ تم ہو میں مسکراتا اندر آیا تب تک میں مکمل آوٹ ہو چکا تھا دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔ مجھے جو لڑکیاں روم میں نظر آئی وہ تمہاری ہی خوشبو سے رچی ہوئی تھی میں صرف تمہیں گلے سے لگانا چاہتا تھا تمہیں بتانا چاہتا تھا کہ مجھے کتنا ویٹ ہے اس وقت کا جب تم میرے پاس آو گی۔۔۔ میں تمہارے گلے لگ کر بہت ساری باتیں کرنا چاہتا تھا جب میں نے اسے تم سمجھ کر ہگ حیا تو میں بچے کچے ہوش بھی گنوا چکا تھا بے ہوشی چھا گئی اور آنکھیں بند۔۔۔ پھر نہیں جانتا کی اہوا۔۔۔ کیسے ہوا۔۔۔ بس اگلے دن تم مجھ سے بہت بدگمان ملی۔۔۔ میری سانسوں سے میری پہنچ سے دور مجھے گنہگار کہتی ملی "وہ آنکھیں بند کر گیا۔ اکیلیے اتنا آسان نہیں تھا سب دوبارہ یاد کرنا اٹرپ کو یاد کرنا جب آپ نے کوئی گناہ کیا بھی ناہوا اور آپ کی کوئی سنے بھی نا۔۔۔ وہ تکلیف بھلانے سے بھی نہیں جاتی۔۔۔

"آئی ام سوری شاہ۔۔۔ پر میرے بایں نہیں تھا "وہ اسکے سینے پر سر رکھے بولی آنکھ سے موتی ٹوٹ کر گرا۔

"اب بس کرو۔۔۔ تم اس وقت میری ہو میرے پاس ہو مجھے اور کچھ نہیں چاہئے "وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیے بولا۔

"گومی آکس ہیر "وہ اسکا موڈ صحیح کرنے کیلئے گال پر انگلی رکھتے بولی۔

"یہاں کس تھوڑی ہوتی۔۔۔ یہاں پی ہوتی "وہ ہنستا اسکا گال چھوتا بولا۔

"ارے۔۔۔۔ کس اور پی میں کیا فرق "وہ اسکی لوجک کو بالکل نہیں سمجھی۔

"بتاؤں "وہ اسکی کمر پر دونوں ہاتھوں سے دبا دیتا بولا۔

لڑکیا شرماتی تھیں یا انکی سانسیں رک جاتی تھیں مگر صنم کی ہنسی مکمل جاتی تھی یہاں بھی وہ ہنس دیا۔
 "ایک تو تم میری باتوں کو سیریس نہیں لیتی" وہ اسکی گردن میں چہرا چھپاتا منہ بناتا بولا اور وہ کھلکھلا اٹھی۔
 "گومی آڈیپ کس۔۔۔ اتنی زیادہ کہ مجھے سانس لینے میں آجائے" وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتا خمار آلود آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"مرنا میرے ہاتھوں؟" وہ اسکی گال پر ہانٹ کرتی بولی۔ وہ ہنس دیا۔
 "ناجینا ہے لڑکی" وہ اسکی تھوڑی پر بوسہ دیتے بولا۔
 "تو سوچ کیا رہے ہیں شاہِ جانم؟" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔

"ہائے" وہ اسکی دیے گئے نام پر فدا ہوتا اسکے لبوں پر جھک گیا۔ ایک ہاتھ گردن پر لے جاتا نجانے کونسے ڈرائن بنانے لگا اور دوسرے سے کبھی ہاتھ کمر میں لے جاتا کبھی پیٹ پر انگلیوں سے دھن بناتا۔ دونوں اپنے سحر میں گم تھے۔ وہ پیچھے ہٹا تو صنم نے گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے دوبارہ قریب کیا "تھکی نہیں؟" وہ گہرے سانسوں میں اسے دیکھتے بولا۔

"عشق جس چیز سے ہو۔۔۔ اس سے کون تھکتا؟" وہ اسکی سانسوں کو اپنے اندر اتارتی دلفریبی سے مسکرائی اور دوبارہ اس کے مسکراتے لبوں پر اپنے لب رکھے وہ تو صرف لب رکھتی تھی باقی کا کام شاہ کا تھا، کہ وہ کیسے اسکے لبوں کو اپنے لبوں میں گرفت کرتا ہے۔ ایسے کام مردوں کے ہوتے ہیں بچاری لڑکیوں کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وہ بھی کچھ

بسما بھٹی

دل جانر من رقصہ

ایسا کریں۔ یہی حال تھا دونوں کا۔ بس ایک دوسرے کے پاس ہوتے ہی دیوانے ہو جانا۔ وہ اسے اپنی سانسیں سمجھتا تو وہ اسے اپنی روح۔

♥ دل کو لگا کے ♥

♥ لٹ جانا عشق ہے ♥

♥ عشق میں وفا کا پیمانہ عشق ہے ♥

♥ یار کی گلی میں لٹ جانا عشق ہے ♥

♥ پل میں بنادے جو دیوانہ عشق ہے ♥

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

"اوپن داڈور" اسکا مسج پڑھ کر پسینے چھوٹ گئے۔ وہ اسکی بالکنی میں تھا۔ کیوں بھول گئی تھی کہ وہ صارم ملک ہے جسے کوئی بھی بات پوچھنی ہو اپنے طریقے سے تو زرا ویٹ نہیں کرتا چابیاں اٹھاتا ہے اور پہنچ جاتا ہے اس کے گھر کے باہر وہ دھک دھک کرتے دل سے بیڈ سے نیچے اتر گئی وہ جائے کھولے یا ناوہ خوف سے چور تھی۔ اتنے میں اسکے کمرے کا دروازہ نوک ہوا یہاں اسکے اوسان خطا ہو گئے۔ بالکنی پر وہ کھڑا تھا اور اسکے کمرے کے دروازے پر اسکے گھر کا فرد۔ اسکی سانسیں اکھڑنے لگیں تھیں۔

"چندا۔۔۔ سوگی کیا؟" راحم کیا آواز گونجی اور وہ زیادہ سہم گئی۔

"کھولو ورنہ میں توڑ دوں گا" اسکا مسج موبائل پر چمکا۔ اس نے گلہ ترکیا۔ سانس بند ہو رہی تھی۔ نومبر کے مہینے میں اسے شدید گرمی لگ رہی تھی پسینہ بہہ رہا تھا۔

"اللہ میری لاج رکھنا" وہ آنکھیں بند کرتی اپنے کمرے کے دروازے کی طرف آئی۔۔۔ اور کھولا سامنے راحم ہاتھوں میں دو کافی کے مگ لیے کھڑا تھا اسے دیکھ کر مسکرایا تو سمیہ کو سمجھ آگئی کہ وہ کچھ دیر بیٹھے گا۔ اسکے دل نے پہلی دفعہ کہا کہ آج ہی بھائی کو بیٹھنا تھا۔۔۔

"آؤ چندا" وہ صوفے پر بیٹھتا اس کی طرف باہیں کرتا بولا۔ وہ مسکراتی اسکے پاس بیٹھی۔

"اچھا۔۔۔ میں بالکل بھی باتوں کو گھماؤں گا نہیں۔۔۔ ایک بات کروں گا اسکا صاف اور سیدھا جواب دینا۔" وہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتا بولا۔

ادھر جو صارم خود کو مسلسل اگنور ہوتے دیکھ کر بالکنی کا شیشہ توڑ کر آنے والا تھا کسی مرد کیا واز پر ضبط سے رک گیا۔ یہ ضروری تھا۔

"ماما اور بابا تمہارے لیے از لان کا رشتہ دیکھ رہے ہیں انہیں بہت پسند ہے وہ۔۔۔ اور مامی جان کا بھی یہی خیال ہے کہ وہ تمہیں اپنی بیٹی بنائے" جتنے سکون سے وہ بتا رہا تھا اتنی ہی گہرائی سے بالکنی کے پاس کھڑے صارم کا رنگ اڑ چکا تھا، ایک دم سانسوں کی رفتار سست ہوئی تھی۔ مطلب اس وجہ سے وہ اسے اجنبی بنا رہی تھی؟ اسکے دماغ میں عجیب عجیب بد گمانیاں ابھرنے لگیں۔

"تم بتاؤ کیا ارادہ ہے تمہارا؟" وہ مسکراتا اس سے بولا۔

"بھائی۔۔۔۔۔ آپ سب کو بہتر پتا ہوگا" وہ سر جھکائے اپنے آنسوؤں پر بند باندھتی بولی۔

صارم کا میٹر گھوم گیا۔ مطلب وہ اسکے علاوہ بنا چوں چراں کیے ہاں کر رہی ہے اسکے ماتھے بے تحاشہ تیریاں آگئیں۔

"نہیں بچہ۔۔۔۔۔ مجھے اپنی رائے دو۔۔۔۔۔ پسند ہے از لان تمہیں۔۔۔۔۔ ہی از سو ہنڈ سم بائے داوے" وہ اسکے جھکے

سر سے سمجھا کہ شرم سے ایسے بیٹھی ہے اسی لیے شرارت سے بولا۔

"جی۔۔۔۔۔ بھائی۔۔۔۔۔ وہ ابھی وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ چھناک سے شیشہ ٹوٹا تو دونوں چو کنا ہو گئے۔ سمیہ کی آنکھیں

ساکت اور سانس رک چکی تھی۔ وہ غصے سے بھرا اندر اسکے سامنے کھڑا تھا۔ اور راحم اس افتاد پر حیران سا دیکھ رہا تھا۔

اور سامنے کھڑے اس ہنڈ سم بوائے کو۔



♥ تیری آنکھوں کے دریا کا اترنا بھی ضروری تھا ♥

♥ محبت بھی ضروری تھی پچھڑنا بھی ضروری تھا ♥

♥ ضروری تھا کہ ہم دونوں طوافِ آرزو کرتے ♥

♥ مگر ان آرزوؤں کا بکھرنا بھی ضروری تھا ♥

♥ بتاؤ یاد ہے تم کو وہ جب دل کو چرایا تھا ♥

♥ چرائی چیز کو تم نے خدا کا گھر بنایا تھا ♥

♥ وہ جب کہتے تھے میرا نام تم تسبیح میں پڑھتے ہو ♥

♥ محبت کی نمازوں کو قضا کرنے سے ڈرتے ہو ♥

♥ مگر اب یاد آتا ہے وہ باتیں تھیں محض باتیں ♥

♥ مگر باتوں ہی باتوں میں مکرنا بھی ضروری تھا ♥

♥ ضروری تھا کہ ہم دونوں طوافِ آرزو کرتے ♥

♥ مگر ان آرزوؤں کا بکھرنا بھی ضروری تھا ♥

وہ اس وقت کینیڈا کے ریسٹورانٹ میں ٹیبل پر سر رکھے سوچوں میں گھم تھا۔ وہ کسی کو نہیں بتا کہ آیا تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے سوائے انعم کے جس نے روتے بلکتے قسم دیتے پوچھا تو اس نے بتا دیا کہ وہ کینیڈا جا رہا ہے
وہ شرمندہ تھا جو اس نے کیا مگر اس غلطی میں جو دل نے کیا تھا اسکا کیا کرتا۔ وہ دوسری ساری غلطیاں سلجھا دے دیتا
مگر جو دل اس تیکھی ہو شر باڑکی پر آگیا تھا اسکا کیا کرتا۔۔۔
کڈنیپ تو کیا تھا اسے مگر اپنا دل ساتھ ساتھ سانسوں کو بھی وہ لڑکی قید کر گئی تھی کتنی ظالم تھی اس سے بھی زیادہ
ظالم۔

"ہے رض" جیسا اس کے ٹیبل پر ٹیپ کرتے بولی تو وہ ہوش میں آیا۔

"کیا ہوا؟" وہ آنکھوں کے تاثر سے بولی اور سامنے سیٹ پر بول گئی۔

"ناٹ ان آکنڈیشن ٹوٹا ک و دیو" وہ آنکھوں کو انگلیوں سے مسلتا اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

"ہر باریوں کرتے ہے۔۔۔ رض۔۔۔ میرے دل دکھانے کی سزا تو نہیں پائے کہیں؟" وہ آسودہ سا مسکراتی بولی۔ وہ رکاس کا دل ایک دم رکا۔ مگر پھر سر جھٹکا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

"تمہیں سب دھوکہ دین گے رض۔۔۔ ایک بار میرے ہو جاؤ" وہ اسکی چاہت میں نجانے کیوں مبتلا ہو گئی تھی۔ دکھ سے ٹیبل پر بیٹھ گئی۔



"اور سناؤ بیٹا کیسے ہو؟" زرمین جمالی نے راحم کے سر پر پیار دیتے پوچھا۔

"اللہ کا کرم ہے آنٹی آپ سنائیں" وہ بھی مسکرا کر کہتا بولا۔

"میں نے سنا ہے کہ صنم واپس آگئی ہے؟" رجب بیگم نے حیرت سے پوچھا۔

راحم نے سر جھکا لیا اتنا آسان بھی نہیں ا کے لیے یوں تذکرہ کرنا سننا۔

"ہاں جی صحیح سنا۔۔۔ اللہ کا کرم ہے اللہ نے اپنی امان میں رکھا۔۔۔ ابراہیم بہت محبت کرتا ہے اس سے" زرمین نے مسکرا کر کہا۔

"مجھے ملنا ہے اس سے زرمین۔۔۔ ہم اب ہی اسکے ساتھ زبردستی کر رہے تھے۔۔۔ ہم رشتہ مانگ رہے تھے فور سفلی اقر آپ لوگ اس پر پریشر دے رہے تھے۔۔۔ ہاں جیسے بھی بچوں نے مزاق میں ہی صحیح کافی بڑی غلطی کی تھی مگر اگر ہم بڑے ہی انکی غلطیوں کو سدھارنے کا موقع نہیں دیں گے تو کیا فائدہ" وہ اچھے اخلاق سے کہہ رہی تھیں۔ راحم خاموز تھا وہ بولتا بھی کیا بولتا۔

"راحم بیٹا۔۔ ہم آج بھی آپ سے شرمندہ ہیں کہ آپ کے ساتھ اتنا بڑا دھوکہ ہوا۔۔ ہمیں تو لگا تھا کہ آپ چھوڑ دو گے انعم کو" انکی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں۔

انعم جو نیچے آرہی تھی اپنی ماں کی بات پر دل رک گیا نجانے اب وہ کیا کہے گا اس کے سامنے ساتھ دینے ہمت رکھنے کا کہتی تھی مگر وہ جانتی تھی کہ کتنا مشکل ہے یہ برداشت کرنا کہ وہ جس سے محبت کرتی ہے وہ محرم تو ہے مگر محبت کا ساتھی نہیں۔ مگر اسے صبر کرنا تھا اسے اپنے اللہ کے در سے ناامیدی نہیں تھی۔

"آئی۔۔ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔۔ ہاں یہ بالکل سچ ہے کہ میرے لیے شروع م 2 سب ناقابل برداشت تھا۔۔ ہمارے خاندان میں طلاق نہیں ہوتی۔۔ لیکن انعم کا ساتھ پا کر مجھے امید ہے کہ کبھی نہیں پچھتاؤں گا۔۔ وہ یقیناً ایک اچھی ہم سفر ثابت ہوگی۔۔" وہ سر جھکائے ٹھہرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"جیتے رہو بیٹا۔۔ مجھے یقین ہے کبھی بھی تمہیں اس سے شکایت نہیں ہوگی" زرین جمالی نے مسکرا کر کہا۔
 "اسلام علیکم" انعم نے مسکرا کر کہا اور رجب بیگم کے سامنے پیار لینے کو جھکی۔ وہ پنک گھیرے دار فراق میں کھلا ہوا پھول لگ رہی تھی۔ اور سونے پہ سہاگہ اس کی مسکراہٹ۔ رجب بیگم واری نیاری گئیں۔ اور اپنے ساتھ بٹھالیا۔
 راحم نے اسے دیکھا وہ انجان تھا کہ ایک خوبصورت مسکان اسکے لبوں پر اسکے آنے سے ٹھہر گئی ہے۔ وہ مسکراتا دوبارہ سر جھکا گیا۔ اور ایل اسے صنم کا خیال نہیں آیا اسکی محرم سامنے تھی اور یقیناً اللہ جائز محبتوں کو پسند فرماتا ہے۔
 "اب بس ہمیں دے دیں ہماری امانت زرین" رجب بیگم نے اسے زور سے گلے لگاتے کہا تو وہ جھینپ گئی۔ راحم کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی کیونکہ وہ اسکا سرخ ہونا دیکھ رہا تھا۔

"جب آپ کہیں" انہوں نے مسکرا کر کہا

"مجھے صنم سے ضرور ملو اور زمین" وہ دوبارہ صنم کا کہ گئیں۔

"آپ کو ضرور ملو اور گی کل ہی گی ہے۔۔۔ اور سب سے بڑی خوشی کہ وہ اسپیکٹ کر رہی ہے" زمین نے خوشی سے بتایا۔

راحم کی مسکان معدوم ہو گئی اسکے دل پر ایک دم اداسی کا سایا ہو گیا۔ جو نیز وہ صنم کے ساتھ کر چک تھا اسے اب یوں برداشت کرنا کہ وہ کسی اور کی نسل کو بڑھائے گی۔۔۔ کسی کچا بہت کو پروان چڑھائے گیا۔ وہ سر جھکا گیا۔ آنکھوں میں نمی آگئی تھی۔ اور انعم محسوس کر گئی تھی کہ وہ کس تکلیف سے گزر رہا ہے۔ تکلیف تو اسے بھی بہت ہوئی کیونکہ جس کو چاہا جائے وہ کسی اور کو چاہے اس سے بھی تکلیف دہ بات کوئی اور ہوگی؟

"بس میں دن لینے آئی ہوں۔۔۔۔۔ چودھری جی کو کام تھا وہ حویلی گئے ہوئے ہیں ہم سوچ رہے ہیں سمیہ کی شادی کے ساتھ راحم کا بھی کر دیں" وہ مسکرا کر بولیں۔ انعم بس سر جھکا گئی یہاں وہ کیا بات کرتی۔

"بس فراز صاحب آجائیں تو پھر کرتے بات" وہ انکی تائید میں بولیں۔

"جی جی ضرور" وہ انعم کو دوبار اپنے ساتھ لگاتی بولیں۔

"انعم باجی آپکا پارسل آیا ہے اور وہ مجھے نہیں دے رہا ہے کہ جسکا ہے اسے ہی بلائیں کوئی لڑکا ہے" اتنے میں سوہنی جو مالی کی بیٹی تھی آکر بولی۔

"میں دیکھتا ہوں" انماٹھ کر جانے لگی تو راحم نے روک دیا سے مناسب نہیں لگا کہ انعم سے کوئمردبات کرے آخر کو بیویہ اسکی۔

انعم کو معلوم تھا کہ اسکے سگنیچرز ضروری ہیں اس نے کچھ ہارڈ بورڈز آرڈر کیے تھے اور جس کمپنی سے کیے تھے انکی پولیسی تھیکہ کاٹمر کے سوا کوئڈ و سرار سیونا کرے۔

انعم چلتی ماسک پہنے اسکے پیچھے آئی جہاں وہ اس سے صاف صاف کہ رہا تھا کہ مجھے دے دے۔
"سر ہم آپکو نہیں دے سکتے" وہ دوبار ابولا۔

"راحم" اس نے اس کے کندھے پر انگلی سے ہلایا وہ تو اسکے بیک پر چھپ سی گئی تھی۔ راحم تیوریوں سے مڑا اور انعم سہم گئی۔

"کہا ہے ناکہ میں لے آتا ہوں" وہ دروازہ بند کرتا اپر ہلکی آواز میں گرجا۔ سر پر ہی چڑھ جائے گا اتنا قریب ہو کر ڈانٹ رہا تھا۔

"اچھا سنیں تو۔۔۔ میرے سگنیچرز کی ضرورت ہے" وہ گلہ تر کرتی بولی۔

"اور کیا گر نئی ہے اسکی آنکھیں تمہارے ہاتھوں کی ان وائٹ انگلیوں سے ہوتی سراپے پر نہیں جائیں گی؟" وہ دوبار گرایا۔ انعم تو کانوں تک سرخ ہوگی بد تمیز کتنا بے باک تھا مگر وہ لا جواب ہوگی۔

"یہ۔۔ پولیسی ہے۔۔ کہ کسٹمر نے خود رسیو کیا ہے" وہ انگلیوں کو چٹختاتی بولی۔ راحم اسے غصے سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنی پوکٹسے گلو ز نکالے جو وہ ڈرائیو کے درمیان پہنتا تھا اسکے ہاتھ کو جھٹکے سے پکڑا کہ انعم بوکھلاگی سانس تیز ہو گی کیونکہ اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھا۔

راحم نے اسکے سیدھے ہاتھ پر اپنا گلو چڑھایا۔ انعم سر جھکائے چپ تھی۔ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور ہلکا سا دروازہ کھولا۔

"دو ادھر" ڈیلیوری بوائے کو سخت تیوریوں سے کہا تو وہ گڑ بڑاتا پیپر سامنے کر گیا۔ راحم نے اسکا گلو والا ہاتھ باہر کیا اور اب حالت یہ تھی کہ وہ پوری کی پوری اسکے حصار میں تھی اور باہر لڑکوا ایک نسوانی ہاتھ گلو ز میں نظر آ رہا تھا۔ اور وہ یقیناً اسے چھپائے کھڑا تھا راحم نے اسکے ہاتھ میں پین تھمایا تو وہ لرزتے ہاتھوں سے سائن کر گی اور وہ دعوے سے کہہ سکتی تھی کہ آج سے پہلے اتنے گندے اسنے ایسے سائن کبھی نہیں کیے۔

سائن ہوئے تو راحم نے منہ پر لڑکے کے پیپر پھینکا اور دروازہ کھولا کہ پارسل اندر رکھے۔ وہ لڑکا اندر آیا تو راحم نے ٹرن لیا اور مکمل اسکے گرد باہیں کر کے اپنے حصار میں لے لیا۔ انعم کی سانس رک گئی۔ دل دھک دھک دھک کر رہا تھا۔ اتنا تیز تو کبھی نہیں دھڑکا چہرہ ایسے لال ہوا تھا جیسے ٹماٹر کا پیسٹ مل دیا ہوا تھا اوپر سے اسکی قربت پر مدہوش کر دینے والی کلون کی خوشبو۔ راحم کیسے سب غیر ارادی طور پر بچ ہوا تھا وہ چاہتا تھا انعم کو سائڈ پر کر کے خود پارسل لے آتا اندر مگر یہ سب انجانے میں ہوا اور اسے محفوظ کرنے کے چکروں میں اسے اپنے حصار میں لے چکا تھا۔ جب تک وہ لڑکا اگیا نہیں اسنے چھوڑا نہیں۔

دل جانم من رقصہ

راحم کو جب ہوش آیا کہ وہ اسے اپنے حصار میں لیے کھڑا ہے تو اسکے سر کو دیکھا جو اپنے سے لگائے کھڑی تھی۔ اسکے سینے میں دل کتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا وہ راحم اندازہ لگا سکتا تھا۔ اور اسکی دھڑکن کو محسوس کرتے اسکا خود کا دل دھڑک اٹھا۔ وہ کتنی دیر کے نرم گداز سراپے کو باہوں میں لیے کھڑا رہا اور اس کی مہک اتنی ہی مدہو شکن تھی جتنی انعم کیلئے اسکی۔ اسکا دل ہی نہیں کر رہا تھا کہ اسے چھوڑے۔

"ر۔۔۔را۔۔حم" وہ دھیمی مگر لرزتی آواز میں اسکے سینے سے سر لگائے بولی۔ تو وہ ہوش میں آیا اور فوراً اسے دور ہوا۔ سر کو کھجایا بچارہ نخل جو ہو رہا تھا۔ انعم نے رکی ہوئی سانس بحال کی اور اندر کی طرف دوڑ لگا دی۔ اور راحم ہنس دیا آج پہلی بار اسے ایسے دیکھ رہا تھا اسے محسوس کیا تھا۔ وہ دعویٰ سے کہہ سکتا تھا کہ انعم صنم سے زیادہ جان لیوا ہے۔ کیونکہ اس نے کبھی بھی صنم کیلئے خود کو ایسے بے خود محسوس نہیں کیا تھا لیکن انعم کو خود سے دور کرنے کا دل ہی نہیں تھا۔

وہ مسکرا دیا اور پھر پارسل کو دیکھا جو بچاری لینا ہی بھول گئی۔ اس نے اس قابل ہی کہاں چھوڑا تھا اٹھانے کہ وہ ہنستا پارسل اٹھاتا اندر بڑھ گیا۔

♥ زرا از راقریب آکر کچھ لوگ ♥

♥ سانسوں کی ضرورت بن جاتے ہیں ♥

"کون ہو تم۔۔۔ اندر کیسے آئے؟" راحم اسے سامنے دیکھتا غصے سے چیخا۔ کوم تھا یہ جس کی اتنی ہمت کہ وہ چودھری ہاؤس میں اسلی چندا کے کمرے میں آیا تھا۔

"وہی ہوں جو تمہاری بہن کے لیے پاگل ہے" وہ سمیہ پر آنکھیں گاڑتے بولا۔

"ہے ہے ہے ہے ہے۔۔۔ زبان سنہال کر" راحم اس کا گریبان پکڑ کر دھاڑا۔ سمیہ اچھل کر پیچھے ہوئی اس کی خوف سے ٹانگوں سے جان نکل رہی تھی۔

"تمہاری بہن ے عشق کرتا ہوں اس لیے نہیں کہ اسے کسی کا بھی ہونے دوں۔۔۔ اس لیے کہ اسے میرے علاوہ کوئی اپنے نام نا کر سکے۔" صارم راحم کی آنکھوں میں سرخ آنکھیں ڈالتا بولا۔

"میری بہن کے بارے میں ہمت کیسے ہوے بولنے کی" راحم نے رکھ کر مکا اسکے گال پر مارا وہ زیادہ ہلا نہیں اپنی جگہ سے اب ہٹا کٹا نو جوان بندہ تھا جو برابر شاہ جیسے گبر و جوان کو بازوؤں میں اٹھالیتا تھا تو راحم کس کھیت کی مولی تھی لیکن یہاں لحاظ سمیہ کا تھا۔

"بھائی" سمیہ کی بے ساختی چیخ نکلی اور آنکھوں م 2 پانی بھر گیا۔

"جتنا مرضی مار لینا۔۔۔ بس میری سن لو اسکے باد جو چاہے کرنا" صارم نے سنبھلتے ہی راحم کے دونوں بازو پکڑے۔ اور جھنجھوڑا۔ راحم کی غیض و غضب سے بھری آنکھیں اس پر ٹک گئیں بس ناچلتا تو وہ اسے قتل کر دیتا ۔

"تمہاری بہن کو دیوانہ وار چاہتا ہوں جانتی ہے وہ۔۔۔ اسکی عزت میری عزت۔۔۔ اسکا مان میرا مان۔۔۔ اسکی فکر میری فکر۔۔۔ اسکا احترام میرا احترام۔۔۔ اسکی عزت کو سر آنکھوں پر رکھا ہے۔۔۔ اور اس مے تو کبھی مجھے صحیح سے بلایا تک نہیں۔۔۔ میلز جب کرتا تھا تو ایک ہی بات کو وہ سامنے رکھتی کہ اسکا مان عزت اسکے والدین بھائیں ہیں۔۔۔ اور میں نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا ہے۔۔۔" وہ دل میں جو آ رہا تھا راحم کی آنکھوں میں دیکھتے بول رہا تھا۔

راحم نے پلٹ کر سمیہ کو دیکھا جو ار جھکائے چپکے چپکے سسکتے رور ہی تھی۔

"اسے مان دینے کیلئے اسے یہ بتانے کیلئے کہ میرے بابا ان گئے ہیں ہم جلد آئیں گے اس ہمیشہ کیلئے اپنا بنانے۔۔۔۔۔ وہ مجھے انور کر رہی تھی۔۔۔ میرے مسجز کو دیکھنا انور انہیں کیا۔۔۔ مجھے ایک سیکنڈ میں اجنبی بنا گیا۔۔۔ میں جو اپنے بابا کے ساتھ آنا تھا مجھے مجبور کر دیا کہ میں خود یہاں آیا کہ میں بات کروں کہ کیوں ایسا کر رہی ہے ! اقر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ بھائی ماں باپ کا دم مارا جا رہا ہے "وہ تالی بجا کر بولا آخر میں آنکھوں میں نمی آگئی تھی۔ راحم فحال خاموش تھا۔ اسکی حالت اس وقت یہ تھی کہ اسکی محبت کا زخم ابھی تازہ تھا وہ یہ محسوس کر رہا تھا کہ یہ شخص جو اسکی بہن کیلئے بول رہا ہے کتنا ہمت والا ہے جو لڑ رہا ہے اسکے بھائی سے انجام کی پرواہ کیے بغیر۔ وہ پلٹا سمیہ کی طرف جو ار جھکائے سسک رہی تھی۔

"سمیہ" پہلی بار راحم نے زرا سرد لہجے میں اسے پکارا۔ سمیہ نے تڑپ کر دیکھا۔

"نہیں بھائی خدا را میں غلط نہیں۔۔۔ آپکی عزت مان سب سے پہلے۔۔۔ جس سے کہیں گے جب کہیں میں راضی ہوں۔۔۔ مجھ سے اعتماد مت اٹھایے گا۔۔۔ مجھ سے ناراض مت ہوئے گا" وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑتی بلک بلک کر رو پڑی۔ راحم نے لب بھینچ لیے۔ اور صارم نے چہرہ موڑ لیا وہ نہیں دیکھ سکتا تھا اسے روتے۔

"بھائی۔۔۔" وہ روتی اسکے پیروں میں پڑنے لگی تھی مگر راحم نے فوراً اسے اسکو سینے سے لگالیا اسکے رونے میں شدت آگئی۔

"بس۔۔۔ بچہ۔۔۔ میری چندا۔۔۔ مجھسے توشنیر کرتی۔۔۔ زرا سی بھنک دیتی۔۔۔" وہ خود بھی بھرائی
آواز سے کہتا اسکے ماتھے ہر لب رکھ گیا۔

اگر صارم کے جزبات جھوٹے ہوتے تو وہ اسکو زندہ ناچھوڑتا مگر ایک مرد فوراً سے مقابل مرد کی آنکھیں اور جزبات
پہچان جاتا ہے کیونکہ وہ خود بھی ایک مرد ہوتا ہے اور سچا کھڑا مرد کبھی بھی اپنی بیٹی بہن کیلئے غلط بندے سے پرہیز
کرتا ہے۔

"اور تم" راحم نے ٹ کر صارم کو کہا۔ وہ پلٹا سمیہ کا دل ہلک میں آ گیا۔ "میری بہن کوئی کھیلونہ نہیں جسے کھیل
کر چھوڑا جائے۔۔۔ اگر ساتھ کی بات کرتے ہو تو ساری زندگی کیلئے ساتھ نبھاؤ گے" وہ اسے سخت گھوریوں سے
نوازتے بولا سمیہ نے بے یقینی سے دیکھا۔

"اور۔۔۔ آپکی۔۔۔ مدر" صارم بے یقین تھا مگر دل سے بھوج اترتا فوراً سے اگلی بات کہی کہ وہی تو اس کی شادی
کرنے جا رہی ہے۔

"میں دیکھ لوں گا" راحم نے سمیہ کو خود سے دور کرتے کہا۔ سمیہ مسکراتی نظروں سے اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی۔
راحم چلتا اس تک آیا تو صارم مسکراتی نظروں تشکر سے دیکھ رہا تھا۔

راحم نے پھر سے مکا مارا اس بار تگر امکا تھا کہ صارم بری طرح لڑکھڑایا۔ سمیہ کے رنگ اڑ گئے۔
"بیوقوفوں کی طرح بزدلوں کی طرح کھڑکیاں پھیلاؤ کر نہیں آتے" راحم نے اسے وارن کیا تو وہ ہنس دیا۔



"ماما۔۔۔۔۔آپ۔۔۔۔۔نے خودی کہا تھا کہ میں غور کروں اسکی باتوں کا" دیا اپنی ماں کے سامنے بیٹھی کہہ رہی تھی اور اسکی ماں سپاٹ چہرے سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"تو بیٹا مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ میری بیٹی اتنی بچکانہ سوچ کی مالک ہے" انہوں نے ترخ کر کہا۔

"کیا مطلب آپکا۔۔۔۔۔وہ اگر مجھے پسند کرتا ہے تو کیا اس میں برائی ہے؟؟؟" وہ اپنی ماں کی بات کو سمجھ نہیں پارہی تھی کہ آخر مطلب کیا ہے انکا۔

"ہاں تو کوئی بھی پس دکرے گا تو شادی تو نہیں نا کر دیں گے ہم۔۔۔۔۔اگر بات رضا فراز کی ہوتی وہ تمہارے کیے پر پوزل بھیجتا تو میں فوراً سے ہاں کر دیتی۔ مگر غازی۔۔۔۔۔نو۔۔۔۔۔نیور۔۔۔۔۔سیج آنون سیریس بوائے۔۔۔۔۔مردوں کو زرا سنجیدہ اور سوبر ہونا چاہیے نا کہ ہی ہی ہاہا کرنے والا۔۔۔۔۔اور وہ ایک نمبر کا عجیب لفنگا لڑکا لگتا ہے۔۔۔۔۔اور یقین نہیں آرہا کہ تم مجھ سے اس کیلئے آرگیو کر رہی ہو" انکو تو یقین نہیں آرہا تھا کہ انکی سٹینڈرڈ کی بیٹی کہاں کا سوچ رہی ہے۔ دیا حیرانی سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔

"ماما۔۔۔۔۔غازی میں کیا برائی ہے؟؟؟ صرف یہ کہ وہ شوخ مزاج ہے؟؟؟ وہ تو میں بھی ہوں۔۔۔۔۔اور اس سے زیادہ میں لبرل ہوں۔۔۔۔۔انڈیپینڈنٹ ہوں۔۔۔۔۔اور یہ کس نے کہا کہ لڑکیوں کو بس سوبر ہی پسند آتے ہیں! مجھے سریل لائف پارٹنر نہیں چاہیے جس سے بات کرنے کیلئے مجھے کئی طریقے سوچنے پڑے۔۔۔۔۔جس سے کوئی فرمائش کرنے کیلئے اس کے تیور کو سامنے رکھنا پڑے۔۔۔۔۔مجھے ایک ایسا شخص چاہیے جس سے میں سکون سے بات کر

سکوں۔۔۔ میری خواہشوں کا وہ خیال رکھے۔۔۔ مجھے کچھ منوانا ہو تو اتنی محنت نا کرنی پڑے۔۔۔ میری تکلیف کو سمجھے۔۔۔ اور میری چھوٹی سے چھوٹی خوشی کو سر آنکھوں پر رکھے۔۔۔ اور معاف کر ناما۔۔۔ آپ کے اس عظیم سمیع میں یہ کٹیگریز نہیں ہیں۔۔۔ یہ سب۔ غازی میں ہے۔۔۔ اور میں اسکے علاو کسی سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔ اگر آپ کو مسئلہ ہے تو بتادیں میں چلی جاؤں گی سٹیٹس چاچو کے پاس مگر اس کے علاو شادی کسی سے نہیں کروں گی "وہ اپنا دو ٹوک فیصلہ سناتی بنا انکی سنے کمرے سے جا چکی تھی اور پیچھے وہ سن ساکت اسکی باتوں میں جکڑی ہوئی تھیں۔ انکی بیٹی انکے ساتھ نہیں تھی انکے فیصلے کو نہیں مان رہی تھی۔ جس نظر سے وہ دیکھ رہی تھیں انکی بیٹی ویسے نہیں سوچ رہی تھی۔ مگر جیسے انکی بیٹی سوچ رہی تھی انہوں نے بھی نہیں سوچا تھا۔



"کچھ کھا لوں گی" صارم اسکے کیے کھانا لایا تھا مگر وہ نہیں کھا رہی تھی بخار سے برا حال تھا۔ جب سے آئی تھی کمرے میں بند تھی۔ یہ تکلیف کم نہیں تھی کہ جسے اتنا بلند مقام دیا اس نے ہی زمین پر پٹخا۔ جس سے اتنی محبت کی اس نے ہی عزت کا جنازہ نکالنا چاہا۔ جس سے مسکراہٹوں کی چاہ کی اس نے ہی زخم دینے چاہے۔ اور اب اسکی آنکھیں روتی نہیں تھیں مگر اسکا دل روتا تھا وہ چاہ کر بھی اس سے نفرت کر ہی نہیں پار ہی تھی۔ شدت اتنی تھی کہ سکون نہیں مل رہا تھا۔ کبھی کبھی سوچتی کہ کاش وہ اسکے نام ہو چکی ہوتی تو سب پہنچتے تو بے شک وہ کے جاتے مگر وہ ساری عمر اسکے نام پر رہتی پھر خود کو سرزنش کرتی کہ دل کو سمجھاؤ جو ہوا صحیح ہوا اس سے نکاح نہیں ہوا اور نہ۔ ساری زندگی کی رسوائی

ملتی۔ اور ویسے بھی کونسا رضاء سے سے محبت کرتا تھا؟ وہ تو اپنی بہن کی ضد چڑھ میں اس سے نکاح کر رہا تھا۔ ورنہ ایک ہفتے میں کونسی محبت ہو گئی۔

اسکا دل اور دماغ دونوں ہی الٹ سوچتے تھے۔

"نگی میڈلینی ہے تو اسکے کیے کچھ کھانا ضروری ہے" صارم نے اسکے سر کا بوسہ لیتے ہوئے کہا

"مجھے کچھ نہیں کھانا صارم۔۔۔ بس سونا ہے۔۔۔ سونے دو" وہ آنکھوں پر بازو رکھتے بولی۔

"کسی نا قدرے کیلئے آنسو بہائیں جائیں تو تکلیف بہت ہوتی ہے" وہ اسکی حالت سمجھتا دھیمے لہجے میں بولا۔

"آنسو تو آ ہی نہیں رہے" وہ گہرا سانس لے کر بولی پھر اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"ایسا تو نہیں چاہا تھا کبھی صارم" وہ اپنے ہاتھ کی لکیروں کو دیکھتی بولی۔

"میری غلطی ہے ساری۔۔۔ نا میں شاہو کے ساتھ جاتا۔۔۔ نا نوبت یہاں تک اتی" وہ اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں

میں کیتا شرمندگی سے بولا۔

"نہیں صارم۔۔۔ جو ہونا تھا وہ ہو گیا تھا۔۔۔ مگر جو بعد میں ہوا وہ نہیں۔۔۔ نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔ میرا دل قبول

نہیں کرتا۔۔۔ کہ جسے دل میں بسا کر رکھنا کسی پر عیاں کیا نا اسکا نام کبھی زبان پر لائی۔۔۔ وہی سامنے آیا تو ایسے!

عزت کا جنازہ نکالنے والا بن کر؟" وہ اسکے کندھے سے لگی سسکا اٹھی۔

"میری غلطی کی سزا تمہیں بھگتنی پڑی۔۔۔ میں اسے بخشوں گا نہیں نگي تم دیکھنا" وہ اسکے ار کو تھپکتا دانت پیس کر

بولا

"نہیں صارم۔۔۔ تم۔۔۔ کچھ نہیں کرو گے۔۔۔۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔۔ میری قسم تمہیں" وہ تڑپ کر اسکو دیکھتی بولی۔ وہ اسے ڈانٹ سکتی تھی، اسکو سزا بھی دے سکتی تھی مگر یہ اسکے بس میں نہیں تھا کہ اسکی طرف سے جوئی بری خبر سنے۔۔۔ اسکی سانسوں سے کی تو اسکی اپنی سانسیں تھیں۔

"اچھا۔۔۔ بس۔۔۔" وہ اسکا ماتھا چوم کر بولا۔ وہ سمجھ رہا تھا اسکے دل کی حالت محبت رسوا کرتی ہے کسی نے صحیح کہا تھا۔ آج وہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی کہ اس رضا نے غلط کیا مگر وہ محبت کے ہاتھوں مجبور ہو جراسے تکلیف میں بھی دیکھ سکتی نہیں

"میں نے اگلے ہفتے کی ٹکٹس کروائیں ہیں۔۔۔ مالدیپ کی۔۔۔۔۔ ممانی کو بتا دیا ہے کہ تم آرہی ہو۔۔۔ وہاں جاؤ گی تو بیٹر فیل کرو گی" وہ اسکا سر تھپکتا پیار سے بولا تو نگین نے گیر اسان لیا اور وہ کیا کہہ سکتی تھی

"ریسٹ کرو" وہ پیار سے کہتا کمرے سے چلا گیا۔

نگین نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگالی۔ وہ پاک میں رہے یا کسی مالدیپ میں۔۔۔۔۔ جو دل کی حالت اسے دیکھنے سے سنورتی ہے وہ تو سدھرنے سے رہی۔ جو دل اسی کے نام پر دھڑکتا ہے وہ کہیں دور چلے جانے سے سدھرتو نہیں جائے گا۔۔۔۔۔

وہ جو تیرا میرا قرار تھا۔۔۔۔۔

تجھے یاد ہوگا! شاید نہیں۔۔۔!

وہ جو پہلی نظر میں۔۔۔

دل دھڑکا تھا۔۔۔

تجھے یاد ہوگا! شاید نہیں۔۔۔۔!

وہ تیرا میرے ہاتھ کو پکڑنا۔۔۔

میری چوڑیوں کے رنگ دیکھنا۔۔۔

میرے ہاتھ کی نرمی جانچنا۔۔۔

میری دھڑکنوں کا شور کرنا۔۔۔

تجھے یاد ہوگا! شاید نہیں۔۔۔۔!

وہ تیرا آنکھوں سے شرارتیں کرنا۔۔۔

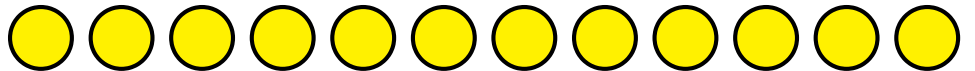
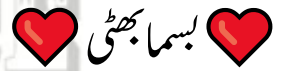
وہ تیرا باتوں سے دل بہلانا۔۔۔

وہ تیرا میری سکان پر فدا ہونا۔۔۔

وہ تیرا میری آنکھوں کو چومنا۔۔۔

تجھے یاد ہوگا!۔۔۔ شاید نہیں۔۔۔!

READERS CHOICE



"میں تم سے بات کر رہا ہوں تمہیں بلارہا ہوں جواب کیوں نہیں دے رہی؟؟؟" وہ دیا کو مسلسل بلارہا تھا مگر وہ اگنور کیے یونیورسٹی میں کوریڈور میں چل رہی تھی۔ وہ جو اس سے ملنے آیا تھا اسکا انداز اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔

"لسن ٹومی" غازی نے اسکا بازو کھینچ کر اپنے مقابل کیا۔

"جب تم سے بات نہیں کر رہی تو سمجھ نہیں آرہی کہ بات نہیں کرنی میں نے" کوریڈور میں لیکچرر کی وجہ سے اکا دکا سٹوڈنٹس تھے اور دسمبر شروع ہو چکا تھا تو دھند اور سعدی سے بھی سٹوڈنٹس نہیں باہر تھے۔

"بٹ مجھے بات کرنی ہے۔۔۔ تم سے کرنی ہے۔۔۔ اگنور کیوں کر رپی ہو یا؟" وہ اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیتا نرمی سے بولا کچھ تو غلط تھا ورنہ دیبا کم سے کم غازی سے ایسے بات نہیں کرتی اور پر سو ہی تو اس نے محبت کو قبول کیا تھا اور اب اب کیا ہوا؟

"غصنفر چودھری جی۔۔۔ مجھ پر اپنا کوئی حق مت جتاؤ۔۔۔ دور رہ کر بات کرو۔۔۔ سمجھے !؟" وہ اپنا بازو چھڑواتی تیکھے تیوروں سے بولی۔ آنکھیں بے حد سرخ تھیں۔ غازی کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ موڈ کیوں دکھا رہی ہے یہ اور حق ! یہاں میٹر گھوم گیا ماتھے پر شکنیں آئیں اور اسے بازوؤں سے پکڑ کر دیوار سے لگایا۔ وہ اسکی تکلیف دیتی انگلیوں سے جو اس کے بازوؤں میں کبھی تھیں درد سے آنکھیں بند کیں۔ اور کھولیں ضبط سے تو سرخ کٹوروں میں گرم پانی جمع ہو گیا تھا۔ التجائیہ نظر سے اسکی آنکھوں میں دیکھا جو اسے ہی سخت تیوری سے دیکھ رہا تھا۔

"حق؟؟؟؟ میرے علاوہ کسی کی اوقات نہیں کہ منہم پر حق جتا سکے۔۔۔ اس کی آنکھیں پھوڑ دوں گا جو تمہیں حق سمجھ کر دیکھے۔۔۔ اس کے ہاتھ توڑ دوں گا جو حق سمجھ کر تمہیں ٹچ کرے۔۔۔ اسکی سانسیں اکھیر دوں جو تم میں

دل جانم من رقصہ

حق سمجھ کر اتارنا چاہے۔۔۔۔ میں یعنی غضنفر چودھری تم سے بے انتہا محبت کرتا ہے اور غازی کے خون میں شامل ہے جس سے محبت ہوتی ہے اسے آخری سانس تک اپنا بنائے رکھتے ہیں۔۔۔۔ اور تم مجھے بتا رہی ہو کہ میرا تم پہ حق نہیں۔۔۔۔ سوچا بھی کیسے؟ "وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا گر جادیا نے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔ اس میں ہمت نہیں تھی اسکی آنکھوں میں دیکھنے کی۔ وہ سچا تھا بے حد محبت کرتا تھا مگر وہ کی اگر تیا س کے بس میں نہیں تھا سب۔

"دیکھو۔۔۔ غ۔۔۔" ابھی وہ اتنا ہی بولی تھی کہ غازی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور چہرے کے قریب ہوا۔ صرف 2 انچ کے فاصلے پر وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"میں منہ سے ہاتھ ہٹاؤں گا۔۔ اور تم مجھے صرف یہ بتاؤ گی کہ اسکی وجہ؟؟؟؟؟ تم بھی مجھسے ہی محبت کرتی ہو۔۔۔
محبت نا سہی پسند ضرور کرتی ہو۔۔۔۔ مگر اچانک یوں انکور کیوں؟؟ صرف وجہ؟ کوئی ایکسیپلینیشن نہیں۔۔ کوئی
دلائل نہیں۔۔ صرف اس بات کو کہو جو سچ ہے جو تمہیں مجھسے دور کر رہی ہے۔۔ میں اسے دنیا سے ہی ختم کر دوں
گا" دھیمی آواز میں مگر سرد لہجے میں بولا دیبا کی آخری بات پر آنکھیں ابل آئیں۔

"ماما ہیں میری پاگل" وہ اسکا ہاتھ جھٹکتی غصے سے بولی۔ غازی نے اس کی بات کو سمجھا اور گہرا سانس بھرا۔ اور اس کے ماتھے پر سے شکنیں ہٹ چکیں تھیں۔ دیبا نے سر جھکا لیا اب ظاہر ہے وہ بتا چکی تھی کہ آخر رکاوٹ کی وجہ کیا۔

"لسن" غازی نے اسکے گال پر ہاتھ رکھا تو وہ کسمسا گی وہ دھیرے سے مسکرایا ٹھنڈے ہاتھ دہکتے گالوں پر لگیں تو انسان ایسے ہیچود میں سمٹتا ہے اور اگر وہ ٹھنڈے ہاتھ محبوب کے ہوں تو.... ! ! ! ! ! بس



"سنو تو سہی" وہ اس کی شرم سے دہکتی گال پر ہاتھ پھیرتا چھیڑنے لگا۔

"غا۔۔۔ زی" وہ تیز ہوتی دھڑکن سے اسکے کندھوں کو دونوں ہاتھوں سے تھام گئی

"جانِ غازی۔۔۔۔ تم میری ہو۔۔۔ جانتی ہونا؟؟؟" اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرا شرم سے اسکی پلکیں لرز رہی تھیں۔

"بتاؤ؟؟؟ میری ہو یا؟؟ کسی" ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ دیبا نے تڑپ کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو اسکے لبوں پر رکھا۔ آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر گرے۔

غازی نے اسکے ہاتھوں کو ہاتھوں میں لیا اور اپنے لب رکھے۔ اور اسکی ٹھنڈی ہتھیلیوں کو گہرے بو سے دیے۔
"مجھے۔۔ تمہارے علاوہ کسی سمیج سے شادی نہیں کرنی۔۔۔ پلیز۔۔۔۔" وہ رودی سسک سسکر کر اور سر جھکا گئی۔

غازی نے اسکے چہرے کو ہاتھوں میں لیا اور اسکی سرخ پانیوں سے بھری آنکھوں کو دیکھا۔

"اس لیے رو رہی ہو بس؟؟؟" وہ اسکی آنکھوں سے نکلنے والے آنسو کو انگلیوں کے پوروں سے چختے بولا۔

"بس؟؟؟؟؟؟؟؟؟" دیبا چیخ اٹھی کہ بدھو کیلئے کوئی بات نہیں۔

"ہاں نا۔۔۔ سمپل حل۔۔۔ بھاگ جاتے ہیں۔۔۔ مجھے ایڈوینچر بہت پسند ہے" وہ نچلے لب کو دانتوں سے دباتا

ہنسی ضبط کرتا بولا۔ اور اسکی آنکھوں میں بے بسی حد سے زیادہ پھیل گئی اور آنسو لڑی کی صورت میں نکلنے لگے۔

"ارے یار سنو تو" وہ اسکی حالت سمجھتا ہنس کر بولا۔

"تم دفعاں ہو جاؤ۔۔۔۔۔ جارہی میں سٹیٹس۔۔۔ کر لینا ایسی لڑکیسے شادی جو ایڈوینچر پسند کرتی ہو" وہ روتی اسکے حصار سے نکلنے لگی مگر غازی ہنستے اپنا حصار تنگ کرتا اسے کمر سے تھام کر سینے سے لگا گیا اور وہ دودنوں کا گبار تکلیف اسکا سینہ ملتتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وہ اسکے گرد بازوؤں کا گھیر کرتا آنکھیں بند کر گیا۔

"ڈوسمٹھنگ بدھو۔۔۔۔۔ ماما نہیں مان رہی۔۔۔ اب تم بزدلوں کی طرح پیچھے مت ہٹنا۔۔۔۔۔" وہ روتی اسکی آنکھوں کو دیکھتی بولی۔ وہ مسکرایا اور ایک ہاتھ اسکے گال پر رکھا۔

"پیار کرتی ہو؟؟؟" اسکی گال کو انگوٹھے سے سہلایا۔ دیبانے آنکھیں سکیریں کہ ابھی بھی ضرورت ہے ! ۔

"ہاہا۔۔۔ بتاؤ نا" وہ اسکے گال پر زور دیتا بولا۔ وہ آنکھیں جھکاتی سر ہلا گئی۔

"کتنا؟" اسکے کان کے پاس اپنے لب کرتا ہماری سے بولا۔ وہ کانپ گئی اسکا حصار اور آواز۔ روح جسم سے نکالنے کے درپر تھے۔

"غ۔۔۔۔۔ غازی۔۔۔۔۔ ہ۔۔۔۔۔ ہم ی۔۔۔۔۔ یونی۔۔۔۔۔ م۔۔۔۔۔ میں ہیں" وہ اسکی جیکٹ کو مٹھیوں میں بھینچتی بولی۔

"تم میری ہو۔۔۔۔۔ اور بتاؤ کتنا پیار کرتی ہو؟ مجھ سے کم یا زیادہ؟؟؟؟" وہ اسکے کان کی لو کو دانتوں میں دبا کر بولا۔

وہ تڑپ کو مچلی مگر اسکا حصار مزید تنگ ہو گیا۔

"ب۔۔۔۔۔ بہت زیادہ۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ سے زیادہ" وہ حالت غیر ہوتے آنکھیں میچ کر بولی۔ وہ مسکرایا

"یہاں کس کا حق ہے؟" اسے لبوں پر انگلی رکھی۔ اور دیا اسکی بے شرمی بے باکی پر شرم سے پانی پانی ہو گئی

"میرا کس..؟" ابھی اتنا ہی تھا کہ دیبا نے سخت نظر سے گھورا کہ وہ قہقہہ لگا اٹھا اور دیبا بچاری اور شرمندگی سے سر

جھکا گئی کہ وہ اعتراف کر گئی تھی کہ اسکے کس کرنے کا حق صرف غازی کے پاس ہے۔۔۔۔

"کین آئی کس یو۔۔۔ چھوٹی سی؟؟" وہ اسکے گال چومتا گھمبیر لہجے میں بولا

"نو۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔ یونی میں ہیں۔۔۔ ہٹو" وہ فوراً سے سٹیٹاتی دور ہونے لگی مگر غازی نے نہیں چھوڑا۔

"غازی" وہ اسکے چہرے کو دیکھ کر بے چارگی سے بولی۔ اور مسکراتا اسکا چہرہ سامنے کر گیا جہاں دونوں میں انچ سے کم

فاصلہ تھا۔ اسکی سانسیں اور کلون کی خوشبو دیبا کے حواسوں پر چھا رہے تھے۔ وہ مدہوش ہو رہی تھی آنکھیں جھکا گئی۔

"میری خوشبو پیاری ہے؟" وہ اسکے لبوں کو دیکھتا بولا۔ اور وہ مدہوش سی ہوتی سر ہلا گئی۔

"میں بتاؤں کہ تمہاری اچھی خوشبو ہے کہ نہیں؟" وہ اسکی گال پر لکیر کھینچ کر بولا تو وہ بے دھیانی میں سر ہلا گئی۔

وہ بھی مدہوش ہوتا اسکے لبوں کے طرف بڑھا۔ دھیرے دھیرے۔۔۔۔ اور اسکی بڑھتی خوشبو اسے پاگل کر رہی

تھی وہ اسکے گردن کے گرد بازو ڈالتی اسکے کلون میں گہرا سانس لیا اور نڈھال سی اسکے بازوؤں پر اپنا سارا وزن ڈال

چکی تھی۔ وہ مسکراتا اسکے لبوں کے پاس اپنے لب لایا۔ زبان نکال کر اسکے نچلے ہونٹ کو چھوا کہ وہ ایک دم ہوش میں

آئی ایک انجانہ سا ح کر نٹ اسکے جسم میں سرایت کر گیا۔

غازی نے اپنے اوپر کے ہونٹ کو اسکے نچلے ہونٹ پر پھیرا کہ وہ لرزتی سانس رتک گی۔ وہ دوبارہ مسکراتا دھیرے سے چھوٹی سی صرف 2 سیکنڈ کی جسارت کر گیا کہ وہ جو سانس روکے کھڑی تھی دل کی دھڑکنے کی آواز اپنے کنوں میں محسوس کرنے لگی۔ اور اگر وہ ناپکڑتا تو وہ ضرور لرزتی ٹانگوں سے زمین بوس ہوئی ہوتی۔

"خوشبو۔۔۔ جانیو ہے۔۔۔۔۔ دل کر رہا ہے کھا جاؤں تمہیں۔۔۔ بٹ مجھے پتا ہے۔۔۔۔۔ یہاں پاک میں کھا جانے کیلئے پر مٹ چاہیے ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اور میں جلد وہ حاصل کروں گیا۔ اور تمہیں اتنا کھاؤں گا کہ تم میں صرف میں اور مجھ میں صرف تم رہ جاؤ گی" اسکے لرزتی لال لبوں کو دیکھتا وہ ہوش کھو رہا تھا۔
دونوں ایک دم ہوش میں آئے جب کسی گروپ کی باتیں کرنے کی آوازیں قریب سے آنے لگی تھیں۔ وہ مسکراتا اسے چھوڑنے کو تیار نہ تھا مگر وہ ڈر رہی تھی کہ اگر وہ گروپ یہاں آگیا تو وہ اسے دھکا دیتی دور کر گی اور اب دونوں ایسے کھڑے تھے جیسے کسی سبجیکٹ پر ڈسکس کر رہے تھے۔ وہ گروپ لڑکیوں کا گروپ تھا باتیں کرتا گزر گیا انکو کچھ علم نہ ہوا۔ وہ گیا تو دونوں نے گہرا سانس لیا

"تم۔۔۔ بد تمیز۔۔۔ بے شرم۔۔۔ مجھے بیاہنے آو۔۔۔ پھر مانوں گی" اسکے کندھے پر ہٹ کرتی وہ اپنے گالوں کیسرخی چھپاتی آگے بڑھی۔

"your lips are like red jam, red lipstick taste amazing" وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا مسکرا کر بولا۔ اور اسکی بات سن کر وہ کانوں تک سرخ ہوئی۔ اور پلٹ کر اسے سخت نظروں سے گھورا۔

"لال ہونٹوں کے پیچھے تیز دانت بھی ہیں" وہ لٹے قدم لیتی مزے سے بولی

"تو آؤ کاٹ لو آکر پیار سے" وہ اور بے باک ہوا اور بازو پھیلا دیے۔

"بے شرم بد تمیز" اسکی آنکھیں ابل آئیں اور پلٹ کر تیزی سے کوریڈور سے دور ہو گئی اور وہ مسکراتا پلین بنا چکا تھا کہ کیسے اسکی ماں کو پٹانا ہے۔



"مامامیری بات تو سنیں" راحم رجب بیگم کو منار ہاتھ مگر وہ غصے سے بھری تھیں۔ انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ سمیہ نے اپنے بھائی سے اپنی محبت کی بات کی زرا شرم نا آئی۔

"بس کرو راحم۔۔۔ زرا شرم نا آئی اسے" وہ جھڑک بولیں۔ راحم انکے سامنے گٹھنے کے بل بیٹھا اور انکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا

"میں نے زور دیا اسے۔۔۔ وہ تو ہم سب کی خوشی پر سر جھکا گئی تھی۔۔۔ وہ تو کبھی بتاتی بھی نا اگر وہ لڑکا نا بولتا" وہ سکون سے بولا

"کون سا لڑکا۔۔۔ وہ تم سے مل کہاں؟" رجب بیگم کو حیرت ہوئی کافی۔

"ماما۔۔۔ لڑکا کہاں ملا یہ نا دیکھیں۔۔۔ یہ دیکھیں کے اسنے میری مارک سامنے اپنا ہاتھ نہیں اٹھایا بلکہ اس نے تڑپ کر مانگا ہے سمیہ کو مجھ سے۔۔۔ وہ ہماری رضا کے بغیر کچھ نہیں چاہتا۔۔۔ آپ ماجائیں۔۔۔ محبت نا ملنے کی تڑپ میں جانتا ہوں۔۔۔ جانتا ہوں غلطی ہوئی ہماری بہن سے کہ وہ کسی کو پا کر بیٹھی مگر وہ غلطی سدھار سکے گی اگر ہم

اسکی چاہت کی قدر کریں۔۔۔ زندگی انہوں نے گزارنی ہم نے نہیں۔۔۔ اری زندگی کاروگن دیں۔۔۔ اور میں

اپنی چند اکوہ خوشی دوں گا" وہ آخر میں اپنا فیصلہ سنا گیا

"یہ تم مجھے منارہے ہو یا حکم صادر کر رہے ہو" رجب بیگم نرم پڑتے ہی راحم کا کن مڑوڑ کر بولیں کہ راحم قہقہہ لگا اٹھا۔

"میں اس لڑکے کی فیملی سے ملوں گی صرف تمہاری وجہ سے" وہ راحم کو وارن کرنے والے انداز سے بولیں تو راحم مسکراتا انکا ماتھا چوم گیا۔

"راحم" انہوں نے اسے اپنے ساتھ بٹھایا تو وہ بھی متوجہ ہوا۔

"انعم کا ساتھ تمہیں قبول نہیں؟؟؟" وہ ادا سی بولیں۔ "نہیں ماما۔۔۔ یہ بات نہیں۔۔۔ میں نے کبھی صنم کی جگہ دیکھا نہیں کسی کو۔۔۔ اس وہ مرتبہ دینا مشکل ہے" وہ سر جھکا کر بولا

"میں سمجھتی ہوں۔۔۔ اور اگر کہتے ہو تو میں معذرت کر دیتی ہوں تم زبردستی کا رشتہ نانہاؤ" وہ اسکو دیکھتی جاچتی نظروں سے بولیں۔ راحم ن چونک کر سراٹھا کر دیکھا کہ اسکی ماں مزاق کر رہی ہے کیا؟ مگر وہ سیریس تھیں۔

"نوماما۔۔۔ کسی صورت نہیں۔۔۔ انج جیسی لڑکی میں چراغ لے کر بھی دھونڈوں گا تو بھی نہیں ملے گا۔۔۔ میں چاہ کر بھی چھوڑ نہیں سکتا۔۔۔ مجھے نہیں معلوم کیا ہے یہ بٹ مجھے اسکا ساتھ چاہیے۔۔۔ اس سے جب بات

کرتا ہوں تو کسی اور کو سننے کا دل ہی نہیں کرتا۔ وہ بہت سویٹ ہے۔۔۔ وہ وفدار ہے اپنے رشتے سے ماں۔۔۔ مجھے سمجھتی ہے۔۔۔ اور میں نے کبھی اسکی باتوں میں نہیں دیکھا کہ مجھے صنم کے حوالے سے جیلس ہوئی ہو یا کوئی بات

کی ہ بلکہ ہماری باتوں میں صنم کا تذکرہ ہوتا ہی نہیں "وہ اپنے دل کی باتیں جو محسوس کرتا رہا ہے اپنی ماں سے کہہ رہا تھا اور وہ مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔

"جو دل د لگی، جو اپنائیت جو ملن کی چا نکاح کے بعد ہوتی ہے ناراحم، بچے وہی اصل محبت ہوتی ہے نکاح سے پہلے کوئی محبت نہیں ہوتی بیٹا گناہ ہوتا ہے وہ ناجائز ہوتی ہے۔۔۔۔۔ جائز محبت نکاح کت بعد ہوتی ہے جس کا حکم میرا رب دیتا ہے۔۔۔ جو بھی ہوا جیسے بھی ہوا اب وہ تمہارے نکاح میں ہے اسکے علاوہ کسی کو نادیکھنا۔" وہ سکراتی سمجھا رہی تھیں اور وہ سر جھکائے سمجھ رہا تھا۔

"اب جاو میں کچن میں جا ہی ہوں" وہ اسکا ماتھا چومتی بولیں تو وہ مسکراتا اٹھ گیا۔



"رضا بھائی تم آرہے ہونا؟" انعم نے اسے کال کی تھی۔

"انعم مجھے نہیں آیا جائے گا" وہ سرتکے پر رکھے بولا

"بھائی۔۔۔ میری شادی ہے۔۔۔ اسی ماہ۔۔۔۔۔ 3 ہفتے سارے۔۔۔۔۔ تمہارے بغیر کیسے "وہ روہانسی ہوگی۔"

"انعم۔۔۔" وہ لب بھیج گیا

"برخوردار" بھاری آواز کانوں میں گونجی کہ وہیٹ آنکھیں کھولتا اٹھ بیٹھا یقین نہیں آ رہا تھا کہ اسکے باپ نے بلایا

اسے۔

"بابا۔۔۔" خوشی اسکی آواز رندھ گی آنکھوں میں پانی آ گیا۔

"بہن کی شادی ہے لڑکے تم مجھے کل گھر نظر آوا بڑھاپے میں بھی تم مجھے اکیلا کر دو گے؟" وہ اسکو ڈانٹ کر بولے کہ وہ رو دیا۔ اسکی ہچکیوں کی آواز موبائل میں صاف آرہی تھی فراز جمالی انعم کی آنکھیں بھی بھیگ گئیں۔

"چلو بس کرو۔ فوراً پاک۔ آؤ" وہ ضبط سے بولے تھے۔

"بابا آپکا حکم سر آنکھوں پہ۔۔۔ میں شام کی ہی فلائیٹ بک کروانا آپ نے مجھ سے بات کی میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے" وہ سرشاری سے بولا۔ فراز جمالی بھی مسکرا دیے۔

"بھائی جلدی آجائیں صنم بہت اداس ہے آپ کے بن" انعم نے مسکرا کر کہا۔

"بس سمجھو آگیا" وہ چہک کر بولا۔



"شاہ۔۔۔ سو نگ سنائیں" وہ اسکی گود میں بیٹھی بولی۔

"مجھے پیچ دیکھنے دو صنی۔۔۔ یار۔۔۔ واؤ۔۔۔ سکسر۔۔۔ یے یے" وہ اسے کہتا پیچ دیکھ رہا تھا کہ سامنے ہی پاک اور آسٹریلیا کا پیچ چل رہا تھا کہ پاک کی ٹیم نے چھکا لگایا تھا۔

"شاہ" وہ اسے انور کر رہا تھا وہ ٹھہ کر جان لگی کہ ابرار نے ااکے گرد بازو حائل کی وہ منہ دوسری طرف کر گئی۔ وہ مسکراتا ٹی وی آف کرتا اسکا چہرہ اپنی طرف کیا۔

"کونسا سننا" وہ اسکے گال سہلاتے بولا۔

"نہیں دیکھو ٹی وی" وہ ترخ کر بولیں

"ایسے کیسے" اسکے ہونٹوں پر گرفت کرتا بولا کہ وہ اسکی گردن کے گرد بازو حائل کر گئی۔

"کونا سننا بولو" وہ اسکا سر اپنے کندھے اے لگاتا بول۔

"اتنی بھی اچھی آواز نہیں آپکی" وہ ہنستی بولی کہ ابرار نے آنکھیں سکیر کر اسے دیکھا کہ وہ قہقہہ لگائی۔

"میرے شاہ۔۔۔۔۔ جو چاہیے تھا مل گیا مجھے" اسکے گالوں پر بوسہ دیتی مسکرا کر بولیں

"بٹ مجھے ابھی نہیں ملا" وہ اسکی گردن میں بازو ڈالتا ہونٹوں پر سخت گرفت کر گیا۔۔۔



"آئی آپ اپنی بات کریں کیا اصل وجہ ہے؟" وہ اس وقت دیبا کی ماں کے سامنے اپنے بھائی کے ساتھ بیٹھا تھا اور راحم ہی بات کر رہا تھا والدین تک تو بعد میں جائیں گے پہلے ماں کو تو منالیں جس نے بیٹی دینی تھی۔ یہ تو غازی جانتا تھا کہ راحم کو جب دیبا کے بار میں بتانا تھا تو کتنی شرم جھجک سے اسے گزرنا پڑا وہ سمجھتا تھا کہ لندن یو کے رہنے والے ہر بات آسانیسے کہہ سکتے ہیں مگر بھول گیا تھا وہ انگریز کی اولاد نہیں بلکہ ایک پاکستان کے لاہور کے چودھریوں کا خون ہے۔ اور راحم نے بھی اپنے بھائی کا بہت ریکارڈ لگایا تھا۔

"راحم۔۔۔۔۔ بچے آپ سمجھدار کو۔۔۔ آپ بھی جب سمیہ بیٹی کیلئے رشتہ دیکھو گے تو کسیا چھ لڑکے کا سوچو گے جو سینسیبل ہو، رسیپو نسیبل ہو۔۔۔۔۔ بس ہم بھی وہی دیکھ رہے۔۔۔ میں آپ سے جھوٹ نہیں کہوں گی جیسے آپ

پنچپول ہو، ڈیسنٹ ہو اتنا ہی الٹ آپ کا یہ چہیتا ہے۔۔۔ بہت بچگانی حرکتیں ہیں "وہ بنا بات کو گھمائے اپنی سوچ کے مطابق بتا گئیں۔

"ا۔۔۔" ابھی غازی کچھ کہنے لگا تھا کہ راحم نے اسے آنکھوں سے روکا۔ اور راحم نے وہ کیا جو ہر بار وہ منانے کیلئے کرتا تھا۔ وہ اٹھ کر دیبا کی ماں کے گھٹنوں کے پاس بیٹھ گیا وہ بوکھلا کر سیدھی ہوتی کچھ کہنے لگیں تھیں کہ راحم نے روک دیا۔ "آنٹی۔۔۔ غازی اور دیبا دونوں بہت پسند کرتے ہیں ایک دوسرے کو۔۔۔ کسی اور سے شادی کروا کے زندگی تمکنا کریں۔۔۔ آزمائشیں انہیں پر آتی ہیں جو ایمان اور کردار کے کھڑے ہوتے ہیں۔۔۔ آپ یہ ناسوچیں کے میرا بھائی کیسا ہے بس یہ سوچیں کہ اسلی ضمانت میں خود دیتا ہوں۔۔۔ آپ کی بیٹی سے محبت کرتا ہے لارے نہیں لگائے۔۔۔ آپ انکارنا کریں۔۔۔ اگر کبھی شکایت ہوئی تو مجھے جو سزا دیں گی قبول ہوگی۔۔۔ مگر یہ یاد رکھیے آپکی بیٹی کسی ان چاہے رشتے میں بندھ کر دس سال بھی جی لے گی نا تو دل سے کسک نہیں جائے گی، غازی کیلئے محبت نہیں جائے گی کیونکہ آپ نہیں مانی۔۔۔ مگر غازی کے ساتھ چاہے ایک پل بھی وہ جی لے گی نا تو اسے کسی سے بھی شکوہ نہیں ہوگا کیونکہ وہ اس کی چاہت ہے اور چاہتیں ایسے ہی شادابی لاتی ہیں۔۔۔ باقی فیصلہ آپکا ہے "وہ بول نہیں رہا تھا وہ جادو کر رہا تھا اپنی باتوں سے۔۔۔ اپنے الفاظ سے جو سیدھا انکے دل میں اتر رہے تھے۔

راحم اٹھ کھڑا ہوا مسکراتے سلام کیا اور غازی کو آنے کا اشارہ کرتا باہر کیس مت بڑھا غازی نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تو وہ زمین کو گھورتی کسی سوچ میں تھیں۔ وہ گہرا سانس بھرتا انکے پاس ویسے ہی بیٹھا جیسے راحم بیٹھا تھا۔

"آئی۔۔۔ مجھے دیبا دے دیں۔۔۔ بس۔۔۔ التجا ہے آپ سے۔۔۔ مرنے کا پتہ نہیں۔۔۔ مگر میں اسکے بنا کسی اور کے ساتھ جینا نہیں چاہتا۔۔۔ لوگ ضرور باتیں کرتے ہیں کہ محبت نامی تو مر جائیں گے مگر میں صرف یہ کہوں گا کہ دیبا نامی تو جینے کی چاہ نہیں رہے گی۔۔۔ کیونکہ میں اسکے ساتھ جینا چاہتا ہوں۔۔۔ اسکی خواہشات کو اسکے کہنے سے پہلے پوری کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ اسکی چھوٹی چھوٹی خوشیوں میں اپنی زندگی کی مسکان چاہتا ہوں۔۔۔ اسکے دکھ کا شریک ہونا چاہتا ہوں۔۔۔ میرے لیے اعزاز کی بقت ہوگی اگر اسکا ساتھ مجھے ملے۔۔۔ میں فورس نہیں کروں گا کیونکہ میری ماما کہتی ہیں کہ والدین جو کرتے ہیں ٹھیک کرتے ہیں اور یقیناً میری ماما کبھی غلط ہو ہی نہیں اکتی۔۔۔ آپکا فیصلہ سر آنکھوں پہ "وہ انکے ہاتھوں کو عقیدت سے بوسہ دیتا اٹھ کر باہر چلا گیا۔

اسکیچاہ، تڑپ سچائی انکو آسانی سے محسوس ہو گئی تھی وہ اپر سکون تھیں انکے دل نے فیصلہ سنا دیا تھا یہ دونوں بھائی ہیرے تھے اور وہ رشک کر رہی تھیں رجب بیگم پر جنہوں نے اتنے خوبصورت بیٹوں کو جنم دیا۔ وہ مسکرا دیں کیونکہ انکا دل اب پر سکون تھا جو خدشے تھے وہ ان دونوں نے دور کر دیے اب پریشانی کس بات کی۔

"گو اپ کر رہے ہو؟" راحم نے اسکی اتری شکل دیکھ کر کہا۔ "نہیں۔۔۔۔۔ شاید۔۔۔" وہ دروازہ بند کرتا سیٹ سے سرٹکا گیا۔

"میرے بھائی ہو، پریشان نا ہو۔۔۔ اللہ سب اچھا کرے گا" وہ مسکراتی آنکھوں سے اپنے خوبو بھائی کو دیکھا جو پوری کی پوری راحم کی کاپی تھا۔

بسما بھٹی

دل جانر من رقصہ

"ان شاء اللہ بھائی۔۔۔ میں دیا کو کھو نہیں سکتا۔۔۔ کم سے کم اس دنیا میں نہیں" وہ تھکے ہوئے لہجے میں کہتا
شیشے سے باہر دیکھنے لگا۔ اور راحم کے پاس الفاظ نہیں تھے جس سے وہ اپنے بھائی کی اداسی ختم کر سکے وہ خود اپنی چاہت
کو نہیں پاسکا تھا اپنے بھائی کو کیا کہتا۔ گہرا سانس لیا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔



دل ہے کہ مانتا نہیں۔۔۔

اس دل پہ کس کا زور ہے۔۔۔

کیسی ہے دل کی یہ لگی۔۔۔

کیسا یہ دل کا روگ ہے۔۔۔

تم کو نجانے کیا ہوا۔۔۔

آہوں پہ آہیں بھرتے ہو۔۔۔

دیوانے ہو تم دیوانے۔۔۔

دیوانی بات کرتے ہو۔۔۔

ہم تو چلو دیوانے ہیں۔۔۔

پر اپنا بتاؤ کون ہو تم؟

READERS CHOICE

"نگین تمہاری ٹکٹس آگئیں ہیں۔۔۔ سوچا تو یہ تھا کہ نیکسٹ ویک بھیج دوں بٹ پھوپھو کہہ رہی ہیں کہ اسی ویک بھیج دو، تو پر سوشام کی ٹکٹ ہے تیار رہنا" صارم اسکے ماتھے پر بوسی دیتا روم سے جلدی میں نکل گیا۔

پیچھے وہ گہرا سانس بھرتی رہ گئی۔ ابھی اربیڈ کے کراؤن سے لگایا ہی تھا کہ کھڑکی کھلے کی آواز آئی جیسے کسی نے لا کر توڑا ہو وہ اچھل کر بیٹھی ٹائم دیکھا تو رات کے 8 بج رہے تھے صارم گھر نہیں تھا وہ تو ابراہار کی طرف گیا تھا اور کھڑکی ایسے کھلنا اسکے اندر خوف کی لہر دوڑ گئی وہ خود میں سمٹ سی گئی۔ اچانک لائٹ چلی گئی کہ اسکا دل خوف سے بری طرح دھڑکنے لگا نظریں کھڑکی سمت تھی بے شک نظر کچھ آ نہیں رہا تھا مگر نظریں ادھر ہی ٹکیں تھی۔

اتنے میں ایک اور کھڑاک ہوئی کہ نگین نے سختی سے منہ پر ہاتھ رکھا کہ کہیں اسکی خوف سے چیخ ناکل جائے۔ ڈر سے پسینہ ماتھے پر چمک رہا تھا۔

اب کوئی اندر کو دا تھا جیسے کسی نے فرش پر جمپ لگایا ہو نگین کی آنکھیں خوف سے پوری کھل گئیں سانس رک چکی تھی۔ وہ فوراً سے بیڈ سے اتر کر دیوار سے لگ گئی تاکہ آرام آرام سے دروازے کی طرف بڑھ کر باہر نکل جائے۔

اب جو بھی اندر آیا تھا وہ چل رہا تھا اسکے قدموں کی دھمک قریب سے قریب تر ہو رہی تھی۔ وہ مزید ڈر گی خوف سے جسم لرز نے لگ چکا تھا۔ قدموں کی چاہ تیز ہوئی تو وہ سہم کر کھڑی ہو گئی اگر ہلتی تو ضرور وہ اسے نقصان پہنچا سکتا تھا۔

دل کی رفتار اب سست ہو رہی تھی۔ وہ اسکے سامنے یقیناً آ گیا تھا وہ ڈر کر چیخ ماردیتی اگر ایک مخصوص کلون کی خوشبو اسے ٹھٹھکنے پر مجبور نا کرتی۔ ایک ہفتہ کہنے کو سات دن مگر اسکے لیے ایک ایک سیکنڈ بہت معنی رکھتے تھے وہ اپنی

چاہت کی قید میں ہو کر بھی آزاد تھی اسکی خوشبو سے فرار تو وہ قید سے رہائی کے بعد بھی نہیں ہوئی تھی اور اب کیسے ممکن تھا وہ اسکے پاس ہو اور نگین پہچانے نا جس نے دل سے محبت کی تھی اس سے۔

دونوں بے حس و حرکت کھڑے تھے وہ دھڑکتے دل سے اسکی موجودگی کو اسکی خوشبو سے محسوس کر رہی تھی اور وہ نجانے کیوں اور کس لیے اسکے سامنے کھڑا تھا۔ اسکی مدہوش کرتی خوشبو سے آج بھی اتنا ہی پاگل ہو رہی تھی جب پہلی بار اسکی باہوں میں تھی وہ اسے اپنی جنونیت گنوارہا تھا اور وہ اسکی خوشبو سے بہک نا جائے اس پریشانی میں مبتلا تھی۔ نگین کے نزدیک وہ کوئی دنیا کا سب سے مختلف پرفیوم استعمال کرتا تھا جو دیوانہ کر دے۔ اب بھی اسکی خوشبو اسکے ناک کے نتھنوں سے ہوتی جس میں خون کی طرح پھیل رہی تھی اور شاید وہ بھی اسکی موجودگی میں بہکتا اسکے نزدیک ہو رہا تھا کہ گرم سانسیں نگین کے گالوں پر پڑیں جس کی تپش سے وہ آنکھیں بند کیے سردیوار سے ٹکا گی۔۔۔۔

ہاں وہی تھا۔۔۔ اسکے دل کا سلطان۔۔۔ اسکے دماغ پر حاوی ہوتا خمار۔۔۔ اسکی سوچوں کا محور۔۔۔ اسکے خوابوں کا رکھوالا۔۔۔ اسکی سانسوں کو جکڑنے کے طاقت رکھنے والا۔۔۔ اسکی زندگی کی طلب۔۔۔ اسکی چاہت کی تشنگی۔۔۔ اسکا۔۔۔ صرف اسکا۔۔۔ پوری وجود کے ساتھ۔۔۔ رضا فراز جمالی۔۔۔ اسکی آنکھوں کا نور۔۔۔ جو شاید اسکے ناہونے سے کہیں گم تھا۔

تم ہی ہو۔۔۔

اب تم ہی ہو۔۔۔

زندگی اب تم ہی ہو۔۔۔۔۔

چین بھی۔۔۔۔۔

میرا درد بھی۔۔۔

عاشقی۔۔۔۔۔

اب تم ہی ہو۔۔۔۔۔

تم ہی ہو۔۔۔۔۔ بس تم ہی ہو۔۔۔۔۔

زندگی اب تم ہی ہو۔۔۔۔۔

ساتھ والے گھر میں اس چلتے سحر انگیز میوزک نے دنوں کو اپنی جگی ساکت کر دیا تھا۔ وہ تو پہلے میبکھر رہی تھی اسکی خوشبو سے اور اوپر سے یہ الفاظ اسکی روح میں سکون بن کر اتر رہے تھے۔ کھڑکی کا دروازہ وہ توڑ کر آیا تھا باہر دسمبر کی راتوں کی سرد ہوائیں تھیں جس سے پردہ پھر پھر اربا تھا اور اسکی چاندنی پردوں کی اوٹ میں تھے۔ وہ دھیرے سے آگے ہوا اور اسکے دونوں اطراف ہاتھ رکھے۔ کھڑکی کے پردے تیز ہوا سے پھر پھراتے ہوئے ایک دم اوپ کو اٹھے اور چاند کی روشنی سیدھا نگین کے چہرے پر پڑی جس سے اسکا آتش رنک چمک اٹھا اور وہ جو اندھیرے میں اسکے نقوش کو محسوس کر رہا تھا ہوا کی شرار تپا اسکے چہرے پر نظریں ٹکا دیں جہاں وہ آنکھیں بند کیے کھڑی تھی واضح اعلان تھا کہ وہ جان گئی ہے کون ہے پاس میرے۔ وہ مسکرایا اور ساتھ ہی پردے نیچے ہو گئے اور ویسی ہی تاریکی چھا گئی۔

"مجھے پاگل کر کے۔۔۔ خود بھاگ رہی ہو۔۔۔ ناٹ گڈ جاناں" وہ اسکے کان کے پاس لب لا کر سر گوشیانہ انداز میں بولا اسکی آواز کیلیے تو وہ ترس گئی تھی وہ سکون سے گہرا سانس چھوڑتے اس سمت اہنا چہرا کیا جہاں سے آواز کانوں میں ٹکرائی تھی اسکا رخ پھیرنے پر لب رضا کے گال سے مس ہوئے وہ مسکراتا اسکے سامنے چہرا کر گیا۔

"اور مجھے تو پہلے سے ہی پاگل کیا ہوا ہے۔۔۔ اپنی عادت ڈال کر دور ہو گئے۔۔۔۔۔ بس ! یہ پاگل ہوئے تھے کہ دور چلے گئے" وہ اسکے پیٹ سے جیکٹ پکڑتی اپنی طرف کھی چتی بولی کے وہ ہلکا سا اس سے ٹکرایا۔

"آیا تو ہوں واپس۔۔۔ اپنا بنانے کیلیے" وہ اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لے کر بولا۔

"اور سوچ رہے ہو کہ نگین تمہیں اپنی دسترس دے دے گی؟" وہ اب اسکی کالر کو پکڑتے سرد لہجے میں بولی۔

"میں حاصل کروں گا" وہ اسکی ناک سے ناک رگڑ کر بولا۔

"میں تڑپا دوں گی" نگین نے اس سے بھی تیز ناک رگڑی وہ ہلکا سا مسکرایا اسکے جنون پر جو تڑپانے کا کہہ رہی تھی مگر اسکی طلب اسکا جنون واضح تھا۔

"میں تڑپ لوں گا۔۔۔ مگر میری ہو جاؤ" وہ اسلی گال سے گال سہلاتا بولا

"میں جان لے لوں گی۔۔۔ اپنی تڑپ کے بے لوں گی" وہ اسکے گال پر دانت گاڑتے بولی

"سب قبول۔۔۔۔۔ پر میری ہو جاؤ" وہ اسکے ماتھے پر پر حدت لمس چھوڑتے خمار الودن

آواز میں بولا اندھیرے میں بھی اسکی نظر سیدھے اسکے سرخ عنابی لبوں پر تھی وہ بہک رہا تھا۔

"اپنے نام کر تو لیا تھا تم نے۔۔۔ پھر دور چلے گئے۔۔۔ میرا سوچا نہیں زرا بھی۔۔۔" وہ اس کے گلے پر ناخون گاڑتی آنکھوں میں غصہ لیے غرائی اور وہ ناچاہتے ہوئے بھی قہقہہ لگا گیا۔

"ہنسو نہیں۔۔۔ نکاح کرنے کے بعد تم نے کیوں ناٹک کیا کہ نکاح نہیں ہوا" وہ اس کے کالر کو دونوں ہاتھوں میں لیتی بولی۔

"مجھے تھوڑی پتہ تھا جسے کڈنیپ کرنے جا رہا ہوں وہ مجھے ہی قید کر لے گی اور اور میں سمجھ گیا تھا تمہارا وہ طاقتور بھائی مجھ سے دور لے جائے گا تمہیں تبھی تو دوسرے دن ہی تم سے نکاح کر لیا تھا تمہیں پلزدے کر۔۔۔ جس میں تم ہوش میں ہو کر بھی ہوش میں نہیں تھی۔۔۔ اور آخر میں سوچا کہ تمہیں سب کے سامنے یہ ایکسپوز کروں کہ تمہارا نکاح ہونا ہے ابھی۔۔۔ اور پھر سب آگئے "وہ اس کے کان کی لوپر چھوٹے چھوٹے بو سے دیتا کہہ رہا تھا اور وہ گدگدی سائی دل میں محسوس کر رہی تھی۔

"اور تم بھیگی بلہ بن کر چھپ گئے" وہ اس کے پیٹ میں گھٹنا مارتی بولی کہ وہ اچانک حملے پر قہقہہ لگاتا بینڈ ہوا۔

"اب آؤں گا نالینے" وہ سیدھا ہوتا اسکی آنکھیں چوم کر بولا۔

"نہیں میری تڑپ کا حساب دو۔۔۔ تم آنہس رہے تھے۔۔۔ میری جان ٹکی ہوئی تھی۔۔۔ چاہتے تھے بیوقوف بولتے تو سہی۔۔۔ مڑ کر نہیں دیکھا مجھے۔۔۔ حساب دو اسکا۔۔۔ میری نیندیں اڑادی۔۔۔ کم سے کم بد تمیز ایک کس تو کرتے۔۔۔ ایسے ہی پھینک دیا مرنے کو۔۔۔ ایگال پر کاٹی تو کرتے مجھے تمہاری چاہت کا یقین ہوتا۔۔۔ کوئی ایکس تو دیتے کہ لوٹو گے۔۔۔ حساب دو گے تم اسکا۔۔۔ جو میں اتنے سارے ڈر کے ساتھ رہی کہ کہیں میری بات

کہیں اور طے نایو جائے تمہارا کھانا پتہ نہیں۔۔۔ اور "ابھی وہ اپنے گلے جھاڑ رہی تھی کہ رضائے اسکے لبوں پر انگلی رکھ دی۔ اور وہ شکایتی نظروں سے دیکھنے لگی۔ وہ مسکراتا اسکے لبوں پر انگلی پھیرنے لگا۔

"اتنے گلے۔۔۔ اپنے رضا سے؟" وہ دوارے ہاتھ سے اسکی شہرگ سہلاتے بولا۔

"ابھی۔۔۔" وہ کچھ کہنے لگی تھی کہ وہ دھیرے سے اسکے لبوں پر بوسہ دے گیا۔

"سب سنوں گا مگر ایک دفعہ میری ہو جاؤ۔۔۔ آفیشلیسب دنیا کے سامنے" وہ ہنستے بولا۔

"یہ تم نے کس کی ہے؟؟؟ لنڈن کینیڈا دبی گھومے ہو معلوم نہیں کیسے کس کرتے۔۔۔ ایسے ملے ہو اور ایسے ہی جا رہے ہو؟" وہ خونخوار بنی چیخنی مگر آواز مدھم رکھ کر۔

"میں اگر بے خود ہونا تو ڈر جاؤ گی میری تڑپ سے۔۔۔ میرے جنون سے نگین رضا" اسکی سخت گھوریوں سے بھری آنکھوں پہ بوسی دیتے بولا۔

"میں جارہی پر سو مالدیپ۔۔۔ رہو تم یہاں اپنے جنون کے ساتھ" وہ اسے دھکا دیتی بولی مگر وہ تو ہلا ہی نہیں اپنی جگہ سے وہ ہنستا اپنے لب اسکے گال پر رکھے۔

"ابھی جارہا ہوں۔۔۔ آؤں گا تمہیں لینے۔۔۔ پھر بہت تمہیں گھریا دئے گا۔ مگر میں جانے نہیں دوں گا۔۔۔ تیاری کر لو" اسکے کان میں سحر ڈالتے ایک نظر کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھا اور وہ اسکے لبوں پر جھکا۔ مگر نرم نرم گرفت سے وانکھیں بند کرتی اسکے گردن میں دونوں بازو جمائل کر گئی۔ اور اپنی تشنگی کو اسکے حصار سے مٹانے۔

وہ کتنا تڑپے تھے ایک دوسرے کیلئے یہ اب انہیں علم ہو رہا تھا وہ کیوں ہوتے پیچھے محرم تھے۔۔ حق تھا سیراب ہونے کا۔۔

وہ ہٹ نہیں رہا تھا مدہوش ہو گیا تھا اسکے بھرے بھرے ہونے عجیب سے فلفلی جیلی کی طرح لگ رہے تھے وہ کبھی کھینچتا سانس اور پھر بنادور ہوئے سانس اس میں ڈالتا بھی۔ وہ تھک گئی تھی اور سانس نہیں آ رہا تھا وہ سمجھ گئی کہ اب نہیں بچتی وہ اسنے اسکے کندھے پر ہاتھ مارا کہ وہ دھیرے ہوش میں آتا پیچھے ہوا اور وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔ اور وہ مسکراتا اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھنے لگا۔

"ایمپریسو۔۔۔ تم محبت کا مقابلہ کرو گی لگتا ہے۔۔۔۔۔ مسلسل 10 منٹس تم میری قربت کی متوالی رہی ہو" وہ ہنسا۔

"شرط مت لگایا کرو۔۔۔ میں نگین ملک ہوں۔۔ ایک آرٹسٹ۔۔۔ سوچ سے زیادہ محبت جنون تڑپ ہے مجھ میں۔۔۔ یہ تو پھر 10 منٹس ہیں۔۔ ابھی نکلو۔۔۔ اور پر سو تم اپنے پیر منٹس کے ساتھ میرے گھر پر نظر آو ورنہ میں جارہی والدیپ ترستے رہنا مجھے دیکھنے کو" وہ اسے پوری جان سے دھکا دیتی کھڑکی کی طرف دھکا دیتی بولی۔

"دیکھ لوں گا تمہیں" وہ پلٹ کر دوبارہ اسکے لبوں پر ڈیپ کس کرتے بولا۔

"یہ کیا لگایا ہے ہونٹوں میں۔۔۔ دل کر رہا ہے کھا جاؤں" وہ دوبارہ اچھوٹا سا بوسہ دیتا بولا۔ "تم نکلو" وہ سرخ ہو گئی اسکی بات پر بے شرم ن ہو تو۔ اسے کھڑکی سے باہر دھکا دیتی روازہ بند کیا۔ گر لو کر تو وہ بد تمیز توڑ کر آیا تھا۔ وہ ہنستی پلٹی کہ لائٹ آگئی وہ سمجھ چکی تھی کہ یہ کارستانی اسی کی ہے۔ وہ سرشار سی بیڈ پر گرنے کے انداز سے لیٹی فائنلی وہ واپس آیا تھا وہ سچ میں اسے چاہتا تھا۔

اسے یاد ت کہ رضاد و سرے دن ہی صرف اسکے بھائوں کو تکلیف دینے کی خاطر نکاح کر چکا تھا اور آخر میں تو ساری پلینگ رضا کی تھی۔ ابوہ سب کے سامنے یہ رول پلے کر رہا تھا کہ وہ نادم ہے اپنی حرکت پہ کہ اسنے نگین کو کڈ نیپ کیا مگر اصل میں کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ اسکا پلین تھا کیونکہ اسے اپنا انتقام بے معنی لگا جب ابرار کی چاہت اپنی بہن کیلئے دیکھی تھی اور پھر اسے اپنی چاہت کی پڑگی اس شیر جیس لڑکی نے سیکنڈز میں اسے اپنا لیا تھا ایسے کیسے جانے دیتا۔۔۔

اب بس محنت یہ تھی کہ رضانے سب کو منانا تھا۔ اور اسکی فیملی میں کم سے کم انعم تو اسکے ہر راز کی برابر کی شریک تھی۔

"تم نے جو کیا اس پر تم شرمندہ تو ہو۔۔۔ لیکن تم جانتے ہو کہ جس کے ساتھ کی تم خواہش کر رہے ہو اسکے گھر والے تمہیں دیں گے بھی یا نہیں؟" فرارز جمالی نے سپاٹ لہجے میں کہا وہ اسے کوئی جھوٹا دلا سہ نہیں دینا چاہتے تھے جو بات ہے وہ ہے وہ سر جھکائے اس وقت لاؤنج میں اپنے باپ کے سامنے بیٹھا نگین سے شادی کا مدعا رکھ چکا تھا اسے بس شادی کرنی تھی سب کی اور اپنے باپ کی نظر میں اسے اپنی غلطی سدھارنی ہے، اگر اس نے نگین کو تکلیف دی ہے تو وہ ازالہ بھی کرے گا مگر یہ تو رضا اور اسکا رب جانتا تھا کہ وہ اپنے سارے کام پورے کر چکا ہوا ہے بس ایک فور میلٹی کے طور پر اپنے باپ کے سامنے معصوم بن رہا ورنہ تھوڑی ملنی تھی نگین اسے۔

"ڈوسٹھنگ ڈیڈ۔۔۔ میں اب کوئی رسک نہیں لے سکتا، پہلے ہی وہ معصوم لڑکی میری وجہ سے تکلیف میں آئی ہے" وہ انتہائی معصوم شکل بنائے اپنے باپ کو اپنی طرف کر رہا تھا۔

"آپ کریں بات۔۔۔ اللہ کرم کرے گا میرا بیٹا مجھے اب اپنی آنکھوں کے سامنے چاہیے۔۔۔ شادی ہو جائے گی تو پھر بھلا مجال ہے یہ باہر کا رخ کرے" زرین ہنستے اپنے بیٹے کو چھیڑنے لگی۔

"ماما۔۔۔ میں کام سے ہی جاتا ہوں۔۔۔ ناٹ فیر" وہ مصنوعی ناراضگی سے بولا۔

"میرا چاند۔۔۔۔" وہ آگے ہو کر ماتھے پر بوسہ دیتی بولی

"آپ چلیں احتشام بھائی کے پاس۔۔۔۔ ویسے بھی انکے بیٹے صارم کی سمیہ سے شادی طے ہو گئی ہے،۔۔۔۔۔"

ساتھ ہی اسکا بھی ٹانز کافٹ کریں "وہ فنافٹ سے بس اپنے بیٹے کے سر پر سہرا دیکھنا چاہتی تھیں۔

"ہاں۔۔۔ ایسا کروا بھی تیار ہو۔۔۔ ہم دونوں جاتے ہیں۔۔۔ اور تم برخوردار گھر رہو گے سمجھے" وہ اٹھتے ہوئے بولے تو زرین جمالی مسکراتی اپنے کمرے میں چینج کرنے لگی۔

"تم۔۔۔ ادھر آؤ" رضا جو مسکراتا باہر جانے لگا تھا انکی رعبدار آواز پر پلٹا اور انکے پاس شریفوں کی طرح بیٹھ گیا۔

"یہ کونسا ڈرامہ دیکھا تھا جس میں کڈ نیپر کو محبت ہو جاتی ہے وہ بھی اس حسینہ سے جسے انتقام کیلئے لایا گیا ہو؟" وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے رازداری سے بولے۔ رضانے جھٹکے سے اپنے باپ کو دیکھا اور زبان تالو سے چپک گئی کتنا معصوم بنا تھا کہ وہ اپنی غلطی سدھار رہا ہے پر یہ بھول گیا کہ سامنے اسکا باپ تھا۔

"بس۔۔۔ بابا۔۔۔ وہ" وہ اپنی امنڈنے والی ہنسی کو دباتا سر کھجاتے بولا۔

"ڈرامے اور اپنے باپ کے ساتھ۔۔۔ تمہاری ماں پر جب دل آیا تھا تو بہت مشکل تھا اس وقت اباجی (فراز جمالی کے والد) کو منانا کیونکہ اس وقت محبتیں شبتیں کچھ نہیں ہوتا تھا۔۔۔ اور اس وقت تمہاری ماں کے ساتھ میں نے کیسے شادی کی تھی یہ ایک میں اور دوسرا میرا رب جانتا ہے اور تم اپنے باپ کو ٹر خار ہے ہو" وہ اپنی بات بتاتے بتاتے اسکا کان مڑوڑ کر بولے۔

"ارے بابا۔۔۔۔۔ آپکا ہی بیٹا ہوں۔۔۔ سمجھا کریں نا" وہ انکے گلے لگتا ہنس کر بولا۔

"چلو گھر ویٹ کرو ہم ان شاء اللہ اچھی خبر لائیں گے تمہارے لیے" وہ اپنے جون بیٹے کا ماتھا چومتے بولے سب کہتے تھے کہ یہ فراز جمالی کا پر تو ہے اور جو خاندان میں کوئی دیکھتا تو اسے چھوٹا فراز کہتے۔ وہ رنگ، شکل، عادتوں، سوچنے میں ہر معاملے میں اپنے باپ پر گیا تھا بس آنکھیں ماں پر تھیں جس پر اکثر فراز جمالی کہتے تھے "جب باپ ماں کی آنکھوں کا دیوانہ ہے تو بیٹا کیسے نا اپنی ماں کی آنکھیں لے" اور وہ اب اس عمر میں بھی انکی چھوٹی چھوٹی شرارتوں پر سرخ اناری ہو جاتی تھیں۔

چند منٹس میں فراز اور زرین جمالی ملک ہاؤس نکلے تھے اپنے بیٹے کی خوشیاں لینے اور وہ گھر میں سکون سے سونے گیا تھا وہ جانتا تھا اسکے والدین سب سنبھال لیں گے۔



ایسی دیوانگی۔۔۔۔۔ 

دیکھی نہیں کہیں۔۔۔۔۔

میں نے۔۔۔۔۔

اس لیے۔۔۔۔۔

جانِ جاناں۔۔۔۔۔

دیوانہ۔۔۔۔۔

تیرا نام رکھ دیا۔۔۔۔۔

تیرا نام رکھ دیا۔۔۔۔۔

ہاں نام رکھ دیا۔۔۔۔۔

تیرا نام رکھ دیا۔۔۔۔۔

"شاہ۔۔۔۔۔ یہ دیکھیں یہ ڈریس میں نے نکالا ہے آپ کے لیے۔۔۔۔۔ آپ یہ پہنوں گے آج" وہ ایک خوبصورت سا سفید کرتا شلوار اسکے لیے نکال کر لائی تھی جس پر براؤن چمڑی تھی۔

وہ جو لپٹاپ پر کام کر رہا تھا اپنی متاع کو اپنے طرف آتے دیکھ کر فٹاک سے صوفے سے اٹھالپٹاپ سائڈ پر رکھا اور اس تک پہنچا۔

"کیا ہوا" وہ تو ایک دم افتاد پر بوکھلا گئی۔

"چلا تم سے جا نہیں رہا مجھے آواز دے دیتی کیا دور بیٹھا تھا میں" وہ اسے آنکھیں دکھاتا اپنی بااہوں میں اٹھا چکا تھا۔

"نہیں میں چل تو رہی ہوں یار۔۔۔" وہ نہایت بدمزہ ہوئی تھی۔ اسکا نور تھ منتھ چل رہا تھا مگر ابرار صاحب کا حال یہ تھا کہ جیسے ابھی کچھ ہو جائے گا اور وہ اپنی متاعِ جان کو کیسے تکلیف میں چھوڑ دے۔

"نہیں چل رہی تھی۔۔۔ دیکھا تھا میں نے سنبھال سنبھال کر پاؤں رکھ رہی تھی" وہ اسے احتیاط سے صوفے پر بٹھاتا بولا۔

"یار سب لڑکیاں ماں بنتی ہیں اب انکو ہتھیلی کا چھالا تھوڑی بنا دیتے ہیں بلکہ اچھی بات ہے وہ ہلکے پھلکے کام کرتی ہیں کیونکہ پریگننسی کے دوران آپ کو ہلکا پھلکا اور گاؤٹ کرتے رہنا چاہتے آپکی ڈلیوری میں آسانی ہوتی ہے" وہ اس کے ڈریس کو دوسری سائیڈ پر رکھتی بڑی بوڑھیوں کی طرح بتا رہی تھی۔

"رہنے دو تم۔۔۔ مجھے کوئی رسک نہیں لینا" وہ ڈریس کو ہینگ کرتا دوبار اس تک آیا اور اس کے ساتھ بیٹھ کر دوبارہ لیپاٹ اٹھالیا۔

"اچھا میں جاؤں۔۔۔ خود تو کام کر رہے ہیں مجھے کیوں بٹھایا ہے؟" وہ زچ ہو گئی الٹی حرکتیں تھیں اسکی۔

"خبردار یہاں سے ہلی بھی" وہ اسکو وارن کرتا لیپاٹ پر کیز دبنے لگا

"شاہ۔۔۔ میں بور ہو رہی ہوں۔۔۔ ایسے کیسے بیٹھی رہوں" وہ رو دینے کو تھی نا وہ فری تھا نا اٹھنے دے رہا تھا۔

"اچھا۔۔۔ اب بولو میری جانم۔۔۔ کیوں چرچری ہو رہی ہو" اسلی گود میں سر رکھتا محبت سے اس کے بالوں کو اپنے پر گرایا۔

"مجھے نہیں پتا" اسکی آنکھیں بھر آئیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ رونا کیوں آ رہا ہے

"ارے میری جان" وہ اسکا سر جھکتا آنکھوں کو چوم کر بولا۔ وہ اور رودی۔

"ارے" وہ بوکھلا کر اٹھتا اسے سینے سے لگا گیا جہاں وہ سوس سوس کرتی اسکے گرد باہیں پھیلا گئی

"نابات سنتے ہو۔۔۔ ناکچھ کرنے دیتے ہو۔۔۔ ناٹائم دے رہے ہو۔۔۔ ناکوئی سونگ سناتے ہو۔۔۔ رات کو

لیٹ آتے ہو۔۔۔ مجھے اب کم ہگ کرتے ہو۔۔۔ موٹی ہو رہی ہوں نا سسی لیے ایسے کرتے یو" وہ سوس سوس کرتی اپنی ہی الاپ رہی تھی۔ اور ابرا حیرت سے اسکے گلے سن رہا تھا۔

"اور؟" اسکے گال پر ہاتھ پھیرتے مسکرا کر پوچھا۔

"مجھے لاسٹ ٹائم جانتے ہیں کب کس کی تھی؟" اسکی آنکھوں میں دیکھتی بہت بڑا گلہ لیا گیا۔ اور ابرا اپنی بھنویں اچکاتا سوچ میں پڑ گیا۔

"رات جو۔۔۔ صرف ایک سینڈ جب میں سونے لگی تھی۔۔۔ بدل گئے ہو پیار بھی نہیں کر رہے مجھ سے" وہ دوبار اسے رونا شروع ہو گئی تھی موٹے موٹے آنسو لڑی کی صورت میں نکلنے لگے اسے خود نہیں معلوم تھا کہ روکیوں رہی ہے بس رونا آ رہا تھا۔

"ایسے ہی۔۔۔ سارا پیار تم سے یے۔۔۔ تمہارے لیے ہی تو کام کرتا ہوں جانم" وہ اسکی بچگامہ باتوں پر ہستا خود میں بھینچ گیا۔

"میری باتیں مانیں گے؟" وہ دوبار آنسو صاف کرتی اسکی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔

بسما بھٹی

دل جانر من رقصہ

"حکم سرکار" اسکے لبوں کو مٹھا سا ہم بخشتے سرشاری سے بولا۔ صنم کا دل تو کیا کہ ہنس لے مگر ایسے کیسے ناراضگی ختم

ہو

"ابھی گٹلائیں اور مجھے ایک گٹھنے کے بل بیٹھ کر سو نگ سنائیں" ایک ادا سے بالوں کو جھٹکتی بولی۔

"حق حکم میری سرکار" وہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتا گٹار لینے گیا اور وہ مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔ دو منٹ میں وہ گٹار لا کر پوزیشن سیٹ کر چکا تھا۔

"اقرا اگر تم نے آنکھیں جھکائیں تو سزا بہت بری دوں گا ہر بار چہرا جھلا لیتی ہو" وہ اسے وارن کر رہا تھا۔
"نہیں کرتی سنائیں" وہ ہنسی ضبط کرتی بولی۔

"آہ۔۔۔۔۔"

♥ یہ لال عشق۔۔۔۔۔ یہ ملا ل عشق۔۔۔۔۔

♥ یہ عیب عشق۔۔۔۔۔ یہ بیر عشق۔۔۔۔۔

♥ عشق عشق عشق عشق۔۔۔۔۔

♥ تجھ سنگ بیر لگا یا ایسا۔۔۔۔۔

♥ تجھ سنگ بیر لگا یا ایسا۔۔۔۔۔

♥ رہانا میں پھر اپنے جیسا۔۔۔۔۔

♥ ہو۔۔۔۔۔ رہانا میں پھر اپنے جیسا۔۔۔۔۔

Page 322 of 350

♥♥ میرا نام عشق تیرا نام عشق ----

♥♥ میرا نام تیرا نام --- میرا نام عشق ----

دونوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے آج سچ میں کمال ہوا تھا صنم نہیں آنکھیں نہیں جھپکی تھیں۔
وہ محبت کے ٹھاٹھے مارتا سمندر آنکھوں میں لیا اسکے چہرے کا ایک نقش از بر یاد کر رہا تھا۔
وہ خاموش ہوا اور مسکرا کر آئی بروز اچکائیں وہ ہنس کر چہرہ اچھا لگی۔

"میرا یوارڈ؟" گٹار ایک سائڈ پر رکھتا اٹھ کر اسکے گھٹنوں کے پاس بیٹھا اور دونوں بازوؤں کو اسکے گود میں فولڈ کے
کے ٹکایا۔

"یہ لیں" وہ مسکراتی اسکے ماتھے پر بوسی دیتی بولی

"بہت چھوٹا یوارڈ ہے؟ بس اتنی ہی طاقت تھی؟" وہ اسے تنگ کرنے کیلئے بولا۔

"ہو۔۔۔۔۔ تو بتائیں کیا چاہے؟" وہ فوراً اسے کے گردن کے گرد باہیں کرتی بولی۔

"یہاں" اپنی انگلی آنکھوں پر رکھی۔ وہ مسکراتی محبت سے دونوں آنکھوں پر بوسی دے گی۔

"ادھر" گال پر انگلی رکھی۔ وہ دوبار مسکراتی اسکے گال چٹا چٹ چوم گیا۔

"ادھر" تھوری پر انگلی رکھی وہ ہنستی اسکی فرمائش پر تھوڑی پر لب رکھ گی۔

"اور یہاں کم سے کم 10 منٹس سے پہلے ہٹونا سمجھی؟" لبوں پر انگلی رکھتے وہ اسے وارن کرتا بولا۔

"دیکھیں گے" وہ سرخ ہوتی آنکھیں جھکائی اسکے لبوں پر لب رکھ گئی باقی کا کام ابرار شاہ کا تھا وہ مدہوش ہوتا اسکے سر کے پیچھے ایک ہاتھ لے جا کر اسکے لبوں پر میٹھی میٹھی نرم چاشنی انڈیلنے لگا۔ ایک ہاتھ اسکی کمر پر لے جا کر ہر بار کی طرح انگلیوں سے مختلف ڈزائین بنانے لگا جس عجیب قسم کی لہریں صنم کے جسم پر رینگنے لگی وہ مدہوش سی پاگل سی اسکے لبوں کو محسوس کر رہی تھی۔ اس کی سانسیں ساری تو وہ پی گیا تھا اب تو سانس لینے کی تھی جو وہ دے نہیں رہا تھا اور وہ نڈھال ہو رہی تھی وہ مسکراتا اسکی حالت پر اپنی سانسیں اس میں ڈالنے لگا وہ گہرا سانس لیتی مسکرائی ہٹے تو دونوں نہیں تھے شرط جو لگی تھی کم سے کم 10 منٹس کی وہ مسکراتا دور ہوا تو وہ گہرے سانس لینے لگی سانسوں کی پرواہ کسے تھی جب سانس کھینچ لیا جائے۔

اس نے ٹائم دیکھا۔

"کیا بات ہے جانم۔۔۔ اتنی دلیری؟" وہ اسکے بھگے ہوئے ٹوٹے پرانگوٹھا پھیرتے بولا۔

"اب مجھے لگ رہا ہے کہ تھوڑا تھوڑا پیار کر رہے ہیں مجھ سے" وہ دوبار اسے سانس بحال کرتی مصنوعی ناراضگی سے بولی۔

"اچھا تو ابھی ناراضگی ہے؟" وہ دوبار اسے اسکے ہوئے ٹوٹے کو نظروں میں رکھتا بولا۔

"نہیں نہیں کوئی نہیں" وہ فوراً سے مانی کہ کہیں شروع ہی نا ہو جائے۔

"ایسے کیسے؟" وہ اسکی کمرک گرد ہاتھوں کی گرفت کرتے بولا۔

"باز رہیں شاہ شام کو مہندی ہے ساجھتے نہیں آپ جانے نہیں دے رہے مجھے بہن کی شادی ہے" وہ دوبار اسے اپنا اصل غم یاد کرتے بھرائی آواز میں بولی۔

"خبردار روئی ورنہ قید کر لوں گا بارات پہ بھی نہیں جانے دوں گا" اسکے گالوں پر بوسہ دیتے بولا۔
"چلیں پھر مجھے تیار ہونے دیں" وہ ہنستی اٹھنے لگی۔

"میں لے جاتا ہوں" وہ اسے باہون میں بھر گیا۔

"یہ بہت اور ہے ابرار شاہ۔۔۔ میری ٹانگیں سلامت ہیں" وہ غصے بولی۔

"اور میرے ہاتھ بھی" وہ اسکی ناک دانتوں میں لیتا مسکرا کھ اسے مزید تنگ کرنے لگا۔ اقر وہ منہ پھلا چکی تھی صنفِ نازک کہا ہے عورت کو سچ میں ہی نازک سمجھ رکھا تھا اسکے شاہ نے۔ اور وہ اسکے پھولی گالوں پر بار بار پیار سے کاٹ رہا تھا کبھی ہنس دیتی کبھی اسکے کدھے پر مکا جڑ دیتی۔



چودھری ہاؤس پورے آب و تب سے چمک رہا تھا کیوں ناچمکتا بڑے بیٹے اور اس گھر کی شہزادی کی شادی جو تھی۔ سارا گھر لائٹوں سے سجایا گیا تھا ساری محنت غازی نے خود کروائی تھی۔ سمیہ کیلئے صارم کا رشتہ آیا تھا اور بغیر کسی پریشانی کے قبول ہو چکا تھا۔ آج مہندی تھی۔ اور آج صرف سمیہ کی مہندی تھی جو کمبائن ہوئی تھی۔ اور ساتھ میں نکاح بھی۔

صارم کی فیملی پہنچ چکی تھی اور اسکی خوشی اسکے چہرے سے بخوبی نظر آرہی تھی۔

دونوں کو سیٹج پر لایا گیا۔ سمیہ کو تو گھونگھٹ کی آرمیں ساتھ بٹھایا گیا۔

"یہ کیا بھابھی ستم ہے یہ" صارم نے صنم کو دیکھ کر دہائی دی اور سب کے قہقہے لگ گئے۔

"ایسے کیسے اپنی بہن تمہیں دیکھنے دیں" صنم نے ٹھینکا دکھایا تو وہ منہ بنا کر رہ گیا۔

تھوڑی دیر میں مولوی صاحب آگئے اور اعجاب و قبول کے بعد سمیہ ملک سے سمیہ صارم کا عہدہ دنیا کے سامنے قبول ہوا۔

"چلیں دلہامیاں گھونگھٹ اٹھائیں آپ کی ہی ہے" ابراہمے تنگ کیا تو سب نے ہوٹنگ کی اور کی قہقہے ساتھ بلند ہوئے۔

"بسم اللہ" صارم نے مسکرا کر گھونگھٹ اٹھایا تو چیخ نکل گی اور سب کے قہقہے کیونکہ سمیہ نے بھینگی شکل بنائی تھی اور یہ سب کیپلز کی فرمائش تھی خصوصاً ابراہم اور صنم کی تاکہ چینی نکلیں صارم کی اور وہ دل پر ہاتھ رکھتا پوری آنکھیں کھولے سامنے بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا جس کا چہرہ انہی ضبط کرنے کے چکروں میں لال ہو چکا تھا۔

"تمہیں میں چھوڑوں گا نہیں" وہ دانت پھس کر بولا دل ابھی بھی تیز دھڑک رہا تھا۔

"صنم۔۔۔۔ کیسی ہو" راحم نے مسکرا کر اس سے پوچھا۔

"بلکل ٹھیک۔۔۔ بہت خوش" وہ بھی مسکرا کر بولی۔

"صحیح" اسے سمجھ نا آیا کہ آگے کیا سوال کرے۔

"میری بہن پاگل ہے آپکے پیچھے۔۔۔۔۔ چاہت دینے کی کوشش ضرور کیجیے گا نا بھی دے سکیں وفاداری ضرور دیجیے گا۔۔۔۔۔ امید ہے آپ سے کیونکہ میری بہن مر جائے گی مگر محبت کی بھیک نہیں مانگے گی اور بدلے لینا اسکی فطرت نہیں" وہ راحم کی آنکھوں میں دیکھتی بہت کچھ باقر کراگی تھی۔

"وفاداری تو اپنی جگہ۔۔۔۔۔ مگر جو محبت مجھے اس سے ہو گئی ہے نا اشلہ وہ اپ کو پسند کرنے سے کی گنا بھاری اور گہری ہے تبھی تو ونا کسی فیلنگز کے آپ سے بات کر رہا ہوں۔۔۔ اور گلہ ہے کہ میری بیوی کو گھر چھوڑ کر آئیں ہیں آپ لوگ" وہ شریر سے لہجے میں بولا اسکے الفاظ سچے تھے یہ صنم اسانی سے ہچان گی تھی۔

"کل آکر مل لیجیے گا نا" وہ ہنستی اگے بڑھ گئی جہاں ابرار تصویر کیلئے اسے بلارہا تھا۔

وہ سر جھٹک گیا یہ سچ تھا آج اسے صنم میں کوئی پسندیدگی کی لہر نہیں ملی اور وہ دل کی اتھل پتھل ہوتی حالت انعم کے زکر پر محسوس ضرور کر گیا تھا۔ وہ ہنس دیا۔

سارا فنکشن بہت دھوم دھام سے ہوا۔ صارم نے کافی سکیمیں لگائیں کہ کسی طرح وہ یہ تک پہنچ جائے مگر ہر سکیم کو ابرار اور ان نے مل کر کینسل کیا اور وہ بچار رونے والے چہرے سے واپس گھر گیا۔ دل میں خوب کوسا ان دونوں کو آستین کے سانپ بن گئے تھے اور وہ دونوں اسکی حالت پر ہنستے نا تھک رہے تھے۔



آگلی رات کو راحم اور انعم کی مہندی تھی۔ وہ دونوں بہت زیادہ خوبصورت لگ رہے تھے۔ کوی رشک سے دیکھ رہا تھا کوی حسد سے کوئی دعائے دے رہا تھا اور انہیں مہمانوں میں نقص نکالنے والے بھی بہت تھے۔

"خوش ہیں آپ؟" انعم نے ساتھ بیٹھے راحم کو مسکرا کر پوچھا تو وہ مسکرا کر اسکی طرف دیکھنے لگا۔

"میری آنکھوں سے کیا لگتا؟" وہ اسکی آنکھوں میں اپنی خمار سے بھری آنکھیں ڈالتا بولا۔ وہ اسکی محبت کی تمیش کہاں برداشت کر سکتی تھی مسکرا کر سر جھلا دیا اور وہ سرشار سا ہو گیا اس ادھر اسکی بیوی کی عہدے پر فائز وہ لڑکی اس کی زندگی کا حاصل ہو گئی تھی اور اپنے رب کا شکر گزار تھا جس نے اتنے خوبصورت دل والی لڑکی اسکے نکاح میں دیا۔

"اوہوووووو" سب کی ہوٹنگ ایکدم ہوئی تو راحم ہنس دیا اور انعم کا تو مزید سرخ چہرہ جھک گیا۔

"ایک ڈانس تو بنتا ہے۔۔۔" سمیہ نے ان دونوں کو سیٹج کے بیچ بیچ لاکر کھڑا کر دیا۔

"نہیں چند ایار ہم کیسے کریں گے؟" راحم کو کافی شرم سی رہی تھی ڈانس کرنے میں کہاں بچارا ڈیسنٹ بندہ تھا اور اب ڈانس کروا رہے اس سے۔

"بھابھی آپ ہی کہ دیں ہماری کہاں سنیں گے اب" سمیہ نے انعم کے ساتھ لاڈ سے کہا۔ سب نے دوبارہ ہوٹنگ کی اور راحم بھی منتظر تھا کہ اسکی بیوی اب کیسے کہے گی۔

"تم سوئنگ لگاؤ ہم کرتے ہیں دفعاں مارو اپنے بھائی کو" انعم نے سمیہ کے گال پر بوسہ دیتے کہا کہ سب کے قہقہے اور راحم کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"ایسے کیسے۔۔۔۔۔ کروں گا میں لگاؤ سوئنگ" وہ آنکھیں سکیر کر بولا

"

♥ ہم تیرے بن اب رہ نہیں سکتے۔۔۔۔۔

♥♥ تیرے بنا کیا وجود میرا۔۔۔۔۔

سونگ شروع ہوا تو انعم نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ راحم نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ اسکی ویسٹپر رکھا اور دوسرے سے اسکا ہاتھ پکڑا۔ انعم نے مسکرا کر اپنا ہاتھ اسکے کدھے پر رکھا اور یوں وہ ہلکا ہلکا ڈانس کرنے لگ گئے لائنس او ف ہو گئی اقر منظر کا حصہ صرف وہ دونوں تھے۔

♥♥ تجھ سے جدا گر ہو جائیں گے۔۔۔

♥♥ تو خود سے ہی ہو جائیں گے جدا۔۔۔

♥♥ کیونکہ تم ہی ہو۔۔۔۔۔ بس تم ہی ہو۔۔۔۔۔

♥♥ زندگی اب تم ہی ہو۔۔۔

♥♥ چین بھی میرا درد بھی۔۔۔

♥♥ میری عاشقی اب تم ہی ہو۔۔۔۔۔

♥♥ تیرا میرا رشتہ ہے کیسا۔۔۔۔۔

♥♥ اک پل دور گنوارا نہیں۔۔۔۔۔

♥♥ تیرے لیے ہر روز ہیں جیتے۔۔۔۔۔

♥♥ تجھ کو دیا میرا وقت سبھی۔۔۔

♥♥ کوئی لمحہ نا ہو تیرا میرے بنا۔۔۔۔۔

بسما بھٹی

دل جانر من رقصہ

♥♥ ہر سانس پہ نام تیرا۔۔۔۔

♥♥ ہووووو۔۔۔۔

♥♥ کیونکہ تم ہی ہو۔۔۔۔ بس تتم ہی ہو۔۔۔۔

♥♥ زندگی اب تم ہی ہو۔۔۔۔

♥♥ چین بھی۔۔۔ میرا درد بھی۔۔۔۔

♥♥ میری عاشقی تم ہی ہو۔۔۔۔

وہ دونوں مسکراتے سحر میں جکڑے تھے۔ گانے کے اینڈ پر انعم مے اسکے نظروں کی تاب نالاتے ہوئے اسی کے ک
دھے ہر سر رکھا۔ اور ہوٹنگ زور و شور سے ہوئی۔ تالیاں بھی خوب بجیں۔ اور راحم نے ایک دفعہ پھر اپنے رب کا
شکرا داکیا

♥♥ ♥♥ ♥♥ ♥♥ ♥♥ ♥♥ ♥♥ ♥♥ ♥♥ ♥♥ ♥♥ ♥♥ ♥♥ ♥♥ ♥♥

"تم کہاں؟" غازی نے دیبا کو راہداری سے پکڑ کر کمرے میں لے جاتے کہا۔

"چھوڑو کوئی آجائے گا جانتے ہونا کتنی مشکل سے ماما منای ہیں مسئلہ ہو جانا" وہ دھیمی آواز میں گڑائی۔

"کل بھائی کی بارات ہے اور ہمارا نکاح۔۔۔ زیادتی ہے رخصتی نہیں رکھی" وہ اسے دیوار سے پن کرتا افسردہ لہجے میں

بولا

"بالکل صحیح ہے بدھو میرا اسٹ سیمیسٹر ہے حوصلہ رکھو" وہ اسکے کندھے سے پیچھے دکھلاتی بولی۔

"گیو آون لو بانٹ ہیر" وہ اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھتے بولا۔

"تم پاگل تو نہیں ہو گئے" الی آنکھیں ابل میں کہا گل ہو گیا ہے لڑکا۔

"یہ دیا کہاں گی کشن لینے بھیجا تھا" سمیہ کی مضطرب سی آواز کمرے ک باہر سے آئی۔

"غازی" دیا نے اسے پیچھے کرنا چاہا مگر وہ مزید قریب ہو کر اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھر گیا اور یہاں اسکی بولتی بند ہو گئی دل ایک سو بیس کی سپیڈ پر دھک دھک کرنے لگا۔

"ون لو بانٹ پھر چلے جانا" وہ دوبار اسے ضد پر آگیا۔

"لسن" وہ کچھ بولتی کہ غازی نے نفی میں سر ہلا کر خاموش کر دیا۔

"تم کسو کی تو ہونٹوں پر میں نے کی تو چھڑانا مشکل ہو جائے گا آفت بن کر گھوم رہی ہو ایسے ہی جانے دوں" وہ اسکی کمر دیوار سے دبا دیتا بولا۔

"نہیں نا" وہ شرم سے منمنائی۔

"ایزیووش" وہ مسکراتا اسکی گردن پر جھکا دیا نے سختی سے آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے پہلے رکھے اسکے ٹھنڈے لب اور گرم سانسیں روح فنا کر رہی تھیں۔ غازی نے مسکرا کر اپنے دانت گاڑے کہ وہ سی کرتی اسکے سینے سے لگ گئی۔ وہ ہنستا اپنے باہوں میں قید کر گیا۔

"جاؤ اب ورنہ کھا جاؤں گا" اسکے لبوں پر انگوٹھا پھیرتا بولا تو وہ اپنا چھڑاتی فور اسے دروازے کی طرف بڑھی۔

"

بسما بھٹی

دل جانر من رقصہ

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاء اللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID: <https://web.facebook.com/mubarra1>

Instagram: <https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en>

Facebook Groups: READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN

ONE REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

اوی "اس نے پیچھے سے آواز دی کہدیا نے گہر اسانس لے کرپٹ کر دیکھا۔ غازی نے مسکرا اپنا انگوٹھا دکھایا جہاں اسکے ہونٹوں کی لپسٹک لگی تھی وہ مسکراتا اسے لبوں سے لگا گیا دیا کے گال لال کندھاری ہو چکے تھے۔ غازی نے پھر اپنے انگوٹھے پر بانٹ کہ وہ جیسے انگوٹھا نا ہو دیا کے ہونٹوں کو وہ بانٹ کر رہا ہو۔ وہ اسے بے شرم کا لقب دیتی کمرے سے تیزی سے بھاگی۔ پیچھے اسکا قہقہہ گونجا۔



"جلدی کرو تم۔۔۔ ہال میں پہنچنا ہے" زرین جمالی کان میں جھمکا پہنتے صنم کو جلدی کرنے کا کہہ رہی تھی جو بہت ہیاریار سے آنکھوں پر لائزر لگا رہی تھی۔

"بس ماما ہو گیا۔۔۔ شاہ کہاں ہے؟" وہ لائزر کا ونگ دیکھتی شیشے میں ہی اپنی ماں سے پوچھا۔

"وہ باہر گاڑیاں دیکھ رہا ہے میں بہت خوش ہوں صنم۔۔۔ میرے اللہ نے تمہیں بہت پیار کرنے والا شوہر اور ہمیں بہت عزت کرنے والا بیٹوں جیسا داماد دیا ہے" زرین جمالی نے مسکرا کر کہا۔

"یہ تو ہے ماما میں خود اپنے رب کی شکر گزار ہوں" وہ بھی مسکرا کر بولی

"چلو جلدی کرو تم تیار نہیں ہوئی۔۔۔" ابراہاندر آتے ہی صنم کو دیکھ کر بولا۔

"ماما آپ چلیں تیار ہیں؟" وہ نہایت تمیز سے زرین جمالی سے بولا۔ صنم نے آنکھیں سکیریں کہ دیکھو مجھ سے کیسے بات کی اور ماما سے دیکھو

"تم اپنی بیگم کو نکالو میں گاڑی میں بیٹھنے لگی" وہ اپنی بیٹی کے تیور دیکھتی ہنستے کہتی بار چلی گی۔

"چلو تیار ہو جاؤ میری بٹر سکوچ" وہ اسکی پھولی گالوں پر لب رکھتے ہس کر بولا اور وارڈروب سے اپنی و سکوٹ اترنے لگا۔

"بندہ پیار سے بھی کہہ سکتا ہے کہ میری جان تیار ہو جو نہیں ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں ہم ہنا" وہ جلتی بھنتی شیشے کے سامنے فیس پر آخری ٹچ دینے لگی۔

"لو" وہ محبت پاش نظروں دیکھتا و سکوٹ پکڑتا بولا۔ وہ منہ بناتی اسے و سکوٹ پہنانے لگی۔ جب ہاتھ آگے تک آئے تو ابرار نے انہی ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا کہ وہ جھٹکے سے اسکی پشت سے لگی۔

"میری جان کہنے سے محبت زیادہ معلوم ہوتی ہے؟ تو کیا ہم اپنی آنکھیں کہیں پھینک آئیں؟" اسکے ہاتھوں پر ل رکھتا بولا۔

"آنکھیں بھی تو نہیں آرہی تھیں مجھ پر ایسے کیسے بخش دوں" وہ مسکراتی اسکی چوڑی پشت پر بوسہ دیتی بولی۔ ابرار نے مسکرا کر اسے آگے کیا اور اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیا اور مسکراتی آنکھیں اس پر گاڑھ دیں۔ وہ سرشار سی اس دیکھنے لگی اور وہ اسے محبت س نہار رہا تھا۔ کتنی دیر وہ اسے دیکھتا رہا دل بھر کر۔

"بس کریں لیٹ ہو رہا ہے" وہ اسکی نظروں سے پزل ہوتی اسکا چہرہ موڑ گی۔

"دیکھو خودی کہتی ہو کہ دیکھ نہیں رہے ادیکھ رہا ہو تو دیکھنے نہیں دے رہی" وہ اسکی کمر پر زور بڑھاتے بولا۔

"آپ کی ہی تو ہوں ساری کی ساری" وہ اسکے سینے سے لگتی سکون سے بولی۔

"چلیں؟" وہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتا بولا

"ہاں بالکل۔۔۔ اور خبردار مجھے اٹھایا تو میں چل سکتی ہوں" وہ اسے پہلے وارن کر رہی تھی۔ ابرار نے بھی اسے گھوری سے نوازا۔

"چلیں جاناں" وہ ہنستی اسکے گال کو چھو کر بولی کہ وہ بھی مسکرا دیا اور باہر کی طرف رخ کیا۔



دل کا دریا۔۔۔۔۔

بہ ہی گیا۔۔۔۔۔

عشق عبادت۔۔۔۔۔

بن ہی گیا۔۔۔۔۔

خود کو مجھے۔۔۔۔۔

تو سو نپ دے۔۔۔۔۔

میری ضرورت۔۔۔۔۔

تو بن گیا۔۔۔۔۔

بات دل کی نظروں نے کی

سچ کہہ رہا تیری قسم

♥ تیرے بن اب نالیں گے اک بھی دم۔۔۔

♥ تجھے کتنا چاہنے لگے ہم۔۔۔۔۔

♥ تیرے ساتھ ہو جائیں گے ختم۔۔۔

♥ تجھے کتنا چاہنے لگے ہم۔۔۔

وہ مبہوت سا سامنے دیکھ رہا تھا جہاں سے وہ اپنے بھائی اور بہن کے سنگ نظریں جھکائے ہلکی سی مسکاکے ساتھ سیٹج کی طرف آرہی تھی۔ وہ ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے ساری دنیا غائب ہو گئی ہے اور بس وہ اور اسکی متاعِ جامو جو دے ہو اسکی دل کی کائنات پر آج پورے حق سے براجم ہو گئی تھی۔ وہ بنا آنکھ جھپکائے دیکھ رہا تھا۔

"بھائی۔۔۔ آپ کی ہی ہے" غازی کی شرارت بھری سرغوشی پر وہ سٹپٹا گیا۔

"ہاتھ دیں بھائی کو" دیبانے اسے ہوش دلائی کے وہ سیٹج کے پاس موجود ہے۔ راحم بچار امزید شرمندہ ہوا اور اسکے سامنے ہاتھ کیا انعم کا ہاتھ لرز رہا تھا اور لرزتے ہاتھ کو اسکے ہاتھ میں دیاراحم نے دباؤ دیا کہ پر سکون ہو جاؤ اور وہ سکے قدم کے ساتھ قدم ملاتی اسکے ساتھ بیٹھ گئی اوپر تو دیکھا نہیں جا رہا تھا۔ راحم نے مسکرا کر اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا وہ اور کانپ گئی

"ریلیکس ڈیر" وہ ہلکی آواز میں بولا تو انعم نے گہرا سانس اپنے سینے میں ہی روک لیا اسکی آواز اسکا ساتھ اسے لرز نے پر مجبور کر رہا تھا۔

"ریلیزیور بریتھ" وہ اسکی حالت پر مزید دھیمے انداز میں بولا تو چارونچار وہ سکون لے سانس لینے لگی۔

ساری رسمیں ہوئے لگی سلامیاں دی جانیں لگی اسی میں دیا اور غازی کا نکاح ہو گیا۔ دوہری خوشیاں تھیں۔
 "بھائی سے سمتھنگ فار بھابھی" صارم نے آگے بڑھ کر راحم کے ہاتھ میں مائیک دیا سب نے شور مچایا کہ ضرور کچھ
 کہے۔ وہ نانا کرنے کے باوجود سب کی ضد پر مائیک تھام گیا۔ اور اسکے سامنے گٹھنے کے بل بیٹھا۔ انعم کی آنکھیں جھکیں
 تھیں اور اٹھانے کی ہمت نہیں تھیں۔

"ہے بیگز۔۔۔" راحم نے اپنی جادوی آواز سے سحر پھونکا پورے ہال میں ہوٹنگ ہوئی۔

"

♥ when the evening shadows

♥ And the stars appear

♥ There is no one there to dry your tears

♥ Oh, I hold you for a million years

♥ To make you feel my love

♥ Countless love

"وہ اسکے چہرے کے ایک ایک حصے کو آنکھوں سے چومتا بول رہا تھا۔ انعم کیا آنکھوں میں نمی تھی شکرانے کی نمی کہ
 اسکے رب نے اسکے محرم کے دل میں اسکی چاہت ڈالی۔ سب کی زوردار تالیاں اور ہوٹنگ ہوئی۔ اور راحم مسکرا کر
 اسکے سامنے ہاتھ کر گیا جسے وہ بہت چاہت سے تھام گی اب چھوڑنے کیلئے تھوڑی تھا یہ۔

"اب میرے خیال سے رخصتی کر دینی چاہیے" غازی کیشرارتی آواز گونجی کہ سب کے قہقہے لگ گئے۔

سب بڑوں کے سائے میں انعم کو رخصت کیا گی اور راحم آج دل سے خوش ہوا تھا سوچا تھا صنم کو اپنا بنانے کا یوں بارات لانے کا مگر انعم کے لیے لائی گئی بارات اسکی سوچ سے زیادہ خوبصورت تھی اور انعم اسکے ل کی دنیا کو فتح کرنے میں کامیاب ہوئی تھی۔

انعم کو بیڈ پر بٹھا کر سب اچلے گئے تھے اور اسے انتظار کرنا تھا۔ اپنے سر کے سائیں کا سرتاج کا جو پہلی نظر میں اسکی دنیا اپنی بنا گیا تھا۔ وہ اپنی سوچوں میں گم تھی کہ دروازہ کھلنے کی آواز آئی یعنی وہ آچکا تھا وہ آنکھیں بند کر گئی۔ آنے والے وقت سے اسکی ہتھیلیاں بھیک رہی تھیں۔ راحم چلتا اسکے سامنے بیٹھا اسے تو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا بولے شروع کیسے کرے وہ خود پزل ہو رہا تھا اور اسے اپنی حات پر ہنسی بھی آرہی تھی

"ہیک ہو؟" اسکے چہرے پر نظر ڈالتے وہ مسرور سا بولا۔ وہ محض سر ہلا گئی۔

"آئی ہیو سمتھنگ فار یو۔۔۔۔۔ نہیں معلوم تمہیں کیا پسند ہے مگر کچھ لیا ہے شاید تمہیں اچھا لگے" وہ اسکی گال پر بے ساختہ ہاتھ کی پشت سے سہلاتا بولا۔ اسکی چکس کافی ملائم تھیں۔

"وہ مسکرا کر سائیڈ ٹیبل سے ایک بلیک بوکس نکالا جس میں چوڑیاں تھیں سفید اور لال رنگ کی اور ان پر ننھے ننھے ہیرے جڑے تھے۔ راحم نے مسکرا کر اسکے ہاتھوں کو آگے کرنے کا اشارہ کیا تو وہ مسکراتی اپنے دونوں ہاتھ آگے کر گئی

راحم نے اسکے دونوں ہاتھوں سے پہلے پہنے ہے ہتھیر یعنی چوڑیاں اور کڑے اتار کر اپنی چوڑیاں پہنائیں اور دھیرے سے ان پر لب رکھے۔ اسکی دودھیا سفید کلائیوں چوڑیاں چ رہی تھیں۔

راحم اسکے چہرے ہر نظریں ٹکا گیا

"بہت خوبصورت ہیں یہ" وہ مسکراتی آنکھوں سے بولی۔

"بہت" اسکی خمار سے بھری آواز گونجی کہ انعم نے اپنا گلہ ترک کیا ننھے ننھے سینے کے قطرے ماتھے پر نمودار ہوئے۔

"ابھی تو کچھ کہا ہی نہیں جانِ راحم" وہ اسکے سر سے پزننگا لتے کا میں سرگوشی سے بولا اور وہ خود میں سمٹنے لگی۔

"مجھ میں سمٹنے ہے" وہ اسکے ڈوپٹے کو سائیڈ پر رکھتا خمار سے بولا۔۔ وہ شر سے لال انار ہو چکی تھی۔ راحم نے

دھیرے سے اسکی گال کو چوما تو وہ دھڑکتے دل سے اسکے سینے سے لگ گئی۔ دل تو پسلیں توڑ کر باہر آنے کو تیار تھا راحم نے مسکرا کر اپنی باہوں میں بھرا۔

"راحم۔۔ ایک بات پوچھوں" وہ ہمت کرتی اسکی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔ اور اس نے سر ہلا کر اجازت دی۔

"چھوڑیں گے تو نہیں؟ جانتی ہوں محبت بار بارن۔۔" ابھی اسکے الفاظ منہ میں تھے کہ راحم نے اسکے لال چیری جیسے

ہونٹوں پر بوسہ دیا جس سے وایک دم ساکت ہو گئی اچانک س ہو اسب وہ حیران تھی۔

"لسن کیر فلی مائی لو۔۔۔۔۔"

And now you're my whole life

now you're my whole world

I just cant believe the ways I feel about you girl, Like a river

meets a sea, stronger then it's ever been

بسما بھٹی

دل جانر من رقصہ

we've come so far since that when i know the eal meanong of

love, andi thought.... I loved you then

And never have stamina to lose you even a bit of it"

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا شدتے کہ رہا تھا۔

"تم بتاؤ کتنا چاہتی ہو؟" اسکے گالوں پر بوسے دیتا محبت سے بولا۔ وہ تو پہلے ہی اسکے سحر میں کھوئی تھی اسکی استفسار پر

مسکرا کر اسے سینے ہر سر رکھا

"لسن او یو کیر فلی۔۔۔۔۔" وہ ہنس کر اسی کے اداں میں بولی و ہنستا اسکے گرد باہیں پھیلا گیا۔

" You are me backbone

you are my cornerstone

you are my crutch when my legs stop moving

you are my head starts

you are my rugged heary

you are my pulse that i've always needed"

وہ مسکرا کر اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بول رہی تھی۔

"میرے روجو" وہ اسکے گال پر ہمت کرتی بوسہ دے گی راحم نے داد دیتے ادا سے آبرو اچکائے تو وہ ہنستی شرم سے اسی کے سینے سے لگی۔

"تمہیں پتہ ہے ملن کے تین مرحلے ہوتے ہیں" وہ اسکے کانک لوچوم کر بولا

"ک۔۔ کونسے" وہ اسکے کندھے پر سر رکھتی اپنی دھڑکنوں کو سنجاتی بولی۔

"پہلا جب وقت ملتا ہے اللہ کی طرف سے ہماری نظریں ملتی ہیں۔"

"اور دوسرا" وہ اسکی خوشبو میں بہکتے بولی۔

"دوسرا ملن کا مرحلہ جب دل ملتے ہیں جیسے ہمارے ملے" وہ اسکے کندھے سے شرط کھسکا کر لب رکھتے بول۔

"اور تیسرا" وہ اسکی حرکت پر گہرے سانس میں بولی

"تینوں مرحلے مکمل کرنے ضروری ہوتے ہیں" وہ اسکا چہرہ سامنے کرتا آنکھیں چوم کر بولا

"تیسرا کونسا؟" وہ اسے یاد کروانے لگی کہ تیسرا تو بتایا نہیں۔

"جب جسم۔ ملتے ہیں روحیں ملتی ہیں جائز طرح سے پاک رشتے مکمل۔ ہوتے ہیں جب جوڑیاں آنوں پر بنتی ہیں

مکمل۔ زمین پر ہوتیں ہیں" وہ اسے گال چوم کر دھیرے سے بولا اور وہ جانتا تھا کہ اب اسکی حات غیر ہو جائے گیا۔

اور سچ میں وہ کانپ گی تھی اسکی بات پر۔

"اجازت ہے؟" وہ اسکے کان کے جھمکے کو چھیڑ کر بولا تو وہ شرم سے آنکھیں جھکاتی مسکرا دی۔

"ڈیمٹ۔۔۔۔۔ آئی وانٹ یور لپس اون می" وہ اسکے لال ہونٹوں پر انگوٹھا پھیرتا مسرور سا بولا وہ جی جان سے
لرزی تھی اور وہ دھیرے سے جھک گیا

آہستہ آہستہ رات کو شبِ دلگی کا خطاب ملا، ہونٹوں کے سفر سے روح کی تسکین ملی، چاہت کے سامنے سے دو محرم
مکمل ہوئے، دل کی دھڑکنوں سے فضاؤں نے دھن بجائی، دلوں کے سکون نے روح میں تلاطم بکھیرا، عشق رنے
والے ایک ہوئے، محبت کی سیڑھی پر چڑھ کر نکاح مکمل کیا، اور چاند کو تو پہلے ہو کھڑکیوں کی اوٹ میں کر کے
شرمانے پر مجبور کر دیا تھا دو جسم اک جان ہوئے تھے سانسوں کے سازا جھے تھے، وفاؤں کی دھوم مچی تھی۔ خدا
مہرباں ہوا تھا تبھی تو عشق کی کہانی کا آغاز ہوا تھا۔



"چلیں صارم میاں بارات لینے نہیں جای سب سے زیادہ دولہا لیت کر وارہ ہے کیا بات ہے" ابرار نے صارم پر
چوٹ کی۔

"یار اچھا کیا کروں خودی کام لیٹھور ہے بھلا مجھ سے بھی زیادہ کسی کو جلدی ہوگی" وہ سر پر کلا پہنتا جلدی جلدی بولا۔
"بس بھی کرو صارم کیوں ڈرانا تم نے میری بہن کو" صنم نے ہنسی روک کر کہا

"برا لگ رہا ہوں؟ میں ابھی نہا کر چینج کر کے آیا" وہ تو سر لیس ہو گیا تھا
"ارے رک مزاق کر رہی تھی" ابرار نے اسے روکا جو تیزی سے دوبارہ ادا شروع کر رہا تھا۔ وہ خونخوار نظروں سے
دونوں کو گھورنے لگا۔

"چلیں بیٹا؟" احتشام ملک اسے بلائے کیلئے کمرے میں آئے۔ "جی بابا چلیں" وہ جلدی سے کمرے سے باہر نکلا اور سب اس کی تیزیاں دیکھ رہے تھے۔

"چلیں انکل ورنہ یہ ناہمارے بغیر بات لے جائے" ابرار مے ہنس کر کہا تو سب باہر گئے۔

بارات بہت دھوم دھام زے چودھری ہاؤس آئی۔ ساری ارینجمنٹس گھر کے لان میں تھیں۔ صارم نے تو باقاعدہ خود بھی ڈانس کیا تھا خوب بارات میں بھنگڑے ڈالے گئے ابرار اور صارم نے دل کھول کر ڈانس کیا تھا سب ہنس رہے تھے کہ دیکھو دو لہے کو کتنی آگ لگی ہوئی ہے مگر وہ پرواہ کیے بغیر ناچ رہا تھا اسکی انجل اسے مل رہی تھی اور کیا چاہیے تھا۔

بہت محبت سے اکا استقبال کیا گیا اور سٹیج پر لایا گیا اور وہ بے تابی سے ویٹ کر رہا تھا کہ اسکی انجل لائی جائے اور وہ اسے لے کر اڑ جائے۔

"حوصلہ میرے شیر" احتشام ملک نے صارم کا کندھا دبایا جس پر پاس کھڑے دوستوں اور ابرار کا فلک شگاف قہقہہ لگا۔

کچھ ہی دیر میں سمیہ کو لایا گیا وہ یقیناً حسین لگ رہی تھی وہ نا بھی آج ہتھیاروں سمیت آتی تب بھی صارم ملک نے زیر ہونا ہی تھا۔

READERS CHOICE

"معزرت کے ساتھ احتشام بھائی مگر رخصتی جلدی کرنی پڑے گی مجھے حویلی جانا ہے اور چونکہ ولیمہ آپ لوگوں نے دو دن بعد کار کھا ہے تو اس لیے میں زرا جاؤں گا" احمد چودھری نے بہت محبت سے کہا اور صارم جو س رہا تھا اسکا چہرا کھل گیا وہ بھی تو یہی چاہتا تھا

"کوئی مسئلہ میں آپ کریں تیاری کرے ہماری بیٹی کو رخصت" وہ انکے گلے لگتے اپنائیت سے بولے۔
 راحم اور غازی سے سمیہ مل کر روئی بہت زیادہ وہ راحم سے مل کر روئی تھی باپ جیسا بھائی محبتوں میں پالا تھا۔ راحم بنا آواز کے رویا تھا اور اسے انعم نے خود میں سمیٹ لیا تھا۔ سب کی چاہتوں دعاؤں میں سمیہ کو رخصت کیا گیا۔ اور صارم جب بارات کی والی پر گھر پہ چا تو خوب ڈھول بجوایا سب کی ہنسی نہیں رک رہی تھی۔ ابرار نے خوب ساتھ دیا تھا انکا۔

سمیہ کو بہت محبتوں سے صارم کے کمرے میں بٹھا دیا گیا اور وہ مسکراتی نظروں سے کمرے کو دیکھنے لگی جہاں اسکی حکمرانی تھی جیسے صارم کے دل میں تھی۔

رات کے 11 بج چکے تھے مگر وہ آنہیں رہا تھا کیونکہ اسکے دوست خاص طور پر ابرار آنے نہیں دے رہے تھے۔ اور وہ 6 بجے سے بیٹھی انتظار کر رہی تھی۔ کہ تھک کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی اور سو گئی اب جاگنا نہیں تھا بیوقوف کب آئے۔

READERS CHOICE

اور جب وہ شرمندہ سا اندر آیا تو اسے سویا پایا۔ ایک نئے وجود کا اضافہ ہوا تھا اسکے کمرے اسکی زندگی میں وہ مسکراتا اس تک آیا اور کھڑا اسکے سوتے ہوئے معصوم چہرے کو دیکھنے لگا۔ اپنی شیر وانی اتاری اور اس کے پاس بیٹھا۔

دھیرے سے سر کے نیچے ہاتھ لے جا کر بھاری دوپٹہ اتار کر سائیڈ پر رکھا۔ وہ کسمسا کر کروٹ لے گی۔ کمر کے بلاؤز پر تین ڈوریاں تھیں جن سے اسکی صاف دودھیا کمر دکھ رہی تھی۔ اپنی انگلیوں سے اسکی سکن کی نرمی محسوس کی۔ وہ اپنی کمر پر گدگدی کے اساس مسکرا کر دوبارہ اسکی طرف رخ کر گئی نیند میں ابھی بھی تھی۔ وہ مسکراتا اسکے ہونٹ پر انگوٹھا پھیرنے لگا۔

وہ لمس کے احساس سے پٹ سے آنکھیں کھول گئی اور سامنے ہی بے حد قریب اسے پایا شرم سے نظریں جھک گئی۔
 "م۔۔" ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ صارم نے انگلی لبوں پر رکھ دی۔

"ڈونٹ سے سمتھنگ۔۔۔ جسٹ فیل اٹ۔۔۔ فیل می۔۔۔ فیل مائی ٹچ۔۔۔ فیل مائی لومائی لو" وہ اسکے گالوں پر چھوٹے چھوٹے بو سے دیتا بولا وہ دھڑکنوں کے ادھم مچانے پر اسکی قمیض کر ہاتھوں میں جکڑ گئی۔
 "ہاؤ آئی ڈیپلی نیدیو ڈیمٹ" وہ اسکی گردن پر لب رکھتا پھر بائٹ کرتا بولا وہ شرم سے سی کرتی اسکے گردن کے گرد باہیں کر گئی۔

"اینجل۔۔۔ میری جند۔۔۔ میری زندگی۔۔۔ میری دنیا۔۔۔ میرا جہاں۔۔۔ میرا ہر رنگ۔۔۔ میرا روپ ہو تم۔۔۔ میری چات ہو تم۔۔۔ میری محبت" وہ اسکے لب تھوڑی گال ماتھے کو جنونی انداز میں چوم رہا تھا۔ وہ مسرور سی اسکے لمس پر مسکرا رہی تھی
 ہاں انکی محبت سچی تھی تبھی تو خدا نے انہیں ملا دیا تھا۔ انکی نیتوں میں عزت احترام و فاکم نہیں تھا تبھی اللہ نے عزتوں کا رکھوالا بنا دیا تھا

ایک اور لاہور کے عشق کی داستان مکمل ہوئی۔



3 سال بعد۔۔۔۔۔

♥ میرا پہلا جنوں۔۔۔۔۔

♥ میرا پہلا جنوں۔۔۔۔۔

♥ عشق آخری ہے تو۔۔۔۔۔

♥ میری زندگی ہے تو۔۔۔۔۔

وہ نگین کے بالوں پر پن لگاتا ٹیڑھے میرے سروں سے گارہا تھا۔ اور نگین ہنس دیا۔

"میرا بے سرا دلبر" وہ رضا کی پیشانی چومتی

بولی تو وہ ہنس دیا۔

"ہاے میری نگي" وہ اسکے بھرے بھرے وجود کے ساتھ لبوں پر جھکا بولا۔ اور وہ دھڑکنوں کو سنبھالنے لگی۔ اور

آج بھی بہت شدت تھی اسکے پیار میں۔

"ہم آجائیں اندر؟" انعم اور صنم نے آنکھوں پر ہاتھ رکھتے کہا تو دونوں سٹیٹا کر دور ہوئے اور وہ دونوں ہنستی اندر آئی۔

صنم کا بھی دوسری دفعہ تیسرا منٹہ تھا اور انعم کا بھی ایک ہی بیٹا تھا۔

"بھائی بندہ دروازہ بند کر لیتا ہے" انعم نے نگي کے گالوں پر بوسہ دیتے کہا۔

"بس یہی کسر رہ گئی اپنے کمرے بند کرو" وہ منہ بنا کر بولا

"نا کریں بھائی اس شکل پر بھابھی کو پیار آ جاتا ہے" صنم نے ہنستے کہا تو نگین جھینپ گئی۔

"پھر تو مجھے اور بنانا چاہیے" وہ ہنس کر اسے چھیڑنے لگا جس پر نگین نے آنکھیں نکالیں۔

"تم دونوں کے شوہر نامدار کہاں ہیں؟" رضانے کوٹ پہنتے پوچھا۔

"دونوں گاڑیوں ویٹ کر رہے۔" صنم نے کہا۔ اور وہ سب نیچے کی طرف گئے جہاں پورچ میں راحم اور ابرار باتوں میں لگے تھے

"م۔۔۔اماں" ابرار کی گود میں 5-2 سال کے عابش شاہ نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کہتے تالی بجائی۔

"میرا شیر" رضانے آگے بڑھ کر اس کے گال پر سے چومے۔

"مجھے بلارہا تھا میرا چاند ہنا" صنم نے رضا کو گھورت اپنے بیٹے کی گال پر بوسہ دیا وہ اپنے باپ کی کاپی تھی تبھی صنم کو بہت عزیز تھا۔

"بس کرو تمہارے پاس ہی رہتا" رضامے گھورا اسے۔

"یہ میرا چاند" رضانے راحم کی گود سے 5-1 سال کے کبیر کو اٹھاتے کہا۔

سب جانتے تھے کہ رضا کو بچے بہت پسند تھے اور دونوں چاند اس کے گھر کے ستارے تھے۔

رضا کی شادی تو بہت محنت سے ہوئی تھی کیونکہ صارم کو منانا بہت مشکل تھا اور اسے منایا بھی نگین نے تھا تبھی مانا تھا۔

"چلیں ورنہ غازی ان ہمارا سر پھاڑ دینا" انعم نے ہنستے کہا تو سب گاڑیوں میں بیٹھتے لگے۔ ایک بعد پیچھے 3 گاڑیاں فراز جمالی کے گھر سے نکلی اور سیدھا ہو اسپتال کے سامنے رکی وہ سب اندر کی طرف بڑھے اور وارڈ کی طرف بڑھے۔ روم کے پاس جا کر سب کی نمی سی آنکھوں میں آگئی کیونکہ غازی اپنے چھوٹے بیٹے کو لیے پانی سے بھری آنکھوں سے اسے بنپلکے جھپکے دیے دیکھ رہا تھا باپ کا حساس کیا ہوتا ہے یہ شاید بیان کرنا مشکل ہے۔ بس محسوس کیا جاتا ہے۔ سب مسکرا کر اندر بڑھے صنم نے اسکے ہاتھ سے گول مٹول بچے کو لے پیار کیا راحم نے آگے بڑھ کر غازی کو سینے سے لگایا تو وہ جو پانی آنکھوں میں تھا لڑی صورت بہہ گیا۔

وہ اس پل کو یاد کر رہا تھا جب ڈاکٹر ز نے کہا تھا کہ بچہ یا ماں کسی بچا نا ہے؟ اور وہ ٹوٹ گیا تھا اس نے دل پر پتھر رکھ کر اپنی بیوی کو چنا تھا جس کا ساتھ بہت محنت سے حاصل کیا تھا وہ سجدے جھکا تھا اپنے رب کے جس کے ہاتھ موت اور زندگی کی ڈور ہے اور اسکے رب نے کرم کیا اتھادونوں کو بچا کر نعمت عطا کی تھی راحم رضا برابر نے اسکے گلے لگے اور ہمت دی۔ وہ مسکراتا دوسرے روم میں گیا جہاں دیا تھی۔ وہ نم آنکھوں سے اسکے بیڈ کے پاس آیا وہ صدیوں کی تھکی لگر ہی تھی موت کے منہ سے نکل کر آئی تھی۔

"دیا" وہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتا بولا تو وہ مسکراتی نڈھال سی آنکھیں کھولتی اسے دیکھنے لگی

"میں ڈر گیا تھا دیا۔۔۔ مجھے لگا۔۔۔ میں نے سب کھو دیا۔۔۔ میں اپنے رب کا کیسے شکریہ ادا کروں جس نے میری سانسیں مجھے عطا کیں" وہ روتا اسکے چہرے پر بوسہ دے رہا تھا۔

"ہمارا۔۔۔ بیٹا۔۔۔ غازی؟" وہ اسکے گال پر نیڈ لڑوا ہاتھ رکھتے بولی۔

"بہت پیارا ہے تمہارے جیسا" وہ اسکے لبوں پر بوسہ دیتا محبت سے بولا

"ہو سپٹل ہے۔۔۔ غازی" وہ شرم سے دوبار الال کندھاری ہوئی۔

"میرے لیے تم میٹر کرتی ہو" وہ دوبار اسکے لبوں پر جھک گیا۔

"ہم آجائیں" سمیہ نے ناک کیا تو غازی مسکراتا پیچھے ہوا۔ اور سمیہ کیلیے باہیں پھیلائی تو وہ اسکے لگتی مبارکباد دینے لگی

پیچھے ہی صارم گود میں ننھی سمیہ یعنی المیرا کو اٹھائے اندر آیا اور اسکے بعد سی طرح سب پیچھے آئے۔

زندگی ایسے ہی معمول پر تھی سب نے اپنے عشق میں رقص کیا تھا۔ کچھ لوگ اپنی چاہ حاصل کر کے قدر کرنا بھول

جاتے ہیں مگر ان سب نے قدر کی تھی سب جانتے تھے کہ جدائی ناملنے کی تڑپ کیا ہوتی ہے اور کتنی جانلیوا ہوتی ہے

۔ وہ خوشنصیب ہوتے ہیں جن کو انکی چاہتیں مل جاتی ہیں وہ تو ہر دم اپنے جانم میں رقص کرتے ہیں دل جب کسی کی

امانت ہو تو خیانت نہیں کی جاتی سنبھال کر رکھا جاتا ہے فقط ایک کی خاطر ایسے ہی تو یہ بات مکمل ہوتی ہے۔۔۔۔۔

♥ دل جانم من رقصم ♥

♥ دل جانم من رقصم ♥

♥ جندر رقصم، من رقصم۔۔۔۔

♥ نینوں میں تیرا عکس ہو۔۔۔۔

♥ عشق رقصم، چاہ رقصم۔۔۔۔

♥ دل کی دھڑکنوں کا شور ہو۔۔۔۔

بسمہ بھٹی

دل جانر من رقصہ

فلک رقصہ، زمین رقصہ۔۔۔

ختم شد

